حال احوال

تاریخ وار ملکی اور غیر ملکی زرعی خبریں، مئی تا اگست 2015

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی

روٹس فار ایکوٹی

2015

حال احوال

تاریخ وار ملکی اور غیر ملکی زرعی خبریں، مئی تا اگست 2015

تحریر و ترتیب
صبیحہ حسن

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی

2015

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر
تخفیفات	vii
ابتدائیہ	x
الف۔ ملکی زرعی خبریں	1-91
I۔ زرعی مواد	1-31
زمین	1
پانی	16
بیج	27
کسان مزدور	30
II۔ زرعی مداخل	31-36
قدرتی اور صنعتی زراعت	31
کھاد	32
زرعی مشینری	33
زرتلافی	33
زرعی قرضے	34
زرعی تحقیق	34
III۔ غربت اور غذائی تحفظ	36-42
غربت	36
غذائی تحفظ	38
IV۔ غذائی اور نقد آور فصلیں	42-51
غذائی فصلیں	42

پھل سبزی	47
نقد آور فصلیں	50
V۔ تجارت	51-60
برآمدات	51
درآمدات	57
ایگری بزنس	60
VI۔ کارپوریٹ شعبہ	61-63
غذائی کمپنیاں	61
خوردہ فروش کمپنیاں	62
کھاد کمپنیاں	62
VII۔ مال مویشی، ماہی گیری اور مرغبانی	63-66
مال مویشی	63
ماہی گیری	65
VIII۔ ماحول	66-76
زمین	67
پانی	72
فضا	76
IX۔ موسمی تبدیلی	76-80
X۔ قدرتی بحران	80-85
گرمی کی لہر	80
سیلاب	80
خشک سالی	83
طوفان	84

XI۔ مزاحمت	85-89
گندم کی خریداری	85
خشک دودھ کی درآمد	85
جنگلات کی زمین	86
کچی آبادی کے مکین	86
پانی کی عدم فراہمی	86
مداخل کی قیمتوں میں اضافہ اور امدادی قیمت	88
XII۔ بیرونی امداد	90-91
آئی ایف سی	90
عالمی بینک	90
امریکی امداد	91
ب۔ عالمی زرعی خبریں	92-109
I۔ زرعی مواد	92
زمین	92
II۔ زرعی مداخل	92-94
قدرتی اور صنعتی طریقہ زراعت	92
III۔ غربت اور غذائی تحفظ	94
IV۔ غذائی اور نقد آور فصلیں	95
غذائی فصلیں	95
نقد آور فصلیں	95
V۔ تجارت	96-97
برآمدات	96
درآمدات	96

VI۔ کارپوریٹ شعبہ	97-98
خوردہ فروش کمپنیاں	97
غذائی کمپنیاں	97
VII۔ مال مویشی، ماہی گیری اور مرغبانی	99-100
مال مویشی	99
مرغبانی	99
VIII۔ ماحول	100-101
زمین	100
پانی	101
فضا	101
IX۔ موسمی تبدیلی	101-104
عالمی حدت	104
X۔ قدرتی بحران	104-107
زلزلہ	104
سیلاب	106
جنگلی آگ	106
خشک سالی	107
XI۔ مزاحمت	107-108
XII۔ بیرونی امداد	108-109
ایشیائی ترقیاتی بینک	108
اسلامک ڈیولپمنٹ بینک	109
جاپانی بینک	109

مخففات

ACIAR	Australian Centre for International Agricultural Research
ADB	Asian Development Bank
AIIB	Asian Infrastructure Investment Bank
ANP	Awami National Party
APTTA	Afghanistan - Pakistan Transit Trade Agreement
AWP	Awami Workers Party
BISP	Benazir Income Support Program
BoR	Board of Revenue
BRP	Baloch Republican Party
BRSP	Balochistan Rural Support Program
CADD	Capital Administration and Development Division
CDA	Capital Development Authority
CDF	Clean Development Fund
CDWA	Clean Drinking Water for All
CFPD	China Foundation for Peace and Development
CGF	Consumer Goods Forum
CLCuV	Cotton Leaf Curl Virus
COPHC	China Overseas Ports Holding Company
CTG	China Three Gorges Corporation
DAP	Diammonium Phosphate
DHA	Defence Housing Authority
DPP	Department of Plant Protection
DPRI	Date Palm Research Institute
EIA	Environmental Impact Assessment
EU	European Union
FAO	Food and Agriculture Organization
FBR	Federal Board of Revenue
FPCCI	Federation of Pakistan Chambers of Commerce & Industry
FSDA	Food Safety and Drug Administration
FWO	Frontier Works Organization
GCF	Green Climate Fund
GDP	Gross domestic product
GIDC	Gas Infrastructure Development Cess
GRDO	Green Rural Development Organization
GSP	Generalized System of Preferences
GST	General Sales Tax
HEIS	High Efficiency Irrigation System
IDA	International Development Association
IDB	Islamic Development Bank
IDO	Indus Development Organizationp

IFC	International Finance Corporation
ILO	International Labour Organization
IMF	International Monetary Fund
IRC	Indus River Commission
IRSA	Indus River System Authority
ISPR	Inter Services Public Relations
IUCN	International Union for Conservation of Nature
KBP	Kisan Board Pakistan
KCCI	Karachi Chamber of Commerce & Industry
KMC	Karachi Metropolitan Corporation
KSE	Karachi Stock Exchange
KWSB	Karachi Water and Sewerage Board
LNG	Liquefied Natural Gas
MAJU	Mohammad Ali Jinnah University
MPI	Multidimensional Poverty Index
NARC	National Agricultural Research Centre
NCCP	National Climate Change Policy
NDMA	National Disaster Management Authority
NFDC	National Fertilizer Development Centre
NFSC	National Food Security Commission
NHA	National Highway Authority
NHEPRN	National Health Emergency Preparedness & Response Network
OECD	Organisation for Economic Co-operation and Development
OPHI	Oxford Poverty and Human Development Initiative
PAEC	Pakistan Atomic Energy Commission
Pak-EPA	Pakistan Environmental Protection Agency
PARC	Pakistan Agricultural Research Council
PASSCO	Pakistan Agricultural Storage and Services Corporation
PATCO	PARC Agrotech Company
PBIT	Punjab Board of Investment & Trade
PCG	Partial Credit Guarantee
PCGA	Pakistan Cotton Ginners' Association
PCJCCI	Pak-China Joint Chamber of Commerce and Industry
PCRWR	Pakistan Council of Research in Water Resources
PDA	Pakistan Dairy Association
PDMA	Provincial Disaster Management Authority
PFVA	All Pakistan Fruit and Vegetable Exporters Importers and Merchants Association
PHDA	Punjab Halal Development Agency
PIDE	Pakistan Institute of Development Economics
PITB	Punjab Information Technology Board
PKB	Punjab Kisan Board

PKI	Pakistan Kissan Ittehad
PMYBL	Prime Minister's Youth Business Loan
PPDB	Punjab Power Development Board
PSDP	Public Sector Development Program
PTA	Pakistan Tea Association
PTI	Pakistan Tehreek-e-Insaf
REAP	Rice Exporters Association of Pakistan
RSPN	Rural Support Programs Network
SAARC	South Asian Association for Regional Cooperation
SAGP	Sindh Agricultural Growth Project
SAGP	Sindh Agricultural Growth Project
SANDEE	South Asian Network for Development and Environmental Economics
SAP	Structural Adjustment Program
SASCOF	South Asian Climate Outlook Forum
SBI	Sindh Board of Investment
SBIP	Sindh Barrages Improvement Project
SCA	Sindh Chamber of Agriculture
SEARCH	Society for Environmental Actions, Reconstruction and Humanitarian Response
SECP	Securities and Exchange Commission of Pakistan
SEPA	Sindh Environmental Protection Agency
SFD	Saudi Fund for Development
SIAPEP	Sindh Irrigated Agriculture Productivity Enhancement Project
SSWMB	Sindh Solid Waste Management Board
SUPARCO	Space and Upper Atmosphere Research Commission
TCP	Trading Corporation of Pakistan
UFCW	United Food and Commercial Workers Union
UNFCCC	United Nations Framework Convention on Climate Change
UNICEF	United Nations Children's Fund
VHT	Vapor Heat Treatment
WAPDA	Water and Power Development Authority
WASA	Water and Sanitation Agency
WFP	World Food Program
WWF-P	World Wide Fund for Nature Pakistan

ابتدائیہ

یہ بات اب کسی شک و شبے سے بالاتر ہے کہ زرعی شعبہ ایک بحرانی کیفیت میں مبتلا ہو چکا ہے۔ موسمی تبدیلی کے بحران کی طرح یہ بحران بھی عالمی پالیسی سازی کا نتیجہ ہے۔ زراعت کو جو تحفظ 1995 سے پہلے حاصل تھا اسے عالمگیریت کی آزاد تجارتی پالیسی نے عدم تحفظ میں بدل دیا ہے۔ گزشتہ چار مہینوں کی خبریں اس صورت حال کی بھرپور عکاسی کر رہی ہیں۔

اضافی پیداوار

اضافی پیداوار کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے کے لیے حال احوال کے اس شمارے میں شامل مندرجہ ذیل خبریں ملاحظہ ہوں:

> گندم، آلو اور کپاس کے ساتھ ساتھ چاول کی بھی بلند پیداواری لاگت اس کی عالمی منڈی میں فروخت میں رکاوٹ بن رہی ہے۔ اس وقت کاشتکاروں اور برآمد کنندگان کے پاس پانچ ملین ٹن باسمتی اور اتنی ہی مقدار میں اری-6 چاول موجود ہے لیکن عالمی منڈی میں ان کا خریدار ملنا مشکل ہے کیونکہ پاکستانی چاول کی قیمت بھارت اور دیگر ممالک کے چاول سے زیادہ ہے۔

> کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی نے گندم برآمد کرنے کی انتہائی تاریخ میں 31 جولائی تک توسیع کردی ہے۔ کمیٹی نے بالترتیب 400,000 اور 800,000 ٹن گندم کی برآمد پر سندھ کو 45 ڈالرز فی ٹن اور پنجاب کو 55 ڈالرز فی ٹن زرتلافی دینے کی اجازت دی ہے۔

پنجاب اور سندھ کی اضافی گندم برآمد کرنے میں ناکامی کے بعد وفاقی حکومت گندم یوٹیلٹی اسٹورز پر رعایتی نرخ پر فروخت کرنے پر غور کررہی ہے۔ یہ تجویز وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے صوبوں کو دی ہے۔ وزارت نے یہ بھی تجویز دی ہے کہ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام (BISP) کے تحت نقد رقم کے بجائے گندم دے دی جائے اور نقد رقم براہ راست صوبائی حکومت کو دے دی جائے۔

ایک مضمون کے مطابق گیس انفرا اسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس (GIDC) سے 50 کلوگرام یوریا کے تھیلے کی قیمت میں 200 روپے کا اضافہ ہو جائے گا۔ کمپنیاں جب یہ اضافہ صارفین کو منتقل کریں گی تب یوریا کی مقامی اور بین الاقوامی قیمتیں تقریباً برابر ہوجائیں گی جس کے بعد بین الاقوامی امداد دینے والوں اور مقامی مفاد پرست لوگوں کا یوریا کی قیمتوں کو آزاد کرنے (ڈی ریگولیٹ) کے لیے دباؤ بہت بڑھ جائے گا۔

ایک خبر کے مطابق 2015 کے ابتدائی چار ماہ میں یوریا کی قیمتوں میں اضافے اور شرح سود میں کمی کی وجہ سے فاطمہ فرٹیلائزر کے منافع میں 50 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

ایک مضمون کے مطابق فوجی فرٹیلائزر بن قاسم ملک میں ڈائی امونیم فاسفیٹ (DAP) بنانے والی واحد کمپنی ہے جو DAP (ڈی اے پی) کی 46 فیصد طلب کو پورا کرتی ہے۔ کمپنی نے اب فیصلہ کیا ہے کہ وہ گوشت سے لے کر ڈیری مصنوعات تک نئے شعبوں میں سرمایہ کاری کرے گی۔ گیس کی کمی کی وجہ سے کمپنی کو نقصان سے بچانے کے لیے نئے شعبوں کا انتخاب کیا گیا ہے۔

پاکستان کسان اتحاد (PKI) کی طرف سے گزشتہ ہفتے جاری کیے گئے اعداد و شمار کے مطابق

چاول، گنا اور کپاس کے کاشتکاروں کو مہنگے زرعی مداخل اور پیداواری قیمت کم ملنے کی وجہ سے فی ایکڑ تقریباً 74,800 روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔

تبصرہ:

کسانوں کی طرف سے مداخل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے خلاف گزشتہ تین چار ماہ سے جاری احتجاج کے حوالے سے ایک مضمون میں کہا گیا ہے کہ مداخل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کی دو وجوہات ہیں۔ ایک جنرل سیلز ٹیکس (GST) اور دوسری قیمتوں پر حکومتی اختیار کا نہ ہونا۔ مداخل پر عائد محصولات کی وجہ سے یوریا کی قیمت میں 150 فیصد، ڈی اے پی کی قیمت میں 100 فیصد اور زرعی ادویات کی قیمتوں میں 50 فیصد اضافہ ہوا۔ دوسری طرف حکومت مداخل کی ذخیرہ اندوزی روک نہیں پاتی یا روکنا نہیں چاہتی جس کی وجہ سے جس وقت مداخل کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے ان کی ترسیل میں کمی ہونے سے قیمتیں اور زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ زیادہ تر مداخل قرض پر حاصل کیے جاتے ہیں جس پر فروخت کنندہ قسطوں میں ادائیگی کی صورت میں شرح سود مزید بڑھا دیتے ہیں۔ جب تک اجناس کی عالمی قیمتیں بلند تھیں کسان محصولات اور حکومتی کمزوریوں کو برداشت کرلیتے تھے لیکن اب کسان پیداواری لاگت میں جاری اضافے اور زرعی پیداوار کی قیمتوں میں کمی جیسی دو حقیقتوں کے درمیان پھنس گئے ہیں۔

بیج ترمیمی بل 2015

1995 میں عالمی تجارتی ادارے کے قیام کا سب سے اہم مقصد کارپوریٹ مفادات کا تحفظ تھا جو ریاستوں کے کردار کو غیر فعال کر کے ہی حاصل ہوسکتا تھا کیونکہ فعال ریاست بین الاقوامی کمپنیوں کے مقابلے میں مقامی صنعت اور قومی وسائل کو تحفظ فراہم کرتی ہے۔ اس پس منظر میں ہمیں بیج ترمیمی بل 2015 کو دیکھنا ہے جس کی منظوری اب سینٹ نے بھی دے دی ہے۔ زرعی شعبہ اٹھارویں ترمیم کے بعد صوبوں کے حوالے کردیا گیا ہے اور زرعی معاملات پر قانون سازی کا حق صوبائی اسمبلیوں کو حاصل ہے۔

سینٹ کو صوبوں کے حقوق کی ترجمانی کرتے ہوئے یہ مسئلہ صوبائی اسمبلیوں کو واپس بھیجنا چاہیے تاکہ وہ اس اہم مسئلے پر خود قانون سازی کر سکیں۔

بیج ایک زندہ شئے ہے۔ یہاں شاید ہمیں زندہ شئے کے ملکیتی حقوق (پیٹنٹ) کی بحث کو دوبارہ یاد کرنے کی ضرورت ہے۔ 1990 میں جب جینیاتی اشیاء کو منڈی میں لانے کی تیاریاں ہو رہی تھیں چھوٹے کسانوں کے حقوق کے حوالے سے کام کرنے والی ایک جانی پہچانی عالمی غیر سرکاری تنظیم ''گرین'' نے 12 نکات پر مبنی وجوہات پیش کی تھیں جن کی وجہ سے زندہ شئے پر حقوق ملکیت کو کبھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ ان وجوہات کے کچھ بنیادی پہلو مندرجہ ذیل ہیں:

- کسانوں کو یہ مہنگے بیج ہر سال خریدنے ہوں گے۔ وہ ان کا آپس میں تبادلہ نہیں کر سکتے نہ انہیں آئندہ سال کے لیے رکھا جا سکتا ہے۔ بیج کی مقامی طور سے افزائش کرنے والوں کا روزگار ختم ہو جائے گا اور یوں دیہی آبادی کا خوراک کی زنجیر سے پہلا تعلق پوری طرح ختم ہو جائے گا۔
- بیج اور جانوروں کی افزائش کرنے والوں کو جینیاتی وسائل تک کی آزادانہ رسائی حاصل نہیں ہوگی کیونکہ بائیو ٹیکنالوجی کمپنیاں ان کی مالک بن جائیں گی جو جینیاتی وسائل پر الگ الگ طرح سے منافع کمائیں گی۔
- تحقیقی کام سرکاری اداروں سے نکل کر نجی اداروں کے پاس چلا جائے گا۔ اس طرح سائنسی معلومات محدود سے محدود تر ہو جائیں گی۔
- منڈی پر چند کیمیائی کمپنیاں چھا جائیں گی جس کا اثر قیمت سے لے کر ہماری چیزیں خریدنے میں مختلف اشیاء کے درمیان فیصلہ کرنے کی آزادی تک نظر آئے گا۔
- جینیاتی تنوع محدود ہو جائے گا اور جینیاتی وسائل پر اجارہ داری رکھنے والے ہماری غذائی فصلوں پر حاوی ہو جائیں گے۔
- تیسری دنیا کے حیاتیاتی وسائل ترقی یافتہ ممالک کی کمپنیوں کی ملکیت بن جائیں گے۔

- انسانی حقوق کا تصور پامال ہوگا کیونکہ انسان اور اس کے اعضاء پیٹنٹ رکھنے والی کمپنی کی ملکیت بن سکتے ہیں۔
- جانوروں میں جینیاتی تبدیلیوں کی وجہ سے ان کی فلاح و بہبود کا خاتمہ ہوگا۔
- معاشرے کا قدرت سے تعلق کاروباری ہوجائے گا اس ٹیکنالوجی کے ذریعے جو قدرت میں کوئی نئی چیز تو پیدا نہیں کرتی لیکن قدرتی نظام کو پارہ پارہ کرکے اس پر اپنی اجارہ داری قائم کرتی ہے۔
- انسانی قدریں جو زندگی کے تخلیقی عمل پر قائم ہیں پارہ پارہ ہوجائیں گی۔ زندگی کیمیائی و جینیاتی اجزاء کے ہیر پھیر کا کھیل بن جائے گی۔

بجٹ ترجیحات

سندھ:

- پانچ سالہ ''سندھ ایگریکلچر گروتھ پروجیکٹ'' کے ذریعے زرعی پیداوار اور اس کی قدر میں اضافہ کرکے ان اشیاء کو منڈی تک رسائی فراہم کی جائے گی۔
- کسانوں کو ٹریکٹر، زرعی مشینری اور ''تصدیق شدہ'' بیج پر زرتلافی دی جائے گی۔
- شمسی توانائی سے چلنے والے ٹیوب ویل پر بھی زرتلافی دی جائے گی۔
- سندھ اریگیٹڈ ایگری کلچر پروڈکٹوٹی انہانسمنٹ پروجیکٹ'' کے تحت 14,267 ہیکٹرز پر نہایت کارگر آبپاشی نظام تعمیر کیا جائے گا۔

پنجاب:

- پانچ بلین روپے ٹریکٹروں پر زرتلافی دینے کے لیے مختص ہیں

- پنجاب میں آبپاشی منصوبوں کے لیے 4.58 بلین روپے مختص ہیں۔
- دیہی علاقوں میں آمد ورفت کے بنیادی ڈھانچے کے لیے 150 بلین روپے اگلے تین سالوں میں خرچ ہوں گے۔

بلوچستان:

پنجاب ٹریکٹرز پر زرتلافی کے لیے جتنی رقم دے گا اس سے کچھ زیادہ رقم بلوچستان کے کل زرعی بجٹ کی ہے یعنی 6.802 بلین روپے۔ گوادر جس صوبے میں ہے وہاں دیہی علاقوں تک آمد و رفت کے لیے بنیادی ڈھانچے کے لیے رقم مختص نظرنہیں آتی لیکن پنجاب میں 150 بلین روپے کی رقم اس مقصد کے لیے رکھی گئی ہے۔

- گرین بلوچستان کے پہلے مرحلے کے لیے 1.5 بلین روپے مختص ہیں جبکہ زرعی مشینری کے فروغ کے لیے 3.5 بلین روپے۔

خیبر پختون خواہ:

- گندم اور مکئی کے ''تصدیق شدہ بیجوں'' کی تقسیم اور ٹنل فارمنگ کے ذریعے بے موسم سبزیاں اگانے کے منصوبے 47 زرعی منصوبوں میں اہمیت کے حامل ہیں۔

تبصرہ:

مہنگے مداخل اور بیرونی ٹیکنالوجی سے زراعت کو''صنعت'' کا درجہ دیا جارہا ہے۔ اس مقصد کے لیے وزیر اعظم نے کسانوں کے لیے''کریڈٹ گارنٹی اسکیم'' کا اعلان بھی کیا ہے۔ زرتلافی اور امدادی قیمت کو کم

کر کے حکومت ایک طرف کسانوں کے لیے قرض کی فراہمی آسان بنا کر اپنے فرائض سے سبکدوش ہونے کی کوششیں کر رہی ہے لیکن دوسری طرف صنعتی زراعت سے حاصل اضافی پیداوار کو عالمی منڈی میں بیچنے کے لیے تاجروں کو بھاری زرتلافی دینے کی پالیسی پر بھی گامزن ہے۔ دراصل بیرونی ایجنڈے پر چلنے والی صنعتی زراعت کی پالیسی سبز انقلاب سے لے کر اب تک ناکامی کے کئی چکر مکمل کر لینے کے بعد اب دیوالیہ پن کا شکار ہے۔

پانی کی قلت

انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ (IMF) کی جاری کردہ رپورٹ "Is the glass half empty or full?" (''کیا گلاس آدھا خالی ہے یا بھرا ہوا؟'') میں کہا گیا ہے کہ پانی کے استعمال کے لحاظ سے پاکستان دنیا میں چوتھے نمبر پر ہے جبکہ مجموعی قومی پیداوار (GDP) کے ہر یونٹ کے اعتبار سے یہاں پانی کا استعمال سب سے زیادہ ہے۔ پاکستان پانی کی کمی کے شکار ممالک میں تیسرے نمبر پر ہے۔ یہاں پانی کی فی کس دستیابی 1,017 مربع میٹر ہے، 1,000 مربع میٹر پر کوئی بھی ملک پانی کی شدید کمی کا شکار تصور کیا جاتا ہے۔ اس صورت حال میں IMF (آئی ایم ایف) کا مشورہ ہے کہ

- پانی کو ضائع ہونے سے بچانے کے لیے آبپاشی کے نظام کو بہتر بنایا جائے۔
- مندرجہ بالا مقصد کے حصول کے لیے زرعی آمدنی پر ٹیکس اور پانی کی فراہمی پر قیمت میں اضافہ کیا جائے اور اس کا تناسب آمدنی سے جوڑا جائے۔

تبصرہ:

پانی کی نجکاری کا عمل ''صاف پانی'' کے نام پر منرل واٹر کی بوتلوں سے لے کر فلٹریشن پلانٹس تک پھیل چکا ہے اور اب اسے زراعت میں ''پانی کو ضائع ہونے سے روکنے کی ٹیکنالوجی'' سے جوڑا جا رہا ہے جس کا

بندوبست ہر صوبے نے اپنے اپنے زرعی بجٹ میں ''پروڈکٹوٹی انہانسمنٹ'' یا ''ارگیٹیڈ پروڈکٹوٹی'' کے نام سے کیا ہوا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ پانی کا بحران نہایت سنگین ہے لیکن زراعت اور پانی پر ٹیکس بڑھانے سے اس بحران میں کمی نہیں آئے گی۔ حکومت نے پہلے ہی ٹیوب ویل کے لیے بجلی سے لے کر یوٹیلیٹی اسٹورز کو فراہم کی جانے والی زرتلافی میں کمی کردی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ڈیزل پر چلنے والے ٹیوب ویلوں پر زرتلافی ختم کی جارہی ہے لیکن شمسی توانائی سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کے فروغ کے لیے زرتلافی بڑے زور شور سے دی جارہی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ پانی کی بہتر دیکھ بھال، پائیدار طریقہ زراعت اپنانے، نہروں کی صفائی اور قدرتی آبی گزرگاہوں سے تجاوزات ختم کرنے پر توجہ دی جائے تاکہ پانی کی بچکاری پر۔ مسئلہ حکومتی کردار کو فعال بنانے کا ہے جو نکاسی اور صاف پانی کی لائینوں کی مرمت اور پانی میں کلورین شامل کرنے میں بھی ناکام ہے۔ مسئلہ تجارت کو زراعت سے الگ کرنے کا ہے جس کے لیے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کی جاتی ہے تاکہ منڈی سے زیادہ سے زیادہ زرمبادلہ حاصل کیا جائے اور مسئلہ کسان کو عدم تحفظ سے نکال کر خودمختاری کے راستے پر گامزن کرنے کا ہے۔

پاکستان چین اقتصادی راہداری

سرکاری بیانات سے ایسا لگ رہا ہے کہ پاکستان کے تمام مسائل کا حل اب پاکستان چین اقتصادی راہداری میں ہے۔ راہداری کی خبریں حال احوال میں اس لیے شامل کی جارہی ہیں کیونکہ ہم مندرجہ بالا تبصروں کی روشنی میں سمجھتے ہیں کہ راہداری کے راستوں کی بحث سے قطع نظر یہ زمین، وسائل اور منڈی پر قبضے کا دوسرا نام ہے۔ تاریخ خود کو دہراتی ہوئی نظر آرہی ہے۔ برطانوی راج میں برصغیر میں ریل اور نہروں کے جال بچھا کر اسے برطانوی صنعتی ترقی سے جوڑا گیا۔ اس دوران یہاں کے کسانوں پر یکے بعد دیگرے تین بڑے قحط کے دور گزرے، کھانے کو تھا مگر سب برآمد ہورہا تھا! امریکی سامراجی دور نے تیسری دنیا کے وسائل پر قبضے کے لیے سرد جنگ، سبز انقلاب اور اسٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ پروگراموں

(SAP) کا سہارا لیا۔ سرد جنگ کے بعد عالمی تجارتی ادارے نے عالمگیریت کا جھنڈا گاڑھ کر امریکی فتح کا اعلان کیا۔ چین نے اسی نظام میں کود کر امریکہ کا مقابلہ کیا اور اب جب سرمایہ دارانہ نظام بحران کا شکار ہو چکا ہے اور چین خود بھی اس سے متاثر ہے وہ بحیثیت دوسری بڑی اقتصادی طاقت اپنی بساط بچھا رہا ہے۔ ان سب باتوں پر بحث مباحثوں اور سنجیدہ تحقیق کی ضرورت ہے۔ ہمارے اپنے ملک کی تاریخ بتاتی ہے کہ بند کمروں میں کیے گئے فیصلوں سے ملک نے بھاری نقصان اٹھایا ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام نے ہزاروں سال باقی رہنے والے وسائل کو چند سو سالوں میں ختم کردیا ہے، دنیا اس وقت موسمی بحران میں مبتلا ہے اور پائیدار ترقی کے بغیر آگے بڑھنے کا تصور کرنا بھی ممکن نہیں۔ ہمیں اپنے وسائل کا ایسے استعمال کرنا ہے کہ آئندہ آنے والی نسلوں کی ضروریات پوری ہو سکیں۔ یہ دور وسائل کو سلیقے سے استعمال کرنے اور ضائع ہونے سے بچانے کا ہے، انہیں اب ایسے نظام کی بھینٹ نہیں چڑھایا جاسکتا جو زیادہ پیداوار اور زیادہ منافع کی دوڑ میں ہے۔ راہداری منصوبہ آزاد تجارت کے فلسفے کے تحت ہی بنایا گیا ہے۔ اس منصوبے میں پاکستان میں ماحول اور زمین، خاص کر زرعی زمین اور اس سے جڑے لوگ سب سے پہلے متاثر ہوں گے۔ پاکستان پانی، توانائی اور موسمی بحران کے شکار ممالک میں سب سے آگے ہے۔ راہداری کے منصوبوں سے یہ بحران مزید بڑھ جائیں گے۔ اگر توانائی کے منصوبوں میں سرمایہ کاری ہوگی تو ان سے حاصل توانائی ان فری ٹریڈ زونز میں ہی استعمال ہوگی جہاں سے پاکستان کے زرعی اور دیگر وسائل تیار کرکے مفت بیرون ملک بھیجے جائیں گے۔ اگر اس سودے میں عوام کو کچھ نوکریاں اور اچھی سڑکیں مل بھی گئیں تو یقیناً یہ بہت مہنگا سودا ہوگا۔ ان لوگوں کی عید ضرور ہوگی جو مختصر مدت کے فائدے سے اپنی جیب بھرتے ہیں، ایسے لوگ ہر زمانے میں ہر جگہ ہوتے ہیں اور غلط پالیسیاں انہیں کے ذریعے پہنچتی ہیں۔

الف۔ ملکی زرعی خبریں

ا۔ زرعی مواد

زمین

- پاکستان چین اقتصادی راہداری

10 مئی: ایران اور بھارت کے درمیان 6 مئی کو چابہار کی بندرگاہ کے حوالے سے ہونے والے معاہدے پر ایک مضمون میں کہا گیا ہے کہ یہ معاہدہ بھارتی وزیراعظم کی وسطی ایشیائی ممالک اور افغانستان سے تجارتی رشتے مضبوط کرنے میں اہم پیش رفت ہے۔ بھارت افغانستان کے صوبہ نمروز میں 220 کلو میٹر طویل شاہراہ تعمیر کررہا ہے جسے چابہار تک توسیع دی جائے گی۔ منصوبے کی تکمیل کے بعد افغانستان چابہار بندرگاہ استعمال کرسکے گا جو پہلے سمندری تجارت کے لیے صرف پاکستان پر انحصار کرتا تھا۔ بلوچستان میں پاک ایران سرحد پر یہ بندرگاہ گوادر کے بالکل قریب ہے۔ ایران چاہتا ہے کہ بھارت یہاں آزاد تجارتی علاقے (فری ٹریڈ ایریا) قائم کرنے میں اس کی مدد کرے۔ دوسری طرف چائنہ اوسیز پورٹس ہولڈنگ کمپنی (COPHC) پاکستان کو آزاد تجارتی علاقے (فری ٹریڈ زون) قائم کرنے میں مدد دے رہی ہے۔ یاد رہے کہ بھارت اس سے پہلے افغانستان اور وسطی اشیائی ممالک تک پہنچنے کے لیے پاکستان سے بذریعہ واہگہ زمینی راستہ طلب کرتا رہا ہے جسے اسلام آباد رد کرتا آیا ہے۔ (سید مدثر علی شاہ، ڈان، 10 مئی، صفحہ 9)

13 مئی: اسلام آباد میں کل جماعتی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ تمام سیاسی جماعتوں میں اتفاق پیدا کرکے پاکستان چین اقتصادی راہداری پر تحفظات کو دور کیا جائے گا۔ وزیراعظم نے ارکان اسمبلی پر مشتمل ایک نگراں کمیٹی بنانے کا بھی اعلان کیا جو تحفظات دور کرنے اور مسائل حل کرنے میں مدد دے گی۔ (دی نیوز، 14 مئی، صفحہ 1)

14 مئی: اسلام آباد میں اخباری نمائندوں سے بات کرتے ہوئے وفاقی وزیر منصوبہ بندی و ترقی احسن اقبال نے کہا ہے کہ 5 جولائی، 2013 کو پاکستان چین اقتصادی راہداری منصوبے کے حوالے سے مفاہمت کی یاداشت پر دستخط ہوئے تھے۔ دستاویز کے سیکشن تین کی رو سے سائنسی بنیادوں پر طویل مدتی منصوبہ بندی کی جائے گی اور منصوبے کے آسان حصوں کو ترجیح حاصل ہوگی۔ اسی فلسفے کے تحت موجودہ موٹروے کو وسیع کیا جارہا ہے۔ وفاقی وزیر نے منصوبے کے تین راستوں کی نشاندہی کی۔ پہلا مغربی راستہ گوادر سے بذریعہ تربت، پنجگور، باسما، قلات، کوئٹہ، ژوب، ڈیرہ اسماعیل خان تک پہنچے گا۔ دوسرا راستہ گوادر سے ڈیرہ اسماعیل خان بذریعہ باسما، خضدار، سکھر، راجن پور، لیہ، مظفر گڑھ، بکھر پہنچے گا۔ تیسرا راستہ گوادر سے اسلام آباد بذریعہ باسما، خضدار، سکھر، رحیم یار خان، ملتان، لاہور، فیصل آباد پہنچے گا۔ اسلام آباد سے خنجراب تک سڑک کو بھی بہتر بنایا جائے گا تاکہ یہ سڑک خنجراب ۔ کاشغر شاہرہ کے معیار پر آسکے۔ (ڈان، 15 مئی، صفحہ 3)

15 مئی: چینی کونسل جنرل یو بورن (Yu Boren) نے کہا ہے کہ پاکستان چین اقتصادی راہداری جیسا اہم منصوبہ ان افواہوں سے متاثر نہیں ہوگا جو اس کے راستے میں تبدیلی کے حوالے سے گردش کررہی ہیں۔ (دی نیوز، 16 مئی، صفحہ 2)

28 مئی: پاکستان چین اقتصادی راہداری پر دوسری کل جماعتی کانفرنس اسلام آباد میں منعقد ہوئی (پہلی کانفرنس کراچی میں صفورا گوٹھ واقع کی وجہ سے کسی نتیجے کے بغیر ختم ہوگئی تھی)۔ کانفرنس میں فیصلہ کیا گیا کہ راہداری کے مغربی راستے، جو بلوچستان اور خیبر پختون خواہ کے ذریعے گوادر اور خنجراب پاس کو جوڑتا ہے، پر پہلے کام کیا جائے گا۔ حکومت نے راہداری کے حوالے سے مشترکہ ورکنگ گروپ قائم کرنے کی بھی منظوری دے دی ہے جس میں چاروں صوبوں کے نمائندے شامل ہوں گے۔ اس کے علاوہ ایک پارلیمانی کمیٹی پورے منصوبے کی نگرانی کے لیے بنائی جائے گی۔ وفاقی وزیر منصوبہ بندی و ترقی احسن اقبال نے سیاسی رہنماؤں کو بتایا کہ 46 بلین ڈالرز کی چینی سرمایہ کاری کی رقم صوبوں میں تقسیم نہیں ہوسکتی

کیونکہ یہ رقم توانائی، سڑک اور ریل منصوبوں کے لیے ہے۔ (ڈان، 29 مئی، صفحہ 1)

29 مئی: ایک مضمون میں ڈاکٹر پرویز طاہر نے کہا ہے کہ 26 مئی کے اجلاس میں اینول پلان کوآرڈینیشن کمیٹی نے کسی شبہہ کی گنجائش نہیں چھوڑی تھی کہ راہداری میں کس راستے کو اولیت حاصل ہے راہداری کا مشرقی راستہ اب ایک حقیقت بن چکا ہے۔ راستہ بدلنے کی باتیں کرنے والے اس وقت کہاں سو رہے تھے جب پبلک سیکٹر ڈیولپمنٹ پروگرام (PSDP) کو آخری شکل دی گئی تھی اور اس مشرقی راستے کے کچھ بنیادی منصوبوں کے لیے رقم مختص کی گئی تھی؟ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 29 مئی، صفحہ 7)

1 جون: بھارتی وزیر خارجہ ششما سوراج نے نئی دلی میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ وزیر اعظم نریندر مودی نے اپنے دورے میں چین کو سختی سے بتادیا تھا کہ کشمیر سے گزرنے والی پاکستان چین اقتصادی راہداری بھارت کے لیے قابل قبول نہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 2 جون، صفحہ 1)

2 جون: پاکستان چین اقتصادی راہداری پر دونوں ممالک کے مشترکہ تھنک ٹینک کے شریک چیئرمین ڈاکٹر بیج ژاؤ (Baige Zhao) کی سربراہی میں ایک چینی وفد سے ملاقات کے دوران وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے بھارتی خدشات رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ بھارتی رویہ بین الاقوامی معاشی تعلقات کے طے شدہ طریقوں کے خلاف ہے۔ راہداری کے تمام علاقے پاکستان کا حصہ ہیں اور منصوبہ خطے کے تین بلین لوگوں کو خوشحال بنانے میں مددگار ثابت ہوگا۔ (ڈان، 3 جون، صفحہ 10)

10 جون: پیپلز پارٹی کے سینٹر فرحت اللہ بابر نے سینٹ سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت کو اقتصادی راہداری کے مغربی راستے کو پہلے مکمل کرنا چاہیے ورنہ منصوبہ متنازع ہونے کی صورت میں کبھی بھی قابل عمل نہیں ہوسکے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 11 جون، صفحہ 9)

10 جون: انٹر سروسز پبلک ریلیشنز (ISPR) کے مطابق فوج کے سربراہ جنرل راحیل شریف نے اسلام آباد میں چینی نائب وزیر برائے اسٹیٹ سیکیورٹی ڈونگ ہیزبو (Dong Haizbou) سے ملاقات کے دوران پاکستان چین اقتصادی راہداری منصوبے کو مکمل طور پر تحفظ فراہم کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 11 جون، صفحہ 3)

24 جون: اسپیکر سردار ایاز صادق کو قومی اسمبلی نے پاکستان چین اقتصادی راہداری منصوبے کی نگرانی کے لیے 21 رکنی پارلیمانی کمیٹی قائم کرنے کا اختیار دے دیا ہے۔ راہداری پر 28 مئی کو کل جماعتی کانفرنس میں کیے گئے فیصلے میں قومی اسمبلی کے اسپیکر کو ایسی کمیٹی بنانے کو کہا گیا تھا۔ (دی نیوز، 25 جون، صفحہ 2)

27 جون: وفاقی وزیر برائے منصوبہ بندی و ترقی احسن اقبال نے اسلام آباد میں اخباری نمائندوں سے بات چیت کے دوران کہا ہے کہ حکومت نے بجٹ 16-2015 پاکستان چین اقتصادی راہداری کے لیے 130 بلین روپے مختص کیے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ راہداری کے مغربی راستے کا کام 2016 میں مکمل ہوجائے گا۔ (دی نیوز، 28 جون، صفحہ 12)

25 جولائی: آرمی چیف راحیل شریف نے تربت اور پنجگور کے دورے کے دوران فرنٹیر ورکس آرگنائزیشن (FWO) کی تعمیر کردہ سڑکوں کے معائنے کے دوران کہا ہے کہ پاکستان چین اقتصادی راہداری بنانے کے لیے فوج ہر قیمت دینے کو تیار ہے۔ (ڈان، 26 جولائی، صفحہ 1)

31 جولائی: پاکستان چین اقتصادی راہداری منصوبے کے لیے چینیوں کی متوقع آمد اور دیگر جاری منصوبوں پر کام کرنے والے چینیوں کی حفاظت کے لیے 1,000 پولیس کمانڈوز تعینات کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ (ڈان، 1 اگست، صفحہ 18)

10 اگست: وفاقی زرعی اداروں نے پاکستان چین اقتصادی راہداری کے ساتھ زرعی شعبے میں زبردست ترقی کی نشاندہی کی ہے۔ راہداری کے ساتھ اب تک آٹھ زرعی مراکز کی نشاندہی کی گئی ہے۔ نیشنل ایگری کلچرل ریسرچ سینٹر (NARC) اور پاکستان ایگری کلچرل ریسرچ کونسل (PARC) کے ماہرین محکمہ قومی غذائی تحفظ و تحقیق کے ساتھ ان زرعی مراکز پر کام کر رہے ہیں۔ مجوزہ زرعی مراکز گلگت سے شروع ہوکر خیبر پختون خواہ، پنجاب، سندھ اور بلوچستان کا احاطہ کرتے ہوئے گوادر پر ختم ہوتے ہیں۔ (امین احمد، ڈان، 10 اگست، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

11 اگست: وفاقی وزیر منصوبہ بندی و ترقی احسن اقبال نے کہا ہے کہ پاکستان چین اقتصادی راہداری منصوبے کے تحت ابتدائی طور پر توانائی کے چار منصوبوں کے لیے بولی کا عمل شروع ہوچکا ہے۔ ان منصوبوں پر رواں سال کام کا آغاز ہوگا۔ وفاقی وزیر نے مزید بتایا کہ گوادر میں فری ٹریڈ زون کے لیے زمین چینی کمپنی کو منتقل کردی گئی ہے۔ (ڈان، 12 اگست، صفحہ 11)

خیبر پختون خواہ:

15 مئی: خیبر پختون خواہ کی اولاسی تحریک کی جانب سے پشاور میں منعقد کیے گئے ایک سیمینار میں مختلف سیاسی جماعتوں اور سول سوسائٹی کے نمائندوں نے کہا ہے کہ جب تک اصل منصوبہ بحال نہیں ہوتا خیبر پختون خواہ حکومت پاکستان چین اقتصادی راہداری پر کام نہ کرے۔ (ڈان، 16 مئی، صفحہ 7)

24 مئی: وزیر اعلیٰ خیبر پختون خواہ پرویز خٹک نے کہا ہے کہ اگر ان کے صوبے کو پاکستان چین اقتصادی راہداری کے فوائد سے محروم رکھا گیا تو ''پاکستان تحریک انصاف (PTI) پورے نظام کو آگ لگا دے گی''۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 25 مئی، صفحہ 9)

27 مئی: مانسہرہ ڈویژن کی انتظامیہ نے حویلیاں سے شنکیاری تک موٹروے کے دوسرے مرحلے کے لیے

زمین حاصل کرنے کا عمل شروع کردیا ہے۔ سیکریٹری PTI (پی ٹی آئی) ہزارہ ڈویژن ساجد ممتاز خان نے اخباری نمائندوں سے بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ ”کسان اور زمیندار اس قومی اہمیت کے منصوبے میں رکاوٹ نہیں ڈالنا چاہتے لیکن ہماری زرعی زمین کا اس میں استعمال نہیں ہونا چاہیے“۔ انہوں نے کہا کہ متبادل راستے کی منصوبہ بندی کرنے کے لیے نیشنل ہائی وے اتھارٹی (NHA) کے پاس کافی وقت ہے جس سے وسیع زرعی زمین کو بچایا جاسکتا ہے۔ (دی نیوز، 28 مئی، صفحہ 3)

5 جون: پشاور میں پریس کانفرنس خطاب کرتے ہوئے اولاسی جرگے کے اراکین نے کہا ہے کہ پاکستان چین اقتصادی راہداری کے لیے اقتصادی رابطہ کمیٹی نے کل 171 بلین روپے مختص کیے ہیں جس میں سے صرف دو بلین روپے مغربی راستے کے لیے ہیں جبکہ مشرقی راستے کے لیے 95 بلین روپے مختص کیے گئے ہیں۔ رقم کی یہ تقسیم وزیراعظم کے اعلان کے خلاف ہے جس میں انہوں نے مغربی راستے کو ترقی دینے کا عزم ظاہر کیا تھا۔ اراکین نے خیبر پختون خواہ اور بلوچستان کے وزیر اعلیٰ سے چھوٹے صوبوں کے اقتصادی مفادات کے خلاف بجٹ تجاویز کو رد کرنے کا مطالبہ بھی کیا۔ (دی نیوز، 6 جون، صفحہ 17)

13 اگست: وزیراعظم نے ہزارہ موٹروے منصوبے کا مختصر جائزہ لیتے ہوئے کہا ہے کہ شاہراؤں کی تعمیر عوام کی قسمت بدل دے گی اور خوشحالی کا نیا دور شروع ہوگا۔ ہزارہ موٹروے برہان انٹرچینج سے حویلیاں تک 22.34 بلین روپے کی لاگت سے تعمیر کیا جارہا ہے۔ ہزارہ موٹروے چھ لین کی دوطرفہ شاہراہ ہوگی جو پاکستان چین اقتصادی راہداری کا حصہ ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 14 اگست، صفحہ 3)

بلوچستان:

30 اپریل: بلوچستان اسمبلی کے ارکان نے وفاقی حکومت سے کہا ہے کہ وہ گوادر۔ کاشغر اقتصادی راہداری کے راستے میں تبدیلی نہ کرے۔ اس عمل سے بلوچستان کے عوام میں پائے جانے والے احساس محرومی کو تقویت ملے گی۔ (ڈان، 1 مئی، صفحہ 5)

16 مئی: کوئٹہ میں عوامی نیشنل پارٹی (ANP) کے سربراہ اسفند یار ولی خان کی صدارت میں سیاسی جماعتوں کی مشترکہ کانفرنس نے راہداری کے اصل منصوبے میں کسی تبدیلی کو رد کرتے ہوئے وفاقی حکومت سے کہا کہ وہ قومی سلامتی برقرار رکھنے کے لیے منصوبے کے اصل راستے پر قائم رہے۔ (ڈان، 17 مئی، صفحہ 1)

22 مئی: ایک سرکاری افسر نے اخباری ذرائع کو بتایا ہے کہ اس ہفتے گوادر بندرگاہ اور راہداری کے حوالے سے ہونے والے وزارت دفاع کے ایک اہم اجلاس میں چین نے ''غیر ملکی ایجنسیوں کی طرف سے بلوچ عسکریت پسندوں کی مدد کی حالیہ خبر کے- فوراً بعد پاکستان کی عسکری اور سول قیادت سے پاکستان چین اقتصادی راہداری منصوبوں کے حوالے سے خدشات کا اظہار کیا ہے''۔ چینیوں کی حفاظت کے لیے ایک نئی سیکورٹی یونٹ کے قیام کا فیصلہ پہلے ہی کیا جا چکا ہے اور 8,000 سیکورٹی اہلکار تعینات ہو چکے ہیں۔ 8,112 چینی 210 منصوبوں پر پہلے سے کام کر رہے ہیں جبکہ 7,000 مزید چینیوں کی آمد متوقع ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 23 مئی، صفحہ 12)

26 مئی: نیشنل پارٹی کی سینٹرل کمیٹی نے پاکستان چین اقتصادی راہداری منصوبے پر حکومت بلوچستان اور نیشنل پارٹی کی قیادت کو اعتماد میں نہ لینے پر وفاقی حکومت پر تنقید کی ہے۔ پارٹی نے گوادر پورٹ اتھارٹی میں 50 فیصد حصہ طلب کیا ہے۔ اتھارٹی کے چیئرمین کا عہدہ وزیر اعلیٰ بلوچستان کو دینے کا مطالبہ پیش کیا اور ایک کمیٹی بنانے کا اعلان کیا ہے جو صوبے میں راہداری سے حاصل آمدنی کے حوالے سے قانون سازی کے لیے مسودہ تیار کرے گی۔ مرکزی کمیٹی کے اجلاس کی صدارت پارٹی کے صدر حاصل بزنجو نے کی جبکہ وزیر اعلیٰ بلوچستان ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کے علاوہ ملک بھر سے پارٹی کے ایوان بالا کے ارکان اور ارکان قومی وصوبائی اسمبلی نے بھی اجلاس میں شرکت کی۔ (ڈان، 27 مئی، صفحہ 3)

7 جون: لاہور میں نیشنل پارٹی کے پنجاب کنونشن سے خطاب کرتے وزیر اعلیٰ بلوچستان ڈاکٹر عبدالمالک

بلوچ نے کہا ہے کہ گوادر منصوبہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور بلوچ اس کے چوکیدار بننے کے بجائے اس پر اور دیگر وسائل پر حق چاہتے ہیں۔ (دی نیوز، 8 جون، صفحہ 1)

23 جون: بلوچستان ری پبلکن پارٹی (BRP) نے پاکستان چین اقتصادی راہداری اور گوادر ایئر پورٹ کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے بلوچستان میں اقوام متحدہ کے تحت رائے شماری کرانے کا مطالبہ کیا ہے تاکہ بلوچ اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کرسکیں۔ (ڈان، 24 جون، صفحہ 5)

26 جون: وفاقی وزیر برائے بندرگاہ و جہاز رانی کامران مائیکل نے کہا ہے کہ فلحال گوادر بندرگاہ کی تین برتھیں کام کررہی ہیں جسے 2045 تک سو برتھوں تک پہنچانے کا منصوبہ ہے۔ بندرگاہ پر درکار افرادی قوت کو سب سے پہلے مقامی آبادی کے ذریعے پورا کیا جائے گا، گریڈ ایک سے پندرہ تک بلوچوں کو بھرتی کیا جائے گا اور اس سے اوپر کے افسران کو ملک بھر سے قابلیت کی بنیاد پر بھرتی کیا جائے گا۔ (دی نیوز، 27 جون، صفحہ 15)

14 اگست: چائنہ فاؤنڈیشن فار پیس اینڈ ڈیولپمنٹ (CFPD) گوادر میں تعلیم کے لیے جدید سہولیات سے آراستہ عالمی معیار کا اسکول قائم کرے گی۔ 40 ملین روپے کے اس منصوبے پر دستخط چین کے شہر کرامے میں دو روزہ پاکستان چین اقتصادی راہداری کے معاشی فورم کے اختتام کے موقع پر ہوئے۔ معاہدے کے مطابق اسکول ایک سال میں تعمیر ہوگا۔ ابتدائی طور پر 150 لڑکے اور لڑکیاں عالمی معیار کے مطابق تعلیم حاصل کرسکیں گی۔ (ڈان، 15 اگست، صفحہ 6)

23 اگست: بلوچستان میں ضلع کیچ کے علاقے دشت میں پاکستان چین اقتصادی راہداری منصوبے پر کام کرنے والے FWO (ایف ڈبلیو او) کے چار ملازمین کی لاشیں ملی ہیں جنہیں تین دن پہلے میرانی ڈیم، تربت ٹاؤن سے شاہراہ پر جاری کام کے دوران اغوا کیا گیا تھا۔ (ڈان، 24 اگست، صفحہ 1)

- زمینی قبضہ

25 جون: ایک مضمون کے مطابق سابق جنرل پرویز مشرف نے فوج کی 10,000 کنال زمین، جو شہید ہونے والے فوجیوں کے خاندانوں کے لیے مختص تھی، اپنے سیاسی مخالفین کو خریدنے اور من پسند سول و فوجی افسران کو الاٹ کی جس میں ان کے ذاتی عملے کے افراد بھی شامل ہیں۔ (انصار عباسی، دی نیوز، 25 جون، صفحہ 9)

23 جولائی: سپریم کورٹ نے اسلام آباد میں ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی (DHA) کے رہائشی منصوبے ڈی ایچ اے ویلی کے مجوزہ دادوچہ ڈیم کے لیے مختص زمین پر قیام کے خلاف درخواست کی سماعت کے دوران پوچھا کہ کیا فوج کا تعمیراتی ادارہ DHA (ڈی ایچ اے) وفاقی حکومت کو جوابدہ ہے؟ گزشتہ سماعت پر عدالت نے قومی احتساب بیورو سے وضاحت مانگی تھی کہ ڈیم کی زمین پر غیر قانونی تعمیرات پر تفتیش 2012 سے التواء میں کیوں ہے؟ (ڈان، 24 جولائی، صفحہ 4)

1 اگست: حکام کے مطابق NARC (نارک) کے مستقبل کا فیصلہ وزیر اعظم کی صدارت میں ہونے والے اعلیٰ سطح کے اجلاس میں کیا جائے گا۔ یہ اجلاس وزیر اعظم کی طرف سے وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق کی جانب سے لکھے گئے خط کے جواب میں بلایا گیا ہے۔ خط میں وزیر اعظم سے کیپٹل ڈیولپمنٹ اتھارٹی (CDA) کی سمری کو مسترد کرنے کی درخواست کی گئی تھی جس میں اتھارٹی نے نارک کی زمین پر رہائشی منصوبے کے قیام کی سفارش کی تھی۔ سائنسدانوں نے اتھارٹی کی اس تجویز کو "معاشی خودکشی" سے تعبیر کیا ہے۔ (ڈان، 2 اگست، صفحہ 4)

2 اگست: اسلام آباد کی شہری انتظامیہ نے اعلان کیا ہے کہ شہر کی سب سے بڑی کچی آبادی افغان بستی، سیکٹر آئی۔گیارہ (I-11) منہدم کرنے کا کام مکمل کرلیا گیا ہے۔ حالیہ دنوں میں شہری انتظامیہ نے غیر قانونی قبضے پر خوب شور مچایا اور ادارے کا سارا غصہ کچی آبادیوں سے شروع ہوکر ان پر ہی ختم ہوا جبکہ شہر میں کئی

مذہبی گروہ، قانون نافذ کرنے والے ادارے، سیاستدان، صنعتکار اور بااثر تعمیری اداروں کی جانب سے سرکاری زمین پر بغیر کسی خوف کے قبضہ جاری ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 3 اگست، صفحہ 4)

22 اگست: اسلام آباد میں نارک کی قسمت کا فیصلہ اب تک نہیں ہوسکا کیونکہ وزیراعظم نے اب تک CDA (سی ڈی اے) کی تجویز پر کوئی جواب نہیں دیا۔ وزیراعظم نے معاملے کو التواء میں ڈال رکھا ہے۔ نارک کے ایک اعلی افسر نے کہا ہے کہ انہیں خوف ہے کہ حکومت چیف جسٹس جواد ایس خواجہ کی ریٹائرمنٹ کے بعد اتھارٹی کے حق میں فیصلہ نہ دیدے۔ حکومت موجودہ چیف جسٹس سے خوفزدہ ہے اسی لیے نہ تو کوئی فیصلہ کررہی ہے اور نہ ہی سمری مسترد کررہی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 23 اگست، صفحہ 11)

پنجاب:

13 جولائی: حکومت پنجاب نے 900 میگاواٹ کے قائد اعظم سولر پارک منصوبے کے دوسرے مرحلے کے لیے 4,500 ایکڑ زمین چینی سرمایہ کاروں کو لیز پر دے دی ہے۔ شمسی توانائی کا یہ منصوبہ 21 ماہ میں مکمل ہوگا۔ (حسین احمد صدیقی، ڈان، 13 جولائی، صفحہ 3، بزنس اینڈ فنانس)

15 اگست: محکمہ ریونیو راولپنڈی نے چھ سال میں پہلی بار اقرار کیا ہے کہ نجی تعمیراتی کمپنیوں نے جنگلات کی 600 ایکڑ زمین پر ناجائز قبضہ کیا ہے۔ اس حوالے سے سابق ڈائریکٹر جنرل پاکستان انوائرمنٹل پروٹیکشن ایجنسی (Pak-EPA) نے کہا ہے کہ تعمیراتی کمپنیوں کی جانب سے قبضے کے علاوہ حکومت خود ملک کے مختلف حصوں میں فوج کو جنگلات کی زمین الاٹ کرتی ہے۔ (ڈان، 16 اگست، صفحہ 4)

سندھ:

6 جون: حیدرآباد میں سوسائٹی فار انوائرمنٹل ایکشنز، ری کنسٹرکشن اینڈ ہیومنیٹیرین ریسپونس (SEARCH) اور دو دیگر غیر سرکاری تنظیموں کے زیر اہتمام منعقد کیے گئے پروگرام میں ماہرین ماحولیات نے کہا ہے کہ

صوبہ سندھ میں زرعی زمینوں کا تیزی سے رہائشی کالونیوں میں تبدیل ہونا غذائی عدم تحفظ میں اضافہ کرے گا۔ (دی نیوز، 7 جون، صفحہ 17)

27 جون: ایک غیر سیاسی تنظیم انڈس ڈیولپمنٹ آرگنائزیشن (IDO) نے وزیر اعلیٰ سندھ کی طرف سے 9,600 ایکڑ جنگلات کی زمین شہید فوجیوں کے خاندانوں کو دینے کے فیصلے کے خلاف سندھ ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی ہے۔ ضلع شکارپور میں واقع یہ زمین ہائی کورٹ کے 10 مارچ 2011 کے فیصلے کے خلاف دی گئی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 28 جون، صفحہ 15)

1 جولائی: پاکستان رینجرز کی جانب سے ایپکس کمیٹی میں بتایا گیا ہے کہ حکومت سندھ نے سپر ہائی وے سے متصل 44,000 ایکڑ سرکاری زمین بحریہ ٹاؤن کے مالک ملک ریاض کو الاٹ کی ہے۔ دوسری طرف بحریہ ٹاؤن نے رینجرز کے دعوے کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ انہوں نے ایک ایکڑ زمین بھی حکومت سے نہ خریدی ہے اور نہ الاٹ کروائی ہے۔ (ڈان، 2 جولائی، صفحہ 3)

22 جولائی: بحریہ ٹاؤن کے سربراہ ملک ریاض حسین نے فوج کے دو ریٹائرڈ افسران کے خلاف دھمکانے اور حراساں کرنے کے مقدمات درج کروائے ہیں۔ ملزمان نے بااثر افراد کا نام استعمال کرکے بحریہ ٹاؤن کو دھمکیاں دے کر مختلف مواقعوں پر بھاری رقم بھتے کے طور پر وصول کی تھی۔ (ڈان، 23 جولائی، صفحہ 3)

24 جولائی: سندھ ہائیکورٹ نے صوبائی حکومت کو سجاول اور دیگر اضلاع میں جنگلات کی 21,000 ایکڑ زمین صنعتی استعمال کے لیے الاٹ کرنے اور زمین پر آباد کسانوں کو بیدخل کرنے سے روک دیا۔ درخواست گزار کے مطابق قانوناً جنگلات کی زمین کسی بھی صنعتی یا تجارتی مقاصد کے لیے الاٹ نہیں کی جاسکتی اس لیے اس زمین کی صنعتی گروپ کو الاٹمنٹ غیر قانونی ہے۔ (ڈان، 25 جولائی، صفحہ 17)

24 جون: ایک اخباری اداریے میں سندھ حکومت کی جانب سے فوج کو جنگلات کی زمین دینے پر تبصرے میں کہا گیا ہے کہ فوج نے 2001 میں سندھ حکومت سے 35,521 ایکڑ جنگلات کی زمین گڑھی یاسین، ضلع شکارپور میں مانگی تھی۔ زمین کا مطالبہ ایسے صوبے سے کیا گیا جہاں 90 فیصد جنگلات پہلے ہی ختم ہوچکے ہیں۔ پاکستان جو موسمی تبدیلی اور عالمی حدت سے سب سے زیادہ متاثرہ ممالک میں شامل ہے وہاں جنگلات کی زمین کو استعمال کرنا نہایت نامناسب بات ہے۔ (ڈان، 24 جون، صفحہ 8، اداریہ)

22 اگست: ایک اخباری رپورٹ کے مطابق گڈو بیراج سے ٹھٹھہ کے درمیان 700 کلومیٹر کچے کا علاقہ ہے۔ قانونی طور پر یہ زمین محکمہ آبپاشی کی ہے لیکن محکمہ ریونیو نے اس میں سے کافی زمین زراعت کے لیے الاٹ کردی ہے۔ اس علاقے میں رہنے والے زیادہ تر کسان بااثر زمینداروں کے لیے کام کرتے ہیں جنہوں نے یا تو زمین الاٹ کروارکھی ہے یا ناجائز قبضہ کررکھی ہے۔ ان زمینداروں میں سے کچھ بااثر افراد نے سکھر بیراج کے نزدیک دریا کے بیچ میں بن جانے والے چھوٹے جزیروں پر بھی قبضہ کررکھا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 23 اگست، صفحہ 15)

- لینڈ کمپیوٹرائزیشن

5 جون: ایک خبر کے مطابق محکمہ ریونیو سندھ نے سپریم کورٹ کے حکم پر اکھٹا کیا گیا زمینی حقوق ملکیت کا 56 دیہات کا ریکارڈ ضائع کردیا ہے۔ یہ ریکارڈ دسمبر 2007 میں بے نظیر بھٹو کے قتل کے بعد ہنگاموں کی نظر ہوگیا تھا۔ محکمے کے جاری کردہ نوٹیفکیشن میں کہا گیا ہے کہ تعلقہ ٹھٹھہ کا تمام ریکارڈ جانچ پڑتال کے بعد درست نہیں پایا گیا تھا۔ (ڈان، 6 جون، صفحہ 19)

6 اگست: سپریم کورٹ نے محکمہ ریونیو سندھ کو ہدایت کی ہے کہ وہ صوبے بھر کی سرکاری زمین بشمول کراچی کا ریکارڈ چار مہینوں میں مکمل کرے۔ جسٹس عامر ہانی مسلم کی سربراہی میں تین رکنی بینچ نے کمشنر حیدرآباد کو اگلی سماعت پر ضلع جامشورو سے متعلق زمینی ریکارڈ جمع کرنے کی ہدایت بھی جاری کی۔ (دی

ایکسپریس ٹریبون، 7 اگست، صفحہ 13)

- زرعی بجٹ

9 مئی: کمپیوٹرائزڈ ٹیکس بجٹ کے بارے میں بتاتے ہوئے ممبر ریفارمز، بورڈ آف ریونیو (BoR) ذوالفقار علی شاہ نے کہا ہے کہ اس نظام کا مقصد ایک درجن سے زیادہ زرعی محصولات کو ایک زرعی محصول میں لانا ہے۔ زمین ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کے ساتھ محصولات کا حساب کتاب بھی اب جدید طریقے سے ہوگا جس سے زراعت سے حاصل محصولات کی رقم 4.4 بلین روپے تک بڑھ جائے گی جبکہ 14-2013 میں زرعی آمدنی سے حاصل شدہ محصولات کی رقم صرف 606 ملین روپے تھی۔ (ڈان، 10 مئی، صفحہ 10)

29 مئی: سیکریٹری قومی غذائی تحفظ و تحقیق سیرت اصغر نے کہا ہے کہ وزارت نے زرعی مداخل پر زرتلافی کے لیے وزارت خزانہ کو تفصیلی سفارشات بھیج دی ہیں۔ امید ہے کہ آنے والے بجٹ میں ان سفارشات کو شامل کیا جائے گا جس سے کسانوں کی مشکلات کا ازالہ ہوسکے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 30 مئی، صفحہ 11)

4 جون: پاکستان اکنامک سروے 15-2014 کے مطابق زرعی شعبے کی ترقی 15-2014 میں 2.9 فیصد تھی جبکہ پچھلے سال یہ ترقی 2.7 فیصد تھی۔ تاہم 15-2014 میں زرعی ترقی کا ہدف تین فیصد تھا جو حاصل نہ ہوسکا۔ (ڈان، 5 جون، صفحہ 10)

4 جون: ایوان وزیر اعظم میں بجٹ سے پہلے ہونے والے اجلاس میں وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے مسلم لیگ ن کی پارلیمانی پارٹی کو بجٹ 16-2015 کے بنیادی نکات سے آگاہ کیا۔ وسطی اور جنوبی پنجاب سے رکھنے والے ارکان قومی اسمبلی نے حکومت کی طرف سے زرعی شعبے کو نظر انداز کیے جانے کی شکایت کرتے ہوئے کہا گزشتہ دو سالوں سے زراعت سیلاب اور بے موسم بارشوں کی وجہ سے مسائل کا شکار ہے اور

حکومت اس کے تدارک کے لیے کچھ کرتی نظر نہیں آرہی۔ (ڈان، 5 جون، صفحہ 5)

5 جون: رائس ایکسپورٹرز ایسوسی ایشن آف پاکستان (REAP) کے چیئرمین رفیق سلیمان نے ایک بیان میں وفاقی بجٹ 2015-16 میں چاول کی ملوں کو ایک سال کے لیے محصول سے مستثنیٰ قرار دینے کے حکومتی اقدام کی تعریف کرتے ہوئے زرعی مشینری پر درآمدی محصول اور فروخت پر محصول کی چھوٹ دینے کا بھی خیر مقدم کیا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 6 جون، صفحہ 11)

6 جون: سابق صدر پاکستان اور پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین آصف علی زرداری نے وفاقی بجٹ 2015-16 کو ''غریبوں اور کسانوں کے خلاف'' قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس میں وہ چھوٹے اقدامات تک نہیں کیے گئے جو وسائل اور مداخل کی منصفانہ تقسیم کی منزل تک لے جاسکیں۔ (ڈان، 7 جون، صفحہ 3)

22 جون: ایک مضمون کے مطابق سندھ کے بجٹ 2015-16 میں محکمہ زراعت کو دی جانے والی رقم میں چھ فیصد اضافہ کرکے 5.5 بلین روپے کردی گئی ہے۔ بجٹ میں زراعت سے متعلق منصوبوں پر کم اور محکمہ زراعت کے اخراجات کے لیے زیادہ رقم مختص ہے اور نئے منصوبوں سے زیادہ جاری منصوبوں پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ اگرچہ جاری منصوبوں میں زرعی پیداوار، مال مویشی، ماہی گیری اور جنگلات بھی شامل ہیں لیکن بجٹ میں ماہی گیری کے لیے کوئی نئی ترغیب شامل نہیں۔ وزیر خزانہ سندھ مراد علی شاہ نے بجٹ تقریر میں کہا ہے کہ پانچ سالہ سندھ ایگریکلچرل گروتھ پروجیکٹ (SAGP) زرعی پیداوار اور اس کی قدر میں اضافہ کرکے ان اشیاء کو منڈی تک رسائی فراہم کرے گا۔ 2016 میں شروع ہونے والے سندھ اریگیٹڈ ایگریکلچر پروڈکٹوٹی انہانسمنٹ پروجیکٹ (SIAPEP) کے پہلے مرحلے کے تحت آبپاشی کا نظام بہتر بنایا جائے گا اور 14,267 ہیکٹرز پر موثر آبپاشی نظام تعمیر کیا جائے گا۔ کسانوں کو ٹریکٹر، زرعی مشینری اور تصدیق شدہ بیج پر زرتلافی دی جائے گی۔ شمسی توانائی سے چلنے والے ٹیوب ویل پر بھی زرتلافی دینے کا

وعدہ کیا گیا ہے جبکہ عالمی اداروں کے تعاون سے صوبے میں جدید گوداموں کی تعمیر کے حوالے سے بجٹ خاموش ہے جس سے یہ منصوبہ کھٹائی میں پڑا نظر آتا ہے۔ (محمد عظیم، ڈان، 22 جون، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

22 جون: ایک خبر کے مطابق پنجاب حکومت نے زرعی ترقی کے لیے بجٹ میں 19 بلین روپے مختص کیے ہیں جس میں سے پانچ بلین روپے ٹریکٹروں پر زرتلافی دینے کے لیے مختص ہیں۔ حکومت 25,000 ٹریکٹر کسانوں کو رعایتی قیمت پر فراہم کرے گی۔ اس کے علاوہ آبپاشی منصوبے کے لیے 4.58 بلین روپے مختص کیے گئے ہیں۔ دیہی علاقوں میں آمد و رفت کے بنیادی ڈھانچے کی تعمیر کے لیے 150 بلین روپے اگلے تین سالوں میں خرچ ہوں گے۔ (ڈان، 23 جون، صفحہ 11)

29 جون: ایک مضمون میں بلوچستان اور خیبر پختون خواہ کے زرعی بجٹ کی ترجیحات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بلوچستان کے زرعی بجٹ میں سات فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ مالی سال 2015-16 کے لیے زرعی بجٹ کی رقم 6.802 بلین روپے ہے جس میں سے 1.5 بلین روپے ''گرین بلوچستان'' منصوبے کے پہلے مرحلے میں خرچ کیے جائیں گے۔ 3.5 بلین روپے زرعی مشینری کے فروغ اور ایک بلین روپے زرعی یونیورسٹی کے قیام کے لیے مختص ہیں۔ مال مویشی کے شعبے کے لیے بجٹ میں 10 فیصد اضافہ کے ساتھ کل رقم 2.810 بلین روپے بنتی ہے جبکہ ماہی گیری کے شعبے میں 13 فیصد اضافے کے بعد کل مختص رقم 619 ملین روپے ہے۔ صوبہ خیبر پختون خواہ کے سالانہ ترقیاتی بجٹ میں 47 زرعی منصوبے شامل ہیں جن پر 1.587 بلین روپے خرچ ہونگے۔ ان منصوبوں میں 3,980 ایکڑ پر باغات کا قیام، کسانوں میں 165,000 زیتون کے پودوں کی تقسیم، گندم اور مکئی کے تصدیق شدہ بیجوں کی تقسیم، ٹنل فارمنگ کے ذریعے بے موسم کی سبزیاں اگانے کے منصوبے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ (محی الدین عظیم، ڈان، 29 جون، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

29 جون: ایک مضمون کے مطابق بجٹ 2015-16 میں نظر ثانی کے بعد حکومت نے زرعی ادویات پر

GST (جی ایس ٹی) 17 فیصد سے کم کر کے سات فیصد اور بجٹ میں بیج پر عائد کیا گیا دو فیصد درآمدی محصول ختم کردیا ہے۔ بجٹ میں کھاد (فاسفورس، پوٹاش) پر 20 بلین روپے کی زرتلافی کا اعلان پہلے ہی ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ زرعی آلات اور مشینری پر درآمدی محصول بھی 38 فیصد سے کم کر کے نو فیصد کردیا گیا ہے۔ (احمد فراز خان، ڈان، 29 جون، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

پانی

26 جون: واٹر اینڈ سینیٹیشن ایجنسی (WASA) کے اعلیٰ افسران کے مطابق پانی کو ضائع ہونے سے بچانے کے لیے راولپنڈی میں مالی سال 16-2015 کے آخر تک پانی کے میٹر لگادیے جائیں گے۔ پہلے مرحلے میں تجارتی علاقوں میں میٹر نصب کیے جائیں گے اور دوسرے مرحلے میں رہائشی علاقوں میں۔ اگر حکومت میٹر لگانے کی قیمت ادا نہیں کرپائی تو اس کی قیمت صارفین سے ماہانہ بلوں کے ذریعے قسطوں میں وصول کی جائے گی۔ (ڈان، 27 جون، صفحہ 4)

14 اگست: وفاقی حکومت نے خیبر پختون خواہ کا پانی دیگر صوبوں کی جانب سے استعمال کرنے پر 120 بلین روپے کی زرتلافی کا خیبر پختون خواہ حکومت کا مطالبہ مسترد کردیا اور ساتھ ہی معاملے کو مشترکہ مفادات کونسل میں اٹھائے جانے کو بھی مسترد کردیا۔ وفاقی حکومت نے صوبے کو کہا ہے کہ وہ اپنے حصے کا پانی استعمال کرنے کے لیے ترقیاتی ڈھانچہ تعمیر کرے۔ (ڈان، 15 اگست، صفحہ 3)

- پانی کی قلت

20 مئی: کراچی میں مقامی حکومت پر ہونے والے ایک مشاورتی اجلاس میں ایم کیو ایم کے نمائندے نے کہا ہے کہ وفاقی حکومت 162 بلین روپے لاہور اورنج لائن میٹرو ٹرین منصوبے کے لیے فراہم کررہی ہے اور کراچی میں پانی کی ترسیل کے منصوبے K-IV (کے-فور) کے لیے اس کے پاس 27 بلین روپے

نہیں ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے نمائندے نے کہا کہ اگرچہ کے-فور منصوبہ بہت اہم ہے لیکن کراچی کے لیے طویل مدتی حل سمندری پانی کو قابل استعمال بنانا (desalination) ہی ہے۔ (ڈان، 21 مئی، صفحہ 18)

22 مئی: سندھ ہائی کوٹ نے کراچی میں پانی کی مصنوعی قلت اور غیر قانونی ہائیڈرنٹ کے خلاف کیے جانے والے اقدامات پر صوبائی وزیر، شہری حکومت، چیئر پرسن کراچی واٹر اینڈ سیوریج بورڈ (KWSB)، ایڈمنسٹریٹر کراچی میٹرو پولیٹن کارپریشن (KMC)، کمشنر کراچی اور پولیس، رینجرز کے سربراہان کو عدالت میں رپورٹ جمع کرانے کا حکم دیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 23 مئی، صفحہ 13)

25 مئی: وزیر اعلیٰ سندھ قائم علی شاہ اور سندھ کابینہ کے دیگر وزراء سے سندھ اسمبلی میں ملاقات کے دوران ایم کیو ایم کے وفد نے کہا کہ پانی چوری کو ناقابل ضمانت جرم قرار دیا جائے اور جب تک سندھ اسمبلی اس حوالے سے قانون سازی نہیں کرتی ایک آرڈننس کے ذریعے اس فیصلے پر عمل درآمد کرایا جائے۔ (ڈان، 26 مئی، صفحہ 18)

8 جون: آئی ایم ایف کی جاری کردہ رپورٹ ("Is the glass half empty or full?") میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں پانی کی کمی معیشت کے ہر پہلو سے خطرناک ہے۔ پانی کے حوالے سے مختلف مسائل کی نشاندہی کرتے ہوئے رپورٹ میں ان سے نمٹنے کے لیے ایک مربوط پالیسی پر زور دیا گیا ہے جس میں پانی پر خرچ کیے جانے والے پیسے کی واپسی کے لیے پانی کے بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانے کی ضرورت اور زراعت پر محصول عائد کرنے کی تجاویز شامل ہیں۔ (ڈان، 9 جون، صفحہ 10)

9 جون: وزیر اعلیٰ سندھ کے معاون خصوصی اختر جدون نے کراچی میں پریس کانفرنس کے دوران کہا ہے کہ وفاقی حکومت نے کے-فور منصوبے کے لیے دو بلین روپے کی منظوری دے دی ہے۔ منصوبے پر 25

بلین روپے لاگت آئے گی جس کا پچاس فیصد وفاقی اور بقیہ صوبائی حکومت ادا کرے گی۔ (دی نیوز، 10 جون، صفحہ 19)

29 جون: ایک مضمون میں پاکستان میں پانی کی صورتحال پر آئی ایم ایف کی تازہ رپورٹ کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ پانی کے استعمال کے حساب سے پاکستان دنیا میں چوتھے نمبر پر ہے جبکہ GDP (جی ڈی پی) کے ہر یونٹ کے اعتبار سے یہاں پانی کا استعمال سب سے زیادہ ہے۔ پاکستان پانی کی کمی کے شکار ممالک میں تیسرے نمبر پر ہے جہاں پانی کی سالانہ دستیابی 1,017 مربع میٹر ہے جبکہ 1,000 مربع میٹر پر پہنچ کر کوئی بھی ملک پانی کی شدید کمی کا شکار ملک تصور کیا جاتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ ملک میں زیر زمین پانی بھی تیزی سے کم ہورہا ہے۔ اس صورتحال میں آئی ایم ایف کا مشورہ ہے کہ ملک میں سرکاری ذرائع سے پانی کی فراہمی پر وصول کی جانے والی قیمت میں اضافہ کرکے اس کا تناسب فرد کی آمدنی سے جوڑا جائے۔ پانی سے حاصل کردہ آمدنی کو آبپاشی نظام کو بہتر بنانے پر خرچ کیا جائے تاکہ پانی کو ضائع ہونے سے بچایا جاسکے۔ (مائیکل کوگل مین، ڈان، 29 جون، صفحہ 8)

- فلٹریشن پلانٹ

30 اپریل: ایک خبر کے مطابق صاف پانی کی فراہمی کے لیے ضلع رحیم یار خان میں نو فلٹریشن پلانٹ لگائے جائیں گے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 1 مئی، صفحہ 5)

22 جون: ایک خبر کے مطابق سی ڈی اے پانی صاف کرنے کے پلانٹ پاکستان کونسل آف ریسرچ ان واٹر ریسورسز (PCRWR) کے زیر انتظام دینے پر غور کررہی ہے۔ سی ڈی اے ان پلانٹس کی ٹھیک طریقے سے دیکھ بھال نہیں کر پارہی ہے۔ 38 پلانٹس میں سے 26 کام نہیں کررہے اور باقی پلانٹس سے غیر معیاری پانی ملنے کی شکایات ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 23 جون، صفحہ 4)

29 جون: ایک خبر کے مطابق 7-2006 میں صاف پانی کی فراہمی کے منصوبے کلین ڈرنکنگ واٹر فار آل (CDWA) کے تحت 409 پانی صاف کرنے والے پلانٹس بلوچستان کی تمام یونین کونسلوں میں لگائے جانے کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا۔ ٹھیکیدار نے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے افسران سے مل کر پی سی ون میں درج مہنگے امریکی آلات کے بجائے کم معیار کے چینی آلات استعمال کیے۔ قومی احتساب بیورو نے ایک ٹھیکیدار اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے افسر سے 23.75 ملین روپے وصول کرلیے ہیں۔ 200 نصب شدہ پلانٹس میں سے 70 پلانٹ صحیح کام نہیں کررہے تھے جنہیں مطلوبہ معیار کے تحت درست کیا جارہا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 30 جون، صفحہ 2)

ڈی سیلی نیشن پلانٹ:

2 جون: پیپلز پارٹی کے چیئرپرسن بلاول بھٹو زرداری نے کراچی میں ایک اجلاس کی صدارت کے دوران ہدایت جاری کی ہے کہ شہر میں ہنگامی بنیادوں پر پانی کا مسئلہ حل کیا جائے۔ KMC (کے ایم سی)، KWSB (کے ڈبلیو ایس بی) کے افسران اور چیف سیکریٹری سندھ صدیق میمن نے اس موقع پر کے۔فور منصوبے اور سمندری پانی کو صاف کرنے کے پلانٹ کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا ہے کہ کے۔فور منصوبے کا 30 جون تک افتتاح کیا جائے گا جس کے بعد پہلے مرحلے میں کراچی کو 260 ملین گیلن یومیہ پانی مل سکے گا۔ یہ منصوبہ دو سے تین سالوں میں مکمل ہوگا جبکہ سمندری پانی صاف کرنے کے پلانٹ سے 80 ملین گیلن یومیہ پانی ماہ رمضان سے شہر کو ملنا شروع ہوجائے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 3 جون، صفحہ 9)

25 جون: قومی احتساب بیورو کے چیئرمین چوہدری قمرزمان نے بیورو کی بلوچستان شاخ کو کہا ہے کہ ادارہ کروت، گوادر میں سمندری پانی کو صاف کرنے کا پلانٹ (desalination plant) پر کام جلد مکمل کروائے۔ یومیہ دو ملین گیلن پانی صاف کرنے کی صلاحیت کے حامل اس پلانٹ پر 2006 میں کام شروع ہوا تھا جس کی تکمیل سے گوادر اور جیوانی کے لوگوں کو صاف پانی مل سکے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 26 جون، صفحہ 3)

- آبپاشی

14 مئی: انڈس ریور کمیشن (IRC) نے وزیر اعلیٰ سندھ کی سربراہی میں سیلاب سے بچاؤ کے چار منصوبوں کی منظوری دی ہے جن کی لاگت کا تخمینہ 1,194 ملین روپے ہے۔ سیکرٹری آبپاشی نے اجلاس کو بتایا کہ سیلاب سے بچاؤ کے 14 منصوبوں میں سب سے اہم دریائے سندھ پر ٹھٹھہ سجاول روڈ پر چار لینوں پر مشتمل کا 1,040 میٹر لمبا پل ہے جو کراچی اور ٹھٹھہ کو تھر میں کوئلے کی کانوں سے ملانے کے لیے اہم ہے۔ یہ پل ایک ملین کیوسک تک کے سیلابی ریلے کو برداشت کرسکتا ہے۔ اس منصوبے پر 2.7 بلین روپے لاگت آئے گی۔ (ڈان، 15 مئی، صفحہ 18)

21 مئی: کراچی میں ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے سابق سیکرٹری آبپاشی محمد ادریس راجپوت نے سندھ میں پانی کے مسئلے کے حوالے سے کہا ہے کہ پنجاب 1991 کے واٹر ایکارڈ کی مستقل خلاف ورزی کرتا رہا ہے لیکن سندھ کبھی اپنا آبی مسئلہ مشترکہ مفادات کونسل تک نہیں لے گیا ہے حالانکہ صوبوں کے مابین پانی کے مسائل کا وہی مناسب فورم ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ زمیندار جو اسمبلیوں میں بیٹھے ہیں وہ کیوں یہ مسئلہ اٹھائیں جبکہ ان کا پیٹ بھرا ہوا ہے، ان کی زمینوں کو وافر پانی دستیاب رہتا ہے۔ پانی کے سمجھوتے پر عمل درآمد کے لیے 1991 کے بعد انڈس ریور سسٹم اتھارٹی (IRSA) بنائی گئی لیکن اس کے باوجود اس معاہدے پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ انہوں نے پاکستان اور بھارت کے درمیان سندھ طاس معاہدے کو بھی پاکستان کی طرف سے ''بالکل غلط قدم قرار دیا''۔ (ڈان، 22 مئی، صفحہ 18)

25 مئی: پیر مہر علی شاہ ایرڈ ایگری کلچر یونیورسٹی راولپنڈی (PMAS-AAUR) میں بلوچستان کے کسانوں اور سرکاری حکام کے لیے آبی وسائل کے انتظامی امور (واٹر ریسورس منیجمنٹ) کے حوالے سے جاری 10 روزہ ورکشاپ اختتام پزیر ہوگئی۔ ورکشاپ کا اہتمام یونیورسٹی نے اقوام متحدہ کے ادارے برائے خوراک و زراعت اور آسٹریلوی امدادی ادارے کے تعاون سے کیا۔ یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر ریاض نیاز احمد نے اس موقع پر اپنے خطاب میں کھیتوں میں پانی کے انتظام کے جدید

طریقے اپنانے پر زور دیا تاکہ خشک علاقوں کو قابل کاشت بنایا جاسکے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 26 مئی، صفحہ 11)

29 مئی: مارچ اور اپریل میں ہونے والی بارشوں کے بعد ملک میں پہلی بار پانی کا ذخیرہ 8.91 ملین ایکڑ فٹ تک پہنچ گیا ہے جبکہ پچھلے سال اسی وقت پانی کا ذخیرہ صرف تین ملین ایکڑ فٹ تھا۔ (ڈان، 30 مئی، صفحہ 3)

1 جون: پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ (PITB) نے اسمارٹ فون کے ذریعے نگرانی کے نظام سے محکمہ آبپاشی میں پانی چوری ختم کرنے کا انتظام کیا ہے۔ PITB (پی آئی ٹی بی) کے چیئرمین عمر سیف نے بتایا کہ 21 ملین ایکڑ سے زیادہ زرعی زمین کو 3,000 نہریں سیراب کرتی ہیں۔ آخری سرے کے کسان جو 200 سے 300 نہروں سے پانی حاصل کرتے ہیں سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 2 جون، صفحہ 5)

5 جون: ایک خبر کے مطابق وفاقی بجٹ 16-2015 میں آبی شعبے کے لیے مختص 22.529 بلین روپے کا 75 فیصد PSDP (پی ایس ڈی پی) کے تحت آبپاشی کے منصوبوں پر خرچ کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔ (ڈان، 6 جون، صفحہ 5)

22 جون: ایک مضمون کے مطابق سندھ میں آبپاشی کے نظام کی بہتری اور بحالی کا عظیم منصوبہ (revamping/rehabilitation of irrigation and drainage systems)، جو گیارہ سال بعد تکمیل کے مراحل میں ہے، اٹھارویں آئینی ترمیم کے بعد وسائل کی کمی کا شکار ہے۔ منصوبہ 2002 میں شروع ہوا جسے 12 بلین روپے کی لاگت سے 2008 میں مکمل ہونا تھا۔ 2013 کے قومی انتخابات کے بعد اس منصوبے کے لیے وسائل کم کردیے گئے تھے۔ مالی سال 15-2014 میں صرف 500 ملین روپے

جاری کیے گئے جبکہ 2015-16 میں صرف 200 ملین روپے مختص کیے گئے ہیں جو صرف ادارے کے انتظامی امور کو ہی پورا کرسکیں گے۔ سابق سیکریٹری آبپاشی ادریس راجپوت جو اس منصوبے کے مشیر بھی ہیں، کے مطابق اس منصوبے کا 15 فیصد کام باقی ہے جس کے لیے سرمائے کا اجراء ضروری ہے۔ (محمد حسین، ڈان، 22 جون، صفحہ 4 بزنس اینڈ فنانس)

20 جولائی: قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے منصوبہ بندی و ترقی کو واٹر اینڈ پاور ڈیولپمنٹ اتھارٹی (WAPDA) حکام نے کچھی کنال منصوبے کے حوالے سے بتایا ہے کہ امن و امان کی صورتحال، قانون نافذ کرنے والے اداروں کی طرف سے پابندیاں اور سرمائے کی کمی منصوبے کی تکمیل میں رکاوٹیں ہیں۔ منصوبے کے تحت کچھی کنال دریائے سندھ پر تونسہ بیراج سے ضلع مظفرگڑھ، ڈیرہ غازی خان، راجن پور سے ہوتی ہوئی بلوچستان کے اضلاع ڈیرہ بگٹی، نصیرآباد، بولان اور جھل مگسی تک جائے گی جس سے 713,000 ایکڑ زمین سیراب ہوگی اور دو ملین افراد کو پینے کا پانی دستیاب ہوگا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 21 جولائی، صفحہ 3)

20 اگست: محکمہ آبپاشی خیبر پختون خواہ حکام کے مطابق وارسک کنال کی تعمیر نو کے منصوبے کی نظرثانی شدہ لاگت آٹھ بلین روپے سے 12.14 بلین روپے ہوگئی ہے۔ لاگت میں اضافے کی وجہ وفاقی حکومت کی جانب سے رقم کے اجراء میں تاخیر، فاٹا اور خیبر پختون خواہ میں بدامنی اور تعمیراتی سامان کی قیمتوں میں اضافہ ہے۔ منصوبے کی تکمیل 2018 میں متوقع ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 21 اگست، صفحہ 2)

21 اگست: IRSA (ارسا) کے مطابق تربیلا ڈیم کے مکمل طور پر بھر جانے کے بعد منگلا ڈیم بھی اپنی انتہائی سطح 1,242 فٹ تک بھر گیا ہے۔ دونوں ڈیم بھر جانے کے بعد ملک میں اب پانی کا ذخیرہ 14 ملین ایکڑ فٹ ہوگیا ہے۔ (ڈان، 22 اگست، صفحہ 5)

- ٹیوب ویل

30 اپریل: وزیر زراعت خیبر پختون خواہ اکرام اللہ خان نے لکی مروت میں اخباری نمائندوں سے بات چیت کے دوران کہا ہے کہ صوبائی حکومت پبلک پرائیوٹ پارٹنرشپ کے تحت 500 ملین روپے کے ٹیوب ویل نصب کرے گی تاکہ زراعت کے لیے پانی کی کمی کو پورا کیا جاسکے۔ضلع میں 50 واٹرکورس اور 15 پانی کے ذخائرتعمیر کیے جاچکے ہیں اور 15 واٹرکورس مزیدتعمیر کیے جائیں گے۔اس کے علاوہ 12 ایکڑ تک زمین رکھنے والے کسانوں کومفت بیج اور کھادفراہم کی جارہی ہے۔ (ڈان، 1 مئی،صفحہ 7)

- پن بجلی ڈیم

2 جولائی: چین کی سرکاری چائنہ تھری گورجیز کارپوریشن (CTG) نے پاکستان میں پن بجلی منصوبوں کی تعمیر میں سرمایہ کاری کرنے کے لیے انٹرنیشنل فنانس کارپوریشن (IFC) کے ساتھ مل کر 50 ملین ڈالرز کی سرمایہ کاری کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ WAPDA (واپڈا) کی طرف سے کی گئی تحقیق کے مطابق پاکستان 60,000 میگاواٹ پن بجلی پیدا کرسکتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 3 جولائی،صفحہ 1)

9 جولائی: کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی نے 91 بلین روپے کے سات بڑے منصوبوں کی منظوری دے دی ہے جن میں خیبر پختون خواہ میں 20.1 بلین روپے کی لاگت سے 69 میگاواٹ کا لاوی پن بجلی منصوبہ، وارسک پن بجلی گھر کی مرمت وتوسیع کے لیے 22.3 بلین روپے کا منصوبہ، اوماڑہ، بلوچستان میں باسول ڈیم کی تعمیر کا 9.6 بلین روپے کا منصوبہ شامل ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 10 جولائی،صفحہ 12)

17 اگست: ایک مضمون کے مطابق پاکستان کے پاس 100,000 میگاواٹ پن بجلی بنانے کی استعداد ہے جس میں سے 60,158 میگاواٹ کی نشاندہی ہوچکی ہے لیکن پاکستان اب تک صرف 6,919 میگاواٹ پن بجلی بنا رہا ہے۔ حیران کن امر یہ ہے کہ حکومت پنجاب کوئلے اور درآمدی قدرتی مائع گیس (LNG) سے چلنے والے بجلی گھر تعمیر کررہی ہے بجائے اس کے کہ سستی بجلی بنائے۔ پاکستان چین اقتصادی

راہداری میں صرف دو پن بجلی منصوبے شامل کیے گئے۔ زیادہ تر بجلی گھر گیس سے چلنے والے ہیں جبکہ ملک میں گیس کی پیداوار 2020 تک چار بلین مربع فٹ سے کم ہوکر دو بلین مربع فٹ یومیہ ہوجائے گی۔ (ظفر بھٹہ، دی ایکسپریس ٹریبیون، 17 اگست، صفحہ 10)

23 اگست: وزارت پانی و بجلی کی جانب سے تازہ پانی کی فراہمی، پن بجلی منصوبوں کی ترقی، غذائی تحفظ کو یقینی بنانے، موسمی تبدیلی اور پانی کی فراہمی میں اضافے لے لیے ایک نئی قومی پالیسی بنائی جارہی ہے۔ مجوزہ پالیسی میں پانی کے انتظامی امور، دستیاب ذرائع کے بھرپور استعمال اور پانی کو ری سائیکل کرکے گھریلو، زرعی اور صنعتی استعمال میں لانے کی تجاویز شامل ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 24 اگست، صفحہ 4)

داسو ڈیم:

8 مئی: ایک خبر کے مطابق عالمی بینک کی امداد کے علاوہ داسو پن بجلی منصوبے کے پہلے مرحلے کے لیے امداد کے طریقے کار پر غور کرنے کے لیے واپڈا کے افسران نے لاہور میں آٹھ بڑے بینکوں کے اعلیٰ افسران سے ملاقات کی ہے۔ واپڈا مقامی ذرائع سے 1.28 بلین ڈالرز کی رقم اکھٹا کرنا چاہتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 9 مئی، صفحہ 11)

29 مئی: ایک خبر کے مطابق 10 بیرونی کمپنیوں اور مشترکہ سرمایہ کاروں نے 4,320 میگاواٹ کے داسو پن بجلی منصوبے کی تعمیر کے لیے اپنی سفارشات پیش کی ہیں۔ واپڈا نے بتایا کہ منصوبے کے پہلے مرحلے کے لیے عالمی بینک 588.4 ملین ڈالرز کا قرضہ، انٹرنیشنل ڈیولپمنٹ ایسوسی ایشن (IDA) کے ذریعے فراہم کررہا ہے۔ اس کے علاوہ IDA (آئی ڈی اے) سے پارشل کریڈٹ گارنٹی (PCG) کے تحت بھی 460 ملین ڈالرز ملیں گے۔ منصوبے کے پہلے مرحلے کی تکمیل کے بعد قومی گرڈ میں 12 بلین یونٹ سستی اور ماحول دوست بجلی کا اضافہ ہوگا۔ (دی نیوز، 30 مئی، صفحہ 15)

14 اگست: خبر کے مطابق حکومت داسو پن بجلی منصوبے کو دیامر بھاشا ڈیم پر فوقیت دی رہی ہے اور وزیر اعظم 2018 میں اپنی پانچ سالہ مدت ختم ہونے سے پہلے اس منصوبے کے پہلے مرحلے کا افتتاح کرنا چاہتے ہیں۔ حکومت نے واپڈا کو پہلا مرحلا تین سالوں میں مکمل کرنے کی ہدایت کی ہے لیکن واپڈا حکام کا تجزیہ ہے کہ یہ 2020 سے پہلے مکمل نہیں ہوسکتا۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 15 اگست، صفحہ 10)

نیلم جہلم:

1 جولائی: نیلم جہلم پن بجلی منصوبے کی لاگت 4.21 بلین ڈالرز تک بڑھ جانے سے مشرق وسطی کے مالیاتی اداروں نے 433 ملین ڈالرز کا قرضہ روک دیا ہے۔ پیپلز پارٹی کے گزشتہ دور حکومت میں منصوبے کی لاگت 1.8 بلین ڈالرز سے بڑھ کر 2.74 بلین ڈالرز ہوگئی تھی جو موجودہ دور حکومت میں مزید بڑھ کر 4.21 بلین ڈالرز ہوگئی ہے۔ اقتصادی رابطہ کمیٹی نے وزیر اعظم کو بتایا ہے کہ منصوبہ 2016 میں بھی مکمل نہیں ہوسکے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 2 جولائی، صفحہ 10)

6 جولائی: وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے نیلم جہلم پن بجلی منصوبے میں سرمائے کی قلت دور کرنے کے لیے منصوبے کی نجکاری کی تجویز مسترد کردی ہے۔ واپڈا نے منصوبے میں چینی ٹھیکیداروں کی مالی شراکت کی تجویز دی تھی۔ (ڈان، 7 جولائی، صفحہ 16)

8 جولائی: وزیر اعظم نواز شریف کی سربراہی میں کابینہ نے چین کے ایگزم بینک کی جانب سے نیلم جہلم پن بجلی منصوبے کے لیے 576 ملین ڈالرز قرض پر سات فیصد شرح سود کا مطالبہ رد کردیا ہے۔ بینک اس سے پہلے 4.4 فیصد شرح سود پر ایسے ہی منصوبے کے لیے قرض فراہم کرچکا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 9 جولائی، صفحہ 11)

10 جولائی: اسلامک ڈیولپمنٹ بینک (IDB) اور سعودی فنڈ فار ڈیولپمنٹ (SFD) کے وفد نے وزیر خزانہ

اسحاق ڈار سے ملاقات میں نیلم جہلم پن بجلی منصوبے کے لیے 433 ملین ڈالرز کا قرضہ بحال کرنے کا اعلان کیا ہے جو منصوبے کی لاگت میں اضافے کے پیش نظر روک دیا گیا تھا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 11 جولائی، صفحہ 11)

دیامر بھاشا ڈیم:

7 جولائی: گلگت بلتستان حکومت، واپڈا اور سپارکو (SUPARCO) نے ایک معاہدے پر دستخط کیے ہیں جس کے تحت دیامر بھاشا ڈیم کے لیے زمین کی خریداری کو شفاف بنایا جائے گا۔ سپارکو ریونیو حکام کی جانب سے زمین کے حوالے سے فراہم کی گئی معلومات اور اس کے حصول کی مواصلاتی سیارے (satelite) کے ذریعے تصدیق کرے گا۔ اس معاہدے کا بنیادی مقصد ڈیم کے لیے زمین کے حصول کے معاملات کو شفاف بنانا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 8 جولائی، صفحہ 2)

کالا باغ ڈیم:

24 جون: متحدہ قومی موومنٹ کے سربراہ الطاف حسین نے حکومت سے ایک بیان میں کہا ہے کہ وہ کالا باغ ڈیم منصوبے پر کام سندھ کے تحفظات دور کرنے کے بعد شروع کرے۔ اس حوالے سے انہوں نے چاروں صوبوں کا مشترکہ اجلاس طلب کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ (دی نیوز، 25 جون، صفحہ 19)

24 جولائی: چیئرمین پنجاب بورڈ آف انویسٹمنٹ اینڈ ٹریڈ (PBIT) عبدالباسط نے تمام سیاسی جماعتوں سے درخواست کی ہے کہ ملک کے لیے انتہائی ضروری کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے لیے متفق ہوجائیں۔ یہ ملک کے لیے نیک شگون ہے کہ سیاستدان یہ جان گئے ہیں کہ پانی اور بجلی کی کمی دور کرنے کے لیے کالا باغ ڈیم ضروری ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 25 جولائی، صفحہ 10)

منگلا ڈیم:

7 اگست: ایک خبر کے مطابق واپڈا منگلا ڈیم سے بجلی کی پیداواری صلاحیت میں اضافے کا منصوبہ شروع کررہا ہے جس کے بعد ڈیم سے بجلی کی پیداوار 1,000 میگاواٹ سے بڑھ کر 1310 میگاواٹ ہوجائے گی۔ منصوبہ تین مراحل میں مکمل ہوگا جس پر 52 بلین روپے لاگت آئے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 8 اگست، صفحہ 10)

دیگر منصوبے:

4 جولائی: وزیراعلیٰ خیبر پختون خواہ پرویز خٹک اور چیئرمین پی ٹی آئی عمران خان نے دریائے پنجکور پر 40.8 میگاواٹ کے کوٹو پن بجلی منصوبے کا سنگ بنیاد رکھ دیا ہے۔ منصوبہ 2019 میں 14.77 بلین روپے کی لاگت سے مکمل ہوگا۔ (ڈان، 5 جولائی، صفحہ 7)

24 جولائی: پاکستان کو گزشتہ کچھ سالوں سے تباہ کن سیلابوں کا سامنا ہے اس کے باوجود حکومتوں کی جانب سے نئے آبی ذخائر کی تعمیر نظر انداز کی جاتی رہی۔ شمالی وزیرستان میں دریائے کرم پر کرم تنگی ڈیم کا منصوبہ 1956 میں بنایا گیا تھا جس پر اب تک کام شروع نہیں ہوا۔ منصوبے کی تکمیل سے 80 میگاواٹ بجلی حاصل ہونی تھی اور 362,000 ایکڑ زمین سیراب ہونی تھی۔ (ڈان، 25 جولائی، صفحہ 4)

بیج

- ہائبرڈ بیج

11 مئی: PARC (پارک) کی جانب سے 11 نئی چاول کی اقسام، جن میں سات ہائبرڈ اور چار اوپن پولینیٹڈ اقسام شامل ہیں، کی منظوری سے اس فصل سے متعلق نئے حقائق بھی سامنے آئے ہیں یعنی زیادہ پیداوار والی ہائبرڈ اقسام عام ہونگی اور مقامی بہترین قسم باسمتی باہر ہوجائے گی۔ (احمد فراز خان، ڈان، 11 مئی، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

13 مئی: پارک نے مختلف علاقوں میں کاشت کے لیے مکئی کی زیادہ پیداوار والی آٹھ اقسام تجویز کی ہیں جنہیں کاشت کرکے کسانوں میں تقسیم کرنے سے پہلے حتمی منظوری کے لیے سیڈ کونسل کو بھیجا جائے گا۔

(دی ایکسپریس ٹریبیون، 14 مئی، صفحہ 11)

3 جون: نارک کے ڈائریکٹر جنرل عظیم خان نے اسلام آباد میں سیکریڑی قومی غذائی تحفظ و تحقیق سیرت اضغر سے ملاقات کے دوران بتایا کہ نارک کے تجرباتی کھیتوں میں اور معاہدے کی بنیاد پر کاشتکاری کے ذریعے شمالی خیبر پختون خواہ میں رواں موسم میں 1,000 ایکڑ پر سویا بین کی زیادہ پیداوار والی نئی اقسام کاشت کی جائیں گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 4 جون، صفحہ 11)

8 جون: ایک مضمون میں پاکستان اکنامک سروے کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ مالی سال 2015-16 میں بوائی کے لیے 27 فیصد تصدیق شدہ کپاس کے بیج فراہم کیے جائیں گے۔ اس کے علاوہ 29 نئی بیج کمپنیوں کو اس سال کاروبار شروع کرنے کی اجازت دی گئی ہے جو کپاس اور دیگر فصلوں کے تصدیق شدہ بیج فروخت کریں گی۔ (محی الدین عظیم، ڈان، 8 جون، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

5 اگست: وفاقی وزیر برائے ترقی و منصوبہ بندی احسن اقبال نے کہا ہے کہ شعبہ زراعت میں ویلیو ایڈیشن میں پیچھے رہ جانے کی وجہ تحقیقی ادارے ہیں جنہوں نے جدید بیج کی تکنیک متعارف نہیں کروائی تاہم حکومت نے اب اس پہلو پر توجہ مرکوز کر رکھی ہے تاکہ اس شعبے سے بھرپور فائدہ اٹھایا جاسکے۔ (ڈان، 6 اگست، صفحہ 11)

بیج ترمیمی بل:

10 جون: سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے قومی غذائی تحفظ و تحقیق کے چیئرمین سید مظفر حسین شاہ نے بیج ترمیمی بل 2014 کو کمیٹی میں اتفاق رائے سے منظور کرنے کا اعلان کردیا ہے۔ صرف ایک سینٹر محمد حسین

خان لغاری نے بل جلد بازی میں منظور کیے جانے کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ جینیاتی فصلوں کے بیجوں کی پاکستان میں درآمد کو قانون اور ضوابط طے کیے بغیر اجازت دینا غلط ہے۔ انہوں نے وزارت سے کہا ہے کہ وہ ضمانت دے کہ درآمد کیے جانے والے جینیاتی بیج مقامی ماحول کے لیے مناسب ہیں۔ انہوں نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم کیوں بل پاس کرنے میں جلدی کر رہے ہیں جبکہ ایشیا اور جنوبی امریکہ میں جینیاتی فصلوں کا تجربہ ناکام رہا ہے۔ (ڈان، 11 جون، صفحہ 4)

11 جون: اخبار ڈان کی ایک رپورٹ میں ایک سرکاری افسر کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ سینٹ کی قائمہ کمیٹی کو حکومت نے یہ غلط اطلاع دی تھی کہ بلوچستان، خیبر پختون خواہ، پنجاب اور سندھ اسمبلیوں نے آئین کے آرٹیکل 144 کے تحت قرارداد منظور کر کے وفاقی حکومت کو بیج ترمیمی بل 2014 پیش کرنے کی اجازت دی تھی۔ اخباری رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا کہ سیکریٹری قومی غذائی تحفظ و تحقیق سیرت اصغر نے کمیٹی کے سامنے قبول کیا تھا کہ پاکستان کے پاس وہ طریقہ کار اور تجربہ کار افراد نہیں ہیں جو جینیاتی کپاس کے لیے ضروری ہیں لیکن بل میں یہ طریقہ کار درج ہے۔ پاکستان اس پروٹوکول پر دستخط کر چکا ہے جو بغیر بایوسیفٹی ریگولیشنز اور مناسب ڈھانچے کے جینیاتی فصلوں کی درآمد اور اس کی تجارت کی اجازت نہیں دیتا۔ (جمال شاہد، 11 جون، صفحہ 4)

13 جولائی: بیج کے ترمیمی بل 2014 کے حوالے سے ایک مضمون میں یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ کیا آئینی طور پر ممکن ہے کہ بیج کا ترمیمی بل نافذ کیا جاسکے؟ سندھ سیکریٹرٹ کے مطابق سندھ اسمبلی نے ایسی کوئی قرارداد منظور نہیں کی ہے جو قومی اسمبلی کے ذریعے بیج کے قانون میں ترمیم کا اختیار دیتی ہو۔ اب تک کی معلومات کے مطابق خیبر پختون خواہ، بلوچستان اور پنجاب نے بھی ایسی کوئی قرارداد منظور نہیں کی۔ اٹھارویں ترمیم کے بعد زرعی شعبہ صوبوں کے اختیار میں ہے اور یہ واضح ہے کہ چاروں صوبائی اسمبلیوں سے اس طرح کی قرارداد کی منظوری کے بغیر بیج کا ترمیمی بل قومی اسمبلی سے منظور نہیں ہوسکتا۔ اگر بل منظور ہوتا ہے تو یہ کھلی آئینی خلاف ورزی ہوگی۔ (عذرا طلعت سعید، ڈان، 13 جولائی، صفحہ 3، بزنس اینڈ فنانس)

کسان / مزدور

2 مئی: لاہور میں کسان بورڈ آف پاکستان (KBP) کے زیر انتظام کسان کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے امیر جماعت اسلامی سینٹر سیراج الحق نے کہا کہ کسانوں کی ترقی اور خوشحالی ملک کی ترقی اور خوشحالی کی ضمانت ہوسکتی ہے۔ کسانوں کی حکومت ملک کو آئی ایم ایف اور عالمی بینک سے آزادی دلاسکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں جاری استحصالی نظام نے قومی ترقی اور خوشحالی کے خواب کو چکنا چور کردیا ہے۔ جماعت اسلامی ملک میں کسانوں کی حکمرانی کی تحریک شروع کررہی ہے جس کا مقصد کسانوں کی مدد سے حکمران ٹولے سے نجات حاصل کرنا ہے۔ (دی نیوز، 3 مئی، صفحہ 5)

9 اگست: ضلع خانیوال کی بستی چیراں میں زمیندار نے پانی کے تنازعے پر مبینہ طور پر کسان پر کتے چھوڑ دیے۔ نواں شہر پولیس نے ابتدائی رپورٹ درج ہونے کے بعد ملزم کو گرفتار کرلیا ہے۔ (ڈان، 10 اگست، صفحہ 10)

- جبری مشقت

1 جون: انسانی حقوق کمیشن کے مطابق جہلم میں اینٹوں کے بھٹے پر جبری مشقت کے شکار کسان خاندان کے سات افراد کو عدالتی حکم پر رہا ہونے کے بعد مشقت کرانے والوں کی طرف سے دھمکیوں کا سامنا ہے۔ (ڈان، 2 جون، صفحہ 19)

7 جون: گرین رورل ڈیولپمنٹ آرگنائزیشن (GRDO)، جو ملک میں جبری مشقت کے خاتمے کے لیے کوشاں ہے، کے کارکن ڈاکٹر غلام حیدر نے سندھ میں جبری مشقت کے خاتمے کی مہم کا آغاز کرتے ہوئے کراچی میں کہا ہے کہ 2.3 ملین افراد ملک میں جبری مشقت کا شکار ہیں جن میں 80 فیصد ہندو برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ جبری مشقت کے خاتمے کے لیے 1962 کے ایکٹ پر عمل نہیں ہورہا جس

کی وجہ سے پاکستان دنیا میں جبری مشقت کے اعتبار سے تیسرے نمبر پر ہے۔ (ڈان، 8 جون صفحہ 15)

16 جولائی: بلوچستان میں ضلع لسبیلہ کے علاقے وندر میں پولیس نے سیشن جج کے حکم پر مقامی زمیندار کی نجی جیل سے عورتوں اور بچوں سمیت 22 افراد کو بازیاب کروا لیا۔ حکام کے مطابق تمام افراد کا تعلق حیدرآباد سندھ سے ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 17 جولائی، صفحہ 12)

II۔ زرعی مداخل

8 جولائی: حکومت زرعی مداخل جی ایس ٹی ختم کرنے یا کم کرنے کی منصوبہ بندی کررہی ہے تاکہ زرعی پیداواری لاگت کو کم کیا جاسکے۔ وزیر اعظم کی ہدایت پر وزارت خزانہ اور وزارت قومی غذائی تحفظ وتحقیق پیداواری لاگت میں اضافے سے متاثرہ کسانوں کی امداد کے لیے طریقہ کار وضع کرنے کے لیے کام کررہی ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 9 جولائی، صفحہ 10)

21 جولائی: PKI (پی کے آئی) کی طرف سے گزشتہ ہفتے جاری کیے گئے اعداد و شمار کے مطابق چاول، گنا اور کپاس کے کاشتکاروں کو مہنگے زرعی مداخل اور پیداواری قیمت کم ملنے کی وجہ سے فی ایکڑ تقریباً 74,800 روپے کا نقصان ہورہا ہے۔ (احمد فراز خان، 21 جولائی، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

قدرتی یا صنعتی زراعت

22 جون: ساؤتھ ایشین نیٹ ورک فار ڈیولپمنٹ اینڈ انوائرمنٹل اکنامکس (SANDEE) کی تحقیق کے حوالے سے ایک مضمون میں کہا گیا ہے کہ آرگینک یا قدرتی طریقہ زراعت کم پیداوار کے باوجود اتنی ہی منافع بخش ہے جتنی صنعتی مداخل کے ذریعے کی گئی زراعت۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قدرتی طریقہ زراعت میں استعمال ہونے والے مداخل کی قیمت کم اور منڈی میں پیداوار کی قیمت زیادہ ہے۔ فی الحال ہماری

زراعت کا زیادہ انحصار پیداواری بیج اور صنعتی مداخل پر ہے جس نے زمین کی زرخیزی کو مختلف طریقوں سے ختم کر دیا ہے۔ یہ مسئلہ 500 ملین لوگوں کو غذائی تحفظ فراہم کرنے والے جنوبی ایشیاء میں گندم اور چاول پیدا کرنے والے علاقوں میں زیادہ ہے۔ قدرتی طریقہ زراعت پائیدار زراعت کو درپیش خطرات کو دور کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔ (محمد افتخار الحسنین اور محمد خان، ڈان، 22 جون، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

کھاد

1 جون: ایک مضمون کے مطابق GIDC (جی آئی ڈی سی) سے 50 کلوگرام یوریا کے تھیلے کی قیمت میں 200 روپے کا اضافہ ہو جائے گا۔ کمپنیاں جب یہ اضافہ صارفین کو منتقل کرینگی تب یوریا کی مقامی اور بین الاقوامی قیمتیں تقریباً برابر ہوجائیں گی جس کے بعد بین الاقوامی امداد دینے والوں اور مقامی مفاد پرست لوگوں کا یوریا کی قیمتوں کو آزاد کرنے (ڈی ریگولیٹ) کے لیے دباؤ بہت بڑھ جائے گا۔ (احمد فراز، ڈان، 1 جون، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

3 جون: ایک اخباری رپورٹ کے مطابق مقامی یوریا کی صنعت کا کہنا ہے کہ پچھلے پانچ سالوں میں اس نے کسانوں کو 370 بلین روپے کا فائدہ پہنچایا ہے جبکہ گیس کی مد میں حکومت نے اس صنعت کو صرف 123 بلین روپے کا فائدہ دیا۔ صنعتی ذرائع نے تصدیق کی کہ یوریا کی قیمتیں 15-2014 کے درمیان تیزی سے بڑھی ہیں لیکن اس کی پوری زمہ داری یوریا کی صنعت پر عائد نہیں ہوتی۔ 2010 سے یوریا کی قیمت میں 59 فیصد یا 1,963 روپے فی بوری اضافہ ہوا ہے۔ اس میں جی ایس ٹی اور جی آئی ڈی سی جسے اب نافذ کیا گیا ہے کا حصہ 642 روپے فی بوری بنتا ہے۔ (منور حسن، دی نیوز، 3 جون، صفحہ 15)

26 جون: نیشنل فرٹیلائزر ڈیولپمنٹ سینٹر (NDFC) کے اعداد و شمار کے مطابق 2015 کے ابتدائی پانچ ماہ میں کھاد کی پیداوار میں 10 فیصد اضافہ ہوا۔ اسی عرصے کے دوران فاطمہ اور اینگرو فرٹیلائزر کی پیداورار

میں بلترتیب 37 فیصد اور 16 فیصد اضافہ ہوا جبکہ فوجی فرٹیلائزر بن قاسم کی پیداوار گزشتہ سال کے مقابلے کم رہی۔ (دی نیوز، 27 جون، صفحہ 10)

زرعی مشینری

ٹریکٹر:

1 جون: ملک میں نئے ٹریکٹروں کی فروخت میں تیزی دیکھی گئی ہے۔ ٹریکٹر کی فروخت جو گزشتہ سال 28,694 یونٹ تھی دس مہینوں میں بڑھ کر 38,356 یونٹ ہوگئی ہے۔ میسی فرگوسن اور فیٹ ٹریکٹر کے اس سال بل ترتیب 23,426 اور 14,152 یونٹ فروخت ہوئے جبکہ گزشتہ سال یہ تعداد 17,695 اور 10,248 یونٹ تھی۔ (ڈان، 2 جون، صفحہ 10)

زرتلافی

4 مئی: ایک مضمون میں وفاقی وزیر برائے قومی غذائی تحفظ و تحقیق سکندر حیات بوسن کی حیدرآباد میں 24 اپریل کی تقریر کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ حکومت امدادی قیمت ختم کرکے پورے زرعی شعبے کو زرتلافی دینے پر غور کررہی ہے۔ امدادی قیمت صرف گندم اور گنے کی مقرر کی جاتی ہے۔ مضمون میں پاکستان انسٹیٹیوٹ آف ڈیولپمنٹ اکنامکس (PIDE) کا موقف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امدادی قیمت کو آہستہ آہستہ ختم کرکے مختصر مدت کے لیے مداخل پر زرتلافی، نقد امداد کی فراہمی اور طویل مدتی حل کے طور پر بتدریج قیمتوں کو آزاد کرنا ملکی معیشت کے لیے بہتر ہوگا۔ (اشفاق بخاری، ڈان، 4 مئی، صفحہ 4)

20 اگست: حکومت اور یوریا بنانے والی کمپنیوں کے درمیان مذاکرات میں کھاد کی بوریوں پر قیمت چھاپنے پر اتفاق ہوگیا ہے۔ حکومت نے کسانوں کو بجٹ 2015-16 میں کھاد پر 20 بلین روپے زرتلافی دینے کا اعلان کیا تھا۔ حکومت اب کھاد کمپنیوں کو براہ راست زرتلافی فراہم کرے گی جو کسانوں کو کم

قیمت پر یوریا فراہم کریں گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 21 اگست، صفحہ 10)

زرعی قرضے

14 مئی: وزیر اعظم نے چھوٹے کسانوں کے لیے کریڈٹ گارنٹی اسکیم کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ زراعت کو صنعت کا درجہ دیا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ زرعی شعبے کو آسان قرضے فراہم کیے جائیں گے۔ اس مقصد کے لیے 30 بلین روپے مختص کیے گئے ہیں۔ (ڈان، 15 مئی، صفحہ 3)

13 جولائی: سندھ حکومت نے مرچ کے کاشتکاروں کو مداخل کے لیے 32,000 روپے فی ایکڑ تک رعایتی قرضے دینے کا منصوبہ شروع کیا ہے۔ کسانوں کو قرضے پر صرف چھ فیصد شرح سود ادا کرنی ہوگی بقیہ حکومت سندھ ادا کرے گی۔ ابتدائی طور پر 2,000 کسان تین سالہ مدت کے لیے رعایتی قرضہ حاصل کرسکیں گے۔ حکومت سندھ کی جانب سے اس مد میں 300 ملین روپے مختص کیے گئے ہیں۔ (محمد حسین خان، ڈان، 13 جولائی، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

24 جولائی: اسٹیٹ بینک کے مطابق تجارتی بینکوں نے 15-2014 میں اپنے ہدف 500 بلین روپے کے مقابلے 515.90 بلین روپے کے زرعی قرضے فراہم کیے۔ سال 2012 سے بینکوں کا زرعی قرضوں کی فراہمی کا ہدف ہر سال پورا ہورہا ہے۔ (ڈان، 25 جولائی، صفحہ 10)

زرعی تحقیق

16 مئی: قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے قومی غذائی تحفظ و تحقیق کے چیئرمین ملک شاکر بشیر اعوان نے آبپاشی کے نظام میں بہتری پر گیارہویں پیشہ ورانہ تربیتی کورس (پروفیشنل ٹریننگ کورس) کے موقع پر اپنے بیان میں کہا ہے کہ پارک نے شمسی توانائی سے چلنے والے پمپ کے نظام اور اسپرنکل اریگشن نظام کی

500 افراد کو تربیت دی ہے جو اپنے اپنے علاقوں میں جا کر کسانوں کو تربیت دیں گے تاکہ زراعت اور باغبانی میں پانی کا استعمال کم ہو۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 17 مئی، صفحہ 11)

20 جون: نارک کی اسلام آباد کے قریب چک شہزاد میں واقع 1,395 ایکڑ زمین، جسے سی ڈی اے رہائشی اور تجارتی زمین میں تبدیل کرنا چاہتی ہے، کے لیے وزیر اعظم سے منظوری طلب کی گئی ہے۔ سی ڈی اے نے یہ زمین نارک کو 1970 میں لیز پر دی تھی جس کی معیاد 2005 میں ختم ہوگئی ہے اور ادارے کی جانب سے لیز بڑھانے کی درخواست کے باوجود سی ڈی اے نے اس کی توسیع نہیں کی۔ نارک زرعی تحقیق کا 40 سال پرانا ادارہ ہے جس میں بین الاقوامی اداروں نے اب تک 100 بلین روپے تک کی سرمایہ کاری کی ہے۔ ادارے کے جینیاتی ذخیرے (جین بینک) اور پلانٹ جینٹک رسورسز انسٹی ٹیوٹ میں 35,000 جینیاتی وسائل (جرم پلازم) ہیں جن کی مالیت کئی بلین روپے ہے۔ اس وقت 50 مفاہمتی یاداشت کے معاہدوں کے تحت آٹھ بین الاقوامی ادارے نارک میں کام کررہے ہیں۔ (ڈان، 21 جون، صفحہ 4)

29 جون: چین کی لن زوہاؤ (Lanzhou) یونیورسٹی کے چار رکنی وفد نے ڈائریکٹر ٹیکنالوجی ڈپارٹمنٹ روئی جن لونگ کی قیادت میں نارک کا دورہ کیا جہاں انہیں نارک اور پارک کے تحقیقی اور ترقیاتی منصوبوں کی تفصیلات سے آگاہ کیا گیا۔ پارک اور لن زوہاؤ یونیورسٹی زرعی تحقیق اور ترقی کے لیے ایکولوجیکل سائیکل ایگری کلچر ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ سینٹر قائم کریں گے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 30 جون، صفحہ 11)

11 جولائی: پاکستان میں چین کے سفیر سن وائی ڈنگ (Sun Weiding) نے ملتان میں کپاس کے تحقیقی مرکز کے دورے کے موقع پر کہا ہے کہ چینی حکومت پاکستان میں زرعی شعبے کی مضبوطی اور ترقی کے لیے باہمی اشتراک سے ایک بائیوٹیک تحقیقی لیبارٹری قائم کرے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 12 جولائی، صفحہ 5)

17 اگست: وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ و تحقیق سکندر حیات خان بوسن نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان کی پہلی جست (zinc) سے بھرپور گندم کی قسم اس سال کے آخر میں کاشت کے لیے دستیاب ہوگی۔ ''زنکول 2015'' کی پارک کی طرف سے منظوری کی سفارش کی جاچکی ہے۔ پارک کے چیئرمین ڈاکٹر افتخار احمد کے مطابق پاکستان وہ پہلا ملک ہے جس نے جست سے بھرپور گندم کی قسم متعارف کروائی ہے جس سے جسم میں جست کی یومیہ مطلوبہ مقدار کا 50 فیصد حاصل ہوگا۔ (ڈان، 18 اگست، صفحہ 12)

III۔ غربت اور غذائی تحفظ

غربت

3 جون: وزیر خزانہ اسحاق ڈار کی طرف سے ڈاکٹر ثانیہ نشتر کی سربراہی میں معاشرتی حفاظتی جال (سوشل سیفٹی نیٹ) کو مستحکم کرنے کے حوالے سے قائم کی گئی تحقیقی ٹاسک فورس نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ پاکستان کی 60 فیصد آبادی دو ڈالر یومیہ سے بھی کم پر گزر بسر کررہی ہے۔ رپورٹ میں سفارش کی گئی ہے کہ ایک سوشل سیفٹی نیٹ ڈویژن وزارت خزانہ کے ماتحت قائم کیا جائے اور اسے BISP (بی آئی ایس پی)، زکواۃ اور بیت المال کے اداروں سے جوڑا جائے۔ وزارت منصوبہ بندی عالمی بینک کی مدد سے پہلے ہی سیفٹی نیٹ پر کام کررہی ہے۔ اس حوالے سے مرکز اور صوبوں کے درمیان رابطے قائم کیے جاچکے ہیں۔
(دی نیوز، 4 جون، صفحہ 5)

6 جون: طبی ماہرین کے مطابق وفاقی ترقیاتی بجٹ 2015-16 میں وہ وسائل مختص نہیں کیے گئے جو ملک میں غذائی کمی کو دور کرنے میں مدد دے سکیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 7 جون، صفحہ 9)

8 جون: روم میں فوڈ اینڈ ایگریکلچر آرگنائزیشن (FAO) کے 19 ویں اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ و تحقیق سکندر حیات بوسن نے کہا ہے کہ پاکستان میں غذائی عدم تحفظ کے شکار

گھرانوں کی سیفٹی نیٹ کے ذریعے نقد رقم اور غذا تک رسائی ممکن بنائی جارہی ہے۔ FAO (ایف اے او) نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ پاکستان میں غذائی کمی کے شکار افراد کی تعداد میں اضافہ جاری ہے۔ (ڈان، 9 جون، صفحہ 11)

21 جون: ایک مضمون میں برانکو ملانووک (Branko Milanovic)، جو آمدنی اور اثاثوں میں عدم برابری پر تحقیق کے حوالے سے جانے جاتے ہیں، نے کہا ہے کہ 1960 سے 2000 کی دہائیوں میں آرگنائزیشن فار اکنامک کوآپریشن اینڈ ڈیولپمنٹ (OECD) کے 20 ممالک میں سے 16 میں معاشی عدم مساوات میں اضافہ ہوا۔ چین اور بھارت سمیت تیزی سے ترقی کرنے والی معیشتوں میں جہاں امیر کبیر لوگوں کی تعداد میں بہت اضافہ ہوا ہے وہاں بھی یہ فرق بہت بڑھ گیا ہے۔ ادارہ شماریات پاکستان کی طرف سے کیے گئے سروے کے مطابق 20 فیصد امیر گھرانے 20 فیصد غریب گھرانوں سے چار گنا زیادہ اشیائے صرف استعمال کرتے ہیں اور پانچ گنا زیادہ کماتے ہیں۔ (آئی حسین، دی نیوز، 21 جون، صفحہ 6)

23 جون: ایک اخباری اداریے میں نشاندہی کی گئی ہے کہ منصوبوں میں غریبوں کے لیے مختص رقم امیر کھا جاتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کسانوں کے مویشیوں کو مفت ٹیکے لگانے کا منصوبہ بجٹ میں رکھا لیکن یہ مفت ٹیکے مسلم لیگ ن کے رکن اسمبلی یا ان کے رشتے داروں اور دوستوں کے مال مویشیوں کو لگ رہے ہیں۔ پنجاب کے بجٹ میں سالانہ ترقیاتی پروگرام میں 30 بلین روپے غریبوں کے لیے مخصوص منصوبوں کے لیے مختص کیے گئے جبکہ سندھ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کا 40 فیصد معاشرتی ترقی کے نام پر ایسے منصوبوں کے لیے مختص ہے۔ (ڈان، 23 جون، صفحہ 8، اداریہ)

24 جون: آکسفورڈ پاورٹی اینڈ ہیومن ڈیولپمنٹ انیشی ایٹو (OPHI) کے جاری کردہ ملٹی ڈائمنشنل پاورٹی انڈیکس (MPI) کے مطابق پاکستان کا شمار بھارت اور بنگلہ دیش سے بہتر ممالک میں ہوتا ہے۔ (دی نیوز، 24 جون، صفحہ 17)

19 اگست: بلوچستان رورل سپورٹ پروگرام (BRSP)، یورپی یونین اور رورل سپورٹ پروگرامز نیٹ ورک (RSPN) کے اشتراک سے بلوچستان میں منعقد کی گئی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ بلوچستان ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ نے کہا ہے کہ غربت ایک عالمی مسئلہ ہے اور بلوچستان میں یہ گھمبیر صورت حال اختیار کر چکا ہے۔ اختیارات نچلی سطح تک منتقل کرنے سے اس مسئلے کو کم کیا جا سکتا ہے۔ وزیر اعلیٰ نے یورپی یونین اور دیگر بین الاقوامی اداروں سے اس حوالے سے مدد کی اپیل بھی کی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 20 اگست، صفحہ 3)

غذائی تحفظ

30 اپریل: کراچی کے ایک مقامی ہوٹل میں غذائی قلت کے حوالے سے ہونے والے پروگرام میں شرکاء نے کہا ہے کہ سندھ میں تھرپارکر سب سے زیادہ غذائی عدم تحفظ کا شکار علاقہ ہے جہاں صرف سات فیصد خاندان غذا خریدنے کے قابل ہیں اور 80 فیصد آبادی غذا خریدنے کے لیے قرض لیتی ہے جسے وہ سالوں ادا نہیں کر پاتے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 1 مئی، صفحہ 15)

5 مئی: وزیر نیشنل ہیلتھ سروسز سائرہ افضل تارڑ کی سربراہی میں بین الصوبائی اجلاس میں اتفاق کیا گیا کہ غذائی کمی سے نمٹنے کے لیے خوراک میں اضافی غذائیت شامل کرنے (food fortification) کا منصوبہ شروع کیا جائے گا۔ ڈائریکٹر نیوٹریشن ڈاکٹر بصیر خان اچکزئی نے کہا کہ غذائیت کے حوالے سے اعداد و شمار گزشتہ دس سالوں میں خراب رہے ہیں حالانکہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے جہاں 61.45 فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے۔ (ڈان، 6 مئی، صفحہ 3)

11 مئی: ڈان اخبار نے ملک میں غذائی کمی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اپنے اداریے میں لکھا ہے کہ 2010 کے سیلاب کے بعد یونائیٹڈ نیشنز انٹرنیشنل چلڈرنز ایمرجنسی فنڈ (UNICEF) اور سندھ حکومت کی

جانب سے شمالی سندھ میں خوراک میں غذائیت کی کمی پر ہونے والے سروے میں معلوم ہوا کہ صوبے کے اس خطے میں صورت حال غذائی کمی سے متاثرہ افریقی ممالک جیسی ہے۔ اس کے بعد مارچ 2011 میں عالمی بینک کی تحقیق سامنے آئی جس میں کہا گیا کہ مہنگائی کی وجہ سے غریب ترین پاکستانی اپنی آمدنی کا 70 فیصد خوراک پر خرچ کرتے ہیں۔ پچھلے ہفتے اسلام آباد میں صوبوں کے درمیان صحت پر ہونے والے اجلاس میں ڈائریکٹر نیوٹریشن ڈاکٹر بصیر خان اچکزئی نے بتایا کہ خوراک میں غذائیت کی کمی پچھلے 10 سالوں میں بڑھ گئی ہے۔ جس کی وجہ سے پانچ سال سے کم عمر کے 43.7 فیصد بچوں کی نشو ونما متاثر ہوئی ہے۔ 15.1 فیصد بچے غذائی کمی کی وجہ سے دبلے پن کا شکار ہیں جب کہ 31.5 فیصد بچوں کا وزن ان کی عمر کے لحاظ سے کم ہے۔ اس اجلاس میں ان مسائل کا حل یہ پیش کیا گیا کہ آٹے میں ضروری غذائی اجزاء شامل کیے جائیں تاکہ صرف روٹی کھانے سے غذائیت کی کمی کو پورا کیا جاسکے۔ (ڈان، 11 مئی، صفحہ 8، اداریہ)

25 مئی: ایک اخباری رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ سیکریٹری منصوبہ بندی و ترقی حسن نواز ترار نے اسلام آباد میں ایک ورکشاپ کے دوران بتایا کہ غذائی کمی کے مستقل رجحان سے نمٹنے کے لیے بجٹ میں پی ایس ڈی پی میں الگ سے وسائل مختص کیے جائیں گے۔ اس موقع پر ڈائریکٹر نیوٹریشن ڈاکٹر بصیر خان اچکزئی نے کہا کہ 2009 سے غذائی کمی کے مسئلے سے نمٹنے کے لیے سرکاری امداد بند کرکے اس مسئلے کو بیرونی امداد کے سپرد کردیا گیا ہے۔ بیرونی امدادی ادارے وفاقی وزارت صحت کو اعتماد میں لیے بغیر امداد دے رہے ہیں اس لیے پیسہ وہاں استعمال نہیں ہورہا جہاں اسے خرچ ہونا چاہیے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 26 مئی، صفحہ 3)

27 مئی: وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے قبائلی علاقوں سے نقل مکانی کرنے والوں کی غذائی ضروریات کے لیے فوری طور پر 85,000 ٹن گندم فراہم کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ یہ گندم اقوام متحدہ کے ورلڈ فوڈ پروگرام (WFP) کے حوالے کیا جائے گا جو اسے مہاجرین میں تقسیم کرے گا۔ (ڈان، 28 مئی، صفحہ 3)

22 جولائی: وفاقی حکومت نے آٹھ ماہ پہلے نیشنل فوڈ سیکیورٹی کمیشن (NFSC) کے نام سے قومی غذائی پالیسی بنانے کے لیے ادارہ قائم کیا تھا۔ وزیر اعظم کی عدم دستیابی کی وجہ سے اس ادارے کا اب تک ایک بھی اجلاس نہیں ہوا۔ دستاویزات کے مطابق کمیشن صوبوں کے درمیان پیداوار، منڈی اصلاحات اور قیمت کے تعین سمیت دیگر معاملات پر تعاون کی زمہ دار ہوگی جو کسانوں کی آمدنی میں استحکام کو یقینی بنائے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 23 جولائی، صفحہ 10)

23 اگست: بلوچستان میں ماں اور بچے کی صحت سے متعلق غذائی پروگرام میں مدد کرنے کے لیے UNICEF (یونیسیف) اور بلوچستان حکومت نے 844,000 ڈالرز مالیت کی غذائی اشیاء خریدنے کے لیے مفاہمت کی یاداشت پر دستخط کیے ہیں۔ منصوبہ ابتدائی طور پر شدید غذائی کمی کے شکار سات اضلاع پنجگور، کوہلو، سبی، قلعہ سیف اللہ، ژوب اور خاران میں غذائی صورتحال کو بہتر بنائے گا۔ (ڈان، 24 اگست، صفحہ 5)

30 اگست: کمشنر ساہیوال ڈویژن عظمت محمود نے کہا ہے کہ کھانے پینے کی اشیاء میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف بھرپور مہم چلائی جارہی ہے۔ کمشنر نے اس مہم پر مامور ٹاسک فورس کو حکم دیا ہے کہ ساہیوال سے لاہور کھلا دودھ لے جانے والی گاڑیوں کی روزانہ کی بنیاد پر جانچ پڑتال کریں۔ ساہیوال میں ملاوٹ کے الزام میں اب تک 16 دکانداروں کو گرفتار کیا جا چکا ہے، 19 افراد کے خلاف ایف آئی آر درج کی گئی ہے اور 46 دکانیں سیل کردی گئیں ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 31 اگست، صفحہ 5)

- بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام

14 اگست: وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے کہا ہے کہ حکومت نے بی آئی ایس پی کا سالانہ بجٹ 40 بلین روپے سے بڑھا کر 102 بلین روپے کر دیا ہے۔ پروگرام سے فائدہ اٹھانے والوں کو اب مالی سال 2015-16 کے دوران ماہانہ 1,800 روپے ملیں گے۔ اس سے قبل 1,200 روپے ماہانہ ملا کرتے تھے۔ (ڈان، 15 اگست، صفحہ 5)

- رمضان پیکج

30 اپریل: کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی نے 1.5 بلین روپے کے رمضان پیکج کی منظوری دے دی ہے۔ پیکج کے تحت رمضان میں یوٹیلیٹی اسٹورز کو غذائی اشیاء پر زرتلافی فراہم کی جائے گی۔ وزارت صنعت و پیداوار نے حکومت کو رمضان پیکج کے لیے 1.7 بلین روپے مختص کرنے کی تجویز دی تھی۔ (ڈان، 1 مئی، صفحہ 3)

5 مئی: کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی نے یوٹیلیٹی اسٹورز کو رمضان میں چینی پر دی جانے والی زرتلافی پانچ روپے سے کم کرکے تین روپے فی کلو کردی ہے۔ اس کے علاوہ ان اشیاء کی مقدار بھی کم کردی گئی ہے جن پر زرتلافی دی جائے گی۔ چینی 80,000 ٹن سے کم کرکے 50,000 ٹن اور گھی، تیل 60,000 ٹن سے کم کرکے 50,000 ٹن کردیا گیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 6 مئی، صفحہ 10)

14 مئی: وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے صوبے میں 3.5 بلین روپے کے رمضان پیکج کی منظوری دے دی۔ پیکج کے تحت کھلی منڈی اور رمضان بازاروں میں آٹے کے تھیلے رعایتی قیمت پر فروخت کیے جائیں گے۔ اس کے علاوہ چینی، تیل، مرغی، انڈے وغیرہ بھی رعایتی قیمت پر رمضان بازاروں میں فروخت کیے جائیں گے۔ (دی نیوز، 15 مئی، صفحہ 5)

27 جون: لاہور میں ماہ رمضان کے پہلے ہفتے 20 کلو آٹے کے تھیلے کی قیمت میں 30 روپے فی کلو اضافہ دیکھا گیا۔ آٹا مل مالکان کے مطابق رمضان سے پہلے گندم کی قیمت 1,200 روپے سے بڑھ کر 1,325 روپے فی من ہوگئی تھی جس کی وجہ سے آٹے کی قیمت میں اضافہ ہوا۔ (ڈان، 28 جون، صفحہ 2)

12 جولائی: فیصل آباد کے رمضان بازاروں میں آٹے اور چینی کی قلت کی اطلاعات ہیں۔ خریداروں کے مطابق وہ چار دن سے آٹا خریدنے کی کوشش کررہے ہیں۔ دکاندار کہتے ہیں کہ انہیں آٹا اور چینی فراہم

نہیں کیا جارہا۔ضلعی انتظامیہ نے شہر میں ایک درجن سے زائد رمضان بازار لگائے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 13 جولائی، صفحہ 5)

IV۔ غذائی اور نقد آور فصلیں

30 اپریل: وفاقی کمیٹی برائے زراعت نے سال 16-2015 کے لیے 1.4 ملین ہیکٹرز پر 68.03 ملین ٹن گنے کا پیداواری ہدف مقرر کردیا ہے جبکہ چاول کا 2.84 ملین ہیکٹرز پر 6.9 ملین ٹن پیداواری ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ (دی نیوز، 1 مئی، صفحہ 15)

4 اگست: زرعی ماہرین کے مطابق وسطی پنجاب میں اس سال زرعی پیداوار میں مون سون کی بارشوں کی وجہ سے اضافے کا امکان ہے۔ حالیہ بارشوں سے تین اہم فصلوں گنا، چاول اور مکئی کی پیداوار میں اضافہ ہوگا جنہیں اچھی پیداوار کے لیے مزید نمی کی ضرورت ہوتی ہے۔ وقت پر ہونے والی مون سون بارشوں سے کسانوں کو بروقت بوائی سے فائدہ ہوگا۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 5 اگست، صفحہ 11)

18 اگست: وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے زراعت میں بحرانی کیفیت سے نمٹنے کے لیے ایک پالیسی مرتب کرکے وزیر اعظم کو بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ عالمی منڈی میں اجناس کی کم قیمتیں، ملک میں پیداواری لاگت میں اضافے کی وجہ سے برآمدات میں کمی اور گندم، چاول، کپاس کی اضافی پیداوار نہ صرف پالیسی سازوں بلکہ کسانوں کے لیےبھی تشویش کا باعث بن گئی ہے۔ (ڈان، 19 اگست، صفحہ 10)

غذائی فصلیں

- گندم

11 مئی: وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے وزارت صنعت و پیداوار سے کہا ہے کہ وہ رمضان پیکج کے

تحت یوٹیلٹی اسٹورز کے لیے 70,000 ٹن گندم نجی شعبے سے خریدنے کے بجائے سرکاری ذخائر سے خریدے۔ حکام کے مطابق اب تک وزارت صنعت سے اس حوالے سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 12 مئی، صفحہ 11)

7 جون: پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین آصف علی زرداری نے گلگت بلتستان کو گندم پر دی جانے والی زرتلافی ختم کرنے کی خبروں پر تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کی جماعت اس طرح کے کسی بھی اقدام پر مزاحمت کرے گی۔ (ڈان، 8 جون، صفحہ 3)

امدادی قیمت:

20 اگست: حکومت رواں سال گندم کے نرخ کے حوالے سے نئی پالیسی پر کام کررہی ہے جس میں زرتلافی دینے کے بجائے پیداواری لاگت میں کمی پر توجہ مرکوز ہوگی۔ (ڈان، 21 اگست، صفحہ 10)

پیداوار:

11 مئی: پی کے آئی کے چیئرمین چوہدری محمد انور کے مطابق اس سال گندم کی پیداوار مقرر کردہ ہدف 25 ملین ٹن سے 25 فیصد کم ہونے کا امکان ہے۔ اس کی کی وجہ پنجاب میں حالیہ بارش اور طوفان ہے۔ (دی نیوز، 12 مئی، صفحہ 15)

خریداری:

30 اپریل: سندھ حکومت کے پاس 1.1 ملین ٹن حالیہ خریدی گئی گندم اور گزشتہ سال کی ذخیرہ شدہ گندم مجموعی طور پر 1.8 ملین ٹن ہوجائے گی جسے ذخیرہ کرنے میں مسائل کا سامنا ہے، اکثر ذخائر کھلے مقامات پر پڑے ہیں۔ (ڈان، 1 مئی، صفحہ 10)

4 مئی: ملتان میں پنجاب کسان بورڈ (PKB) کے صدر خورشید احمد خان نے گندم خریداری مہم کی مزمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ کسانوں کو گندم مقرر کی گئی قیمت سے کم پر فروخت کرنے پر مجبور کیا جارہا ہے۔ چھوٹے کسانوں کو باردانے کے حصول میں سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ کسانوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے صوبے بھر میں احتجاج کا منصوبہ بنارہے ہیں۔ (دی نیوز، 5 مئی، صفحہ 5)

14 مئی: PASSCO (پاسکو) گندم کی خریداری میں مالی مشکلات کا شکار ہے۔ وزارت خزانہ نے ادارے کے گلگت بلتستان حکومت پر واجب الادا 25 بلین روپے ادا کرنے سے انکار کردیا ہے۔ پاسکو اپنے ذخائر سے گلگت بلتستان میں گندم فراہم کرتا ہے جس پر حکومت زرتلافی دیتی ہے۔ پاسکو کی طرف سے رقم کے مطالبے پر وزارت خزانہ نے 7.9 بلین روپے کے رواں سال کے بقایاجات ادا کرنے کی یقین دہانی کروائی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 15 مئی، صفحہ 10)

20 مئی: حکومت پنجاب گندم کی خریداری مہم مقررہ ہدف سے پہلے ختم کرنے پر غور کررہی ہے۔ محکمہ زراعت کے مطابق 2.9 ملین ٹن گندم خریدا جاچکا ہے اور روزانہ تقریباً 100,000 ٹن گندم خریدا جارہا ہے۔ اس حساب سے محکمہ 3.3 ملین ٹن کی خریداری کا نیا ہدف اگلے چار دنوں میں مکمل کرلے گا۔ (ڈان، 21 مئی، صفحہ 2)

21 مئی: وزیر اعلیٰ سندھ قائم علی شاہ نے گندم کی خریداری کا ہدف پورا کرنے کے لیے مزید 200,000 ٹن گندم خریداری کے لیے 2.5 ملین روپے جاری کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ وزیر اعلیٰ نے ہدایت جاری کی ہے کہ باردانے کی تقسیم شفاف ہو اور چھوٹے کسانوں کو ان کا حصہ ضرور ملنا چاہیے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 22 مئی، صفحہ 10)

25 مئی: قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے قومی غذائی تحفظ وتحقیق نے حکومت سے سفارش کی ہے کہ وہ

پاسکو کا گندم کی خریداری کا ہدف بڑھائے۔ ادارے کے مینجنگ ڈائریکٹر طارق مسعود نے کمیٹی کو بتایا کہ ہدف 0.8 ملین ٹن سے 1.5 ملین ٹن کرنے کے لیے سمری منظوری کے لیے کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی کو بھیج دی گئی ہے۔ (ڈان، 26 مئی، صفحہ 10)

27 مئی: وزیر خوراک سندھ گیان چند اسرانی نے کابینہ کو بتایا کہ 854,986 ٹن گندم 26 مئی تک خریدی جاچکی ہے۔ اس مہینے کے آخر تک 900,000 ٹن کا ابتدائی ہدف مکمل ہوجائے گا جبکہ اضافی 200,000 ٹن گندم خریدنے کا ہدف جون کے آخر تک پورا ہوگا۔ وزیر خوراک نے مزید کہا کہ گزشتہ سال کے گندم کا ذخیرہ 697,000 ٹن ہے اور اس سال کل 1,100,000 ٹن گندم خریدا جائے گا۔ (ڈان، 28 مئی، صفحہ 17)

3 جون: سرکاری اعداد و شمار کے مطابق محکمہ خوراک پنجاب نے 2 جون تک صوبے بھر سے 3.232 ملین ٹن گندم خریدا جو مقررہ ہدف کا 82 فیصد ہے۔ کسان شکایت کررہے ہیں کہ گندم کی خریداری کا عمل سست ہے۔ (دی نیوز، 4 جون، صفحہ 15)

11 اگست: ضلع گھوٹکی میں ہر سال کی طرح کسانوں سے 1,500,000 گندم کی بوریاں خریدی گئیں تھیں جن میں سے 416,000 بوریاں غائب ہوگئیں۔ متعلقہ حکام نے بجائے اس کے کہ ذمہ داروں کے خلاف سخت کاروائی کرتے صرف انہیں معطل کرکے کراچی ہیڈ آفس رپورٹ کرنے کی ہدایت کی۔ محکمہ خوراک کے حکام کا کہنا ہے کہ یہ معطل افسران اب کسی اور جگہ تعینات کردیے جائیں گے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 12 اگست، صفحہ 13)

- چاول

1 جون: سندھ میں کسان چاول کی پنیری لگانے میں مصروف ہیں جبکہ انتظامیہ دریائے سندھ کے بائیں

کنارے چاول کی کاشت پر پابندی کو سختی سے نافذ کرنے کی کوشش کررہی ہے۔ 1959 کے چاول کی کاشت پر پابندی کے آرڈیننس کے تحت دریائے سندھ کے بائیں کنارے کے علاقوں، بیراجی علاقوں میں سیم وتھور سے بچاؤ کے لیے چاول کی کاشت پر پابندی عائد ہے کیونکہ چاول کی فصل میں پانی کی بڑی مقدار استعمال ہوتی ہے جس سے زیر زمین پانی کی سطح بڑھ جاتی ہے۔ (محمد حسین خان، ڈان، 1 جون، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

8 جون: چاول کے مل مالکان نے وزیر اعظم سے درخواست کی ہے کہ وہ ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان (TCP) اور پاسکو کو ہدایت کریں کہ وہ ملوں کے پاس ذخیرہ شدہ 450,000 ٹن چاول خریدے ورنہ مل مالکان بینکوں کو واجب الادا 100 بلین روپے انتہائی تاریخ 30 جون تک ادا نہیں کرسکیں گے اور نادہندہ ہوجائیں گے۔ (دی نیوز، 9 جون، صفحہ 2)

- دالیں

26 مئی: زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے کلیہ زراعت کے ڈین محمد اشرف نے کہا ہے کہ دالیں کم سے کم مداخل میں کاشت کی جاسکتی ہیں لیکن کسان دالوں کی کاشت پر دیگر فصلوں کو ترجیح دیتے ہیں جو تشویشناک رجحان ہے۔ دالوں میں غذائیت بہت ہوتی ہے جسے فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 27 مئی، صفحہ 5)

- گنا

4 مئی: وفاقی کمیٹی برائے زراعت کے مطابق اگر گنے کا زیرکاشت رقبہ ہر سال کم ہوتا رہا تو چینی کی طلب پوری کرنے میں مشکلات ہوسکتی ہیں۔ بجلی میں کمی کی وجہ سے ٹیوب ویل سے پانی کی ترسیل میں کمی پیدا ہورہی ہے جس سے گنے کا زیرکاشت رقبہ کم ہوتا جارہا ہے جسے اب مکئی کی کاشت کے لیے استعمال کیا جارہا ہے۔ کمیٹی نے سال 2015-16 میں 1.14 ملین ہیکٹرز پر 68.03 ملین ٹن گنے کی پیداوار کا ہدف

مقرر کیا ہے۔ گزشتہ سال 1.12 ملین ہیکٹرز پر 63.94 ملین ٹن پیداوار ہوئی تھی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 5 مئی، صفحہ 11)

16 مئی: سندھ چیمبر آف ایگریکلچر (SCA) نے چینی کے موجودہ نرخ دیکھتے ہوئے صوبائی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اگلے سال 16-2015 کے لیے گنے کی امدادی قیمت 250 روپے فی من مقرر کی جائے۔ حیدرآباد میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے SCA (ایس سی اے) کے جنرل سیکریٹری نبی بخش سہتو نے حکومت اور مل مالکان کو یاد دلایا کہ جب چینی کی قیمت کم ہوکر 44 روپے فی کلو ہوئی تو ملوں کا اصرار تھا کہ وہ 155 روپے فی من سے زیادہ قیمت ادانہیں کرسکتے۔ اب چینی کی قیمت 62 روپے فی کلو ہے تو ملوں کو کم از کم 220 روپے فی من گنے کی قیمت ادا کرنی چاہیے۔ (ڈان، 17 مئی، صفحہ 19)

چینی:

10 جون: وفاقی سیکریٹری صنعت عارف عظیم کے مطابق رمضان کے پیش نظر یوٹیلٹی اسٹورز کے لیے تقریباً 50,000 ٹن چینی منڈی سے زائد نرخ پر خریدی گئی ہے۔ جن ملوں سے چینی خریدی گئی ان میں حکمران خاندان کی چوہدری شوگر مل اور جہانگیر خان ترین کی تین شوگر ملیں شامل ہیں۔ (دی نیوز، 11 جون، صفحہ 9)

پھل سبزی

19 مئی: پاکستان چائنہ جوائنٹ چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری (PCJCCI) کے صدر شاہ فیصل آفریدی نے کہا ہے کہ پاکستان سالانہ تقریباً نو ملین ٹن سبزی اور پھل پیدا کرتا ہے جس میں 989,000 ٹن کینو، 438,000 ٹن آم، 525,000 ٹن سیب، 126,000 ٹن امرود شامل ہیں۔ اس کے علاوہ 1.914 ملین ٹن خوبانی، کیلا، انار، انگور، ناشپاتی اور کھجور پیدا کرتا ہے۔ (دی نیوز، 20 مئی، صفحہ 17)

13 جولائی: ایک مضمون کے مطابق کسانوں میں مقبولیت کے بعد ٹنل فارمنگ آخر کار صوبائی حکومتوں کی توجہ مبذول کروانے میں کامیاب ہوگئی ہے۔ سندھ اور بلوچستان کی حکومتیں بھی سبزیوں کی پیداوار میں اضافے کے لیے ٹنل فارمنگ پر کام کررہی ہیں۔ اس حوالے سے پنجاب حکومت نے ترکی کی ایک کمپنی سے تعاون کے معاہدے پر دستخط کیے ہیں۔ (محی الدین عظیم، ڈان، 13 جولائی، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

آم:

6 جون: سندھ کے باغبانی کے تحقیقی ادارے کی جانب سے میر پور خاص میں تین روزہ آم کی نمائش منعقد کی گئی۔ نمائش میں 250 سے زائد اقسام کے 50 اسٹال لگائے گئے۔ نمائش میں وزیر اعلیٰ سندھ کی جانب سے آم کی پیداوار کے حوالے سے منعقد کیے گئے مقابلے میں کامیاب کاشتکاروں کو اعزازات بھی دیے گئے۔ (ڈان، 7 جون، صفحہ 19)

13 جولائی: پاکستان میں باغبانی کا شعبہ عالمی حدت اور موسمی شدت سے بری طرح متاثر ہورہا ہے۔ اس سال اس کا شکار پنجاب میں آم کی فصل ہوئی ہے۔ رحیم یار خان میں 25 فیصد، مظفر گڑھ میں 50 فیصد اور ملتان میں 60 فیصد آم کی پیداوار کم ہونے کا اندیشہ ہے جبکہ سندھ میں صورتحال نسبتاً بہتر ہے جہاں آم کی پیداوار میں 10 فیصد کمی کا خدشہ ہے۔ (اشفاق بخاری، ڈان، 13 جولائی، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

4 اگست: سیکریٹری زراعت پنجاب گلزار حسین شاہ نے سائنسدانوں پر زور دیا ہے کہ وہ مخصوص ذائقہ اور غذائیت کے حامل آم کی اقسام پیدا کریں جو غیر ملکی منڈیوں کے لیے پرکشش ہوں جس سے غیر ملکی زرمبادلہ حاصل ہو۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 5 اگست، صفحہ 11)

کھجور:

17 اگست: کھجور کے تاجروں اور کاشتکاروں کے اندازے کے مطابق 60 سے 75 فیصد فصل جولائی

کے تیسرے ہفتے میں اس وقت بارشوں سے متاثر ہوئی جب فصل کٹائی کے لیے تیار تھی۔ عموماً بارشیں اگست کے مہینے میں ہوا کرتی ہیں جب فصل کی کٹائی ختم ہوچکی ہوتی ہے۔ سندھ میں ضلع خیرپور کھجور کی پیداوار کا 90 فیصد پیدا کرتا ہے جبکہ پانچ فیصد سکھر اور بقیہ پانچ فیصد دیگر علاقوں میں پیدا ہوتی ہے۔ (محمد حسین خان، ڈان، 17 اگست، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

22 اگست: وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے خیرپور میں ساتویں سالانہ کھجور کی نمائش اور سیمنار کا افتتاح کیا جس کا انعقاد مشترکہ طور پر ضلعی انتظامیہ خیرپور، کھجور کے درخت پر مبنی تحقیقی ادارہ (DPRI) اور شاہ عبداللطیف یونیورسٹی کی جانب سے کیا گیا۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ خیرپور کی کھجوروں کی برآمد میں خاطر خواہ اضافہ ہوسکتا ہے اگر اس کی پیکنگ بہتر بنائی جائے۔ (ڈان، 23 اگست، صفحہ 19)

زیتون:

7 اگست: بلوچستان حکومت کی جانب سے کوئٹہ میں منعقد کی گئی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے کہا ہے کہ موجودہ حکومت زراعت اور مال مویشی کے شعبے کی بحالی کے لیے ٹھوس اقدامات کررہی ہے۔ زراعت کے لیے بجٹ جو پہلے صفر تھا آٹھ فیصد کردیا گیا ہے۔ اس موقع پر وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے بلوچستان میں 20,000 زیتون کے پودے لگانے کے بڑے منصوبے کا اعلان کیا جو کسانوں کو مفت فراہم کیے جائیں گے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 8 اگست، صفحہ 9)

انگور:

25 جولائی: پاکستان میں پوٹھوہار کے علاقے سخت گرمیوں کے دوران انگور کی کاشت کے حوالے سے ابھر کر سامنے آئے ہیں۔ اس سال انگور جون میں رمضان کے آغاز میں منڈی میں دستیاب تھے۔ 1980 میں اٹلی اور نارک کے اشتراک سے پاکستان میں انگور کی کاشت کے لیے سروے کیا گیا تھا۔ پوٹھوہار کا علاقہ سروے میں منتخب کیے گئے علاقوں میں سے ایک ہے جہاں سائنسدانوں نے مخصوص اقسام کاشت

کے لیے تجویز کی تھیں۔ (ڈان، 26 جولائی، صفحہ 10)

مرچ:

25 مئی: سندھ میں اس سال مرچ کے زیر کاشت رقبے میں نمایاں اضافے کا امکان ہے۔ نہروں میں پانی کے مناسب بہاؤ کی وجہ سے کسان مرچ کی بوائی درست وقت پر کرپائے ہیں۔ مرچ کے کاشتکار میاں سلیم کے مطابق گزشتہ سال کی نسبت اس سال مرچ کی کاشت دگنی ہوئی ہے۔ (محمد حسین خان، ڈان 25 مئی، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

نقد آور فصلیں

- کپاس

4 مئی: پاکستان کاٹن جنرز ایسوسی ایشن (PCGA) کے مطابق گزشتہ موسم (اپریل تا ستمبر 2014) میں کپاس کی ریکارڈ 14.87 ملین گانٹھوں کی پیداوار ہوئی جو سال 2013 کے مقابلے 11.06 فیصد زیادہ ہے۔ پاکستان نے اس سال 3.1 ملین ہیکٹرز پر بوائی کا ہدف مقرر کیا تھا جو 94 فیصد حاصل کرلیا گیا۔ (دی نیوز، 5 مئی، صفحہ 15)

4 جون: جنوبی پنجاب کے کسانوں نے اس سال کپاس کی امدادی قیمت 3,000 روپے فی من مسترد کردی ہے۔ پنجاب کسان کمیٹی کے جنرل سیکریٹری ملک اقبال نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ کم سے کم امدادی قیمت 4,000 روپے فی من مقرر کی جائے۔ حکومت کی مقرر کردہ قیمت سے پیداواری لاگت بھی پوری نہیں ہوتی۔ (دی نیوز، 5 جون، صفحہ 3)

18 اگست: پارک کے چیئرمین ڈاکٹر افتخار احمد نے اسلام آباد میں کپاس کے جینیاتی وسائل میں پتہ مروڑ بیماری (CLCuV) کے خلاف مزاحمت کے موضوع پر ورکشاپ سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ

پاکستان اور امریکہ کا پتہ مروڑ بیماری کے حوالے سے مشترکہ منصوبہ انتہائی کامیاب مانا جارہا ہے۔ پاکستان کے پانچ کپاس پیدا کرنے والے اضلاع میں 60 سے زیادہ گشتی تعلیمی مراکز میں 2,726 کسانوں کو اس حوالے سے تربیت دی جاچکی ہے۔ اس موقع پر سیکریٹری قومی غذائی تحفظ و تحقیق سیرت اصغر نے کہا کہ سیڈ ایکٹ نجی شعبے کو موقع فراہم کرتا ہے کہ وہ زرعی ترقی کے لیے کام کریں۔ (ڈان، 19 اگست، صفحہ 10)

V۔ تجارت

برآمدات

20 مئی: فیڈریشن آف پاکستان چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹری (FPCCI) کی باغبانی اور زراعت پر قائمہ کمیٹی کے چیئرمین احمد جاوید نے ایک بیان میں کہا ہے کہ چاول، گندم، چینی اور کپاس کی نامناسب قیمتوں کی وجہ مداخل پر عائد بھاری محصولات ہیں جس کی وجہ سے یہ اشیاء بیرونی منڈی میں مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ پاکستان نے جولائی تا مارچ 15-2014 کے دوران 3,009,574 ٹن چاول برآمد کیا جس سے 1.57 بلین ڈالرز حاصل ہوئے جبکہ 14-2013 کے دوران 2,970,319 ٹن چاول کی برآمد سے 1.667 بلین ڈالرز حاصل ہوئے تھے۔ (دی نیوز، 21 مئی، صفحہ 17)

9 جون: وزارت تجارت نے درآمد شدہ ویپر ہیٹ ٹریٹمنٹ (VHT) پلانٹ پارک کے زیر انتظام پارک ایگروٹیک کمپنی (PATCO) کو لیز پر دینے کا فیصلہ کیا ہے جس کے لیے وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق زمین فراہم کرے گی۔ (ڈان، 10 جون، صفحہ 10)

6 اگست: پنجاب کے صوبائی وزیر برائے مواصلات و تعمیرات تنویر اسلم نے کہا ہے کہ دیہات میں سڑکوں کی تعمیر کا منصوبہ ملک میں اس قسم کا سب سے بڑا منصوبہ ہے جس میں 15,000 کلومیٹر طویل سڑکوں کی مرمت و تزئین نو اور 5,000 کلومیٹر طویل نئی سڑکیں تعمیر ہوں گی۔ ان سڑکوں سے دیہات قومی شاہراؤں

سے منسلک ہوں گے جو کسانوں کو منڈی تک رسائی فراہم کریں گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 7 اگست، صفحہ 5)

- چینی

8 مئی: قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے صنعت و پیداوار نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا ہے کہ چینی پر دو بلین روپے زرتلافی دینے کے معاملے کو قومی احتساب بیورو کو بھیجا جائے۔ ایڈیشنل سیکریٹری تجارت اظہر چوہدری نے انکشاف کیا تھا کہ چینی مل مالکان نے 4,966 زرتلافی کے دعوے جمع کرائے ہیں جس پر ابھی کوئی رقم تقسیم نہیں کی گئی ہے۔ پیپلز پارٹی نے اپنے دور حکومت میں 500,000 ٹن چینی کی برآمد پر زرتلافی دی تھی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 9 مئی، صفحہ 11)

1 جون: ایک مضمون کے مطابق قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی نے تین سال پرانا چینی پر زرتلافی دینے کا مقدمہ قومی احتساب بیورو کو بھیج دیا ہے۔ کمیٹی، جس کی صدارت پی ٹی آئی کے اسد عمر کر رہے تھے، نے کہا ہے کہ چینی پر زرتلافی غیر ضروری تھی کیونکہ اس سے مل مالکان کو فائدہ پہنچایا گیا کسانوں کو نہیں۔ (اشفاق بخاری، ڈان، 1 جون، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

3 جولائی: وزیر تجارت خرم دستگیر نے پاکستان شوگر ملز ایسوسی ایشن کو ہدایت کی ہے کہ وہ چینی کی قیمت متوازن رکھنے کے لیے اس کی ترسیل میں اضافہ کرے۔ انہوں نے مزید کہا کہ حکومت ایسے اقدامات کر رہی ہے جن سے صارفین کو چینی مناسب قیمت پر دستیاب ہو۔ (ڈان، 4 جولائی، صفحہ 10)

23 مئی: FPCCI (ایف پی سی سی آئی) نے حکومت کو تجویز دی ہے کہ باغبانی کے شعبے سے تعلق رکھنے والے صنعتکاروں کی مشاورت سے باغبانی سے متعلق برآمدات کے لیے ٹیکسٹائل پالیسی کی طرز پر پالیسی بنائی جائے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 24 مئی، صفحہ 11)

- گندم

30 مئی: سندھ اور پنجاب حکومت نے وفاق سے کہا ہے کہ گندم کی برآمد پر زرتلافی کی انتہائی تاریخ میں اضافہ کیا جائے جو 15 مئی کو ختم ہورہی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 24 مئی، صفحہ 11)

6 جون: کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی نے گندم برآمد کرنے کے لیے دی گئی انتہائی تاریخ میں 31 جولائی تک توسیع کردی ہے۔ کمیٹی نے بل ترتیب 400,000 اور 800,000 ٹن گندم کی برآمد پر سندھ کو 45 ڈالرز اور پنجاب کو 55 ڈالرز فی ٹن زرتلافی دینے کی اجازت دی تھی۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 7 جون، صفحہ 10)

7 اگست: پنجاب اور سندھ کی اضافی گندم برآمد کرنے میں ناکامی کے بعد وفاقی حکومت گندم یوٹیلٹی اسٹورز پر رعایتی نرخ پر فروخت کرنے پر غور کررہی ہے۔ یہ تجویز وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے صوبوں کو دی ہے۔ وزارت نے یہ بھی تجویز دی ہے کہ بی آئی ایس پی کے تحت نقد رقم کے بجائے گندم دے دی جائے اور نقد رقم براہ راست صوبائی حکومت کو دے دی جائے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 8 اگست، صفحہ 11)

12 اگست: کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی نے وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق کی تجویز پر ملک میں موجود اضافی گندم برآمد کرنے کی انتہائی تاریخ میں 30 ستمبر 2015 تک توسیع کردی ہے۔ (ڈان، 13 اگست، صفحہ 10)

- چاول

6 مئی: REAP (ریپ) کے چیئرمین رفیق سلیمان نے کہا ہے کہ پاکستانی چاول کی امریکی منڈی میں مزید کھپت کی گنجائش موجود ہے۔ پاکستان سالانہ 20,000 سے 25,000 ٹن چاول امریکہ برآمد کرتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 7 مئی، صفحہ 11)

12 مئی: گندم، آلو اور کپاس کے ساتھ ساتھ چاول کی بھی بلند پیداواری لاگت اس کی عالمی منڈی میں فروخت میں رکاوٹ بن رہی ہے۔ اس وقت کاشتکاروں اور برآمد کنندگان کے پاس پانچ ملین ٹن باسمتی اور اتنی ہی مقدار میں اری-6 چاول موجود ہے لیکن عالمی منڈی میں ان کا خریدار ملنا مشکل ہے کیونکہ پاکستانی چاول کی قیمت بھارت اور دیگر ممالک کے چاول سے زیادہ ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 13 مئی، صفحہ 11)

23 جون: سال 15-2014 میں چاول کی ریکارڈ 7.003 ملین ٹن پیداوار ہوئی جو گزشتہ سال کے مقابلے تین فیصد زیادہ ہے۔ پاکستان میں چاول کی سالانہ طلب تین ملین ٹن ہے جبکہ بقیہ چاول برآمد کردیا جاتا ہے۔ لیکن رواں سال چاول کی برآمد جو گزشتہ کئی سالوں سے دو بلین ڈالرز سالانہ چلی آرہی تھی کم ہوکر 1.5 بلین ڈالرز ہوگئی جس کی وجہ عالمی منڈی میں چاول اور دیگر اجناس کی قیمتوں میں ہونے والی کمی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 24 جون، صفحہ 11)

21 جولائی: ریپ کے اراکین نے مطالبہ کیا ہے سرکاری حکام کو ملک میں چاول کی قیمت مقرر نے اور نظرثانی کے لیے بورڈ قائم کرنا چاہیے۔ موثر بورڈ نہ ہونے کی وجہ سے کسان اور برآمد کنندگان مسائل کا شکار ہیں۔ ملک میں تقریباً چھ ملین ٹن چاول کا ذخیرہ ہے جسے قیمت زیادہ ہونے کی وجہ سے عالمی منڈی میں برآمد نہیں کیا جاسکتا۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 22 جولائی، صفحہ 10)

24 جولائی: ریپ کے مطابق حالیہ بارشیں چاول کی فصل کو بہت نقصان پہنچاسکتی ہیں جس کے نتیجے میں برآمدات میں مزید کمی ہوسکتی ہے۔ پاکستان کی چاول کی برآمد پہلے ہی مشکلات کا شکار ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 25 جولائی، صفحہ 10)

- باغبانی رپھل سبزی

5 مئی: ایف پی سی سی آئی کے باغبانی اور زرعی پیداوار کے چیئرمین احمد جاوید نے کہا ہے کہ پاکستان کا

عالمی باغبانی سے متعلق برآمدات میں حصہ صرف 0.3 فیصد ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان برآمدات کو سات بلین ڈالرز تک بڑھایا جاسکتا ہے لیکن اس کے لیے ضروری بنیادی ڈھانچے کے قیام اور تحقیق و ترقی کی ضرورت ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 6 مئی، صفحہ 11)

آم:

23 مئی: پاکستان دنیا میں آم پیدا کرنے والا چھٹا بڑا ملک ہے جو باآسانی آم کی برآمدات 80 ملین ڈالرز تک بڑھا سکتا ہے۔ اس وقت آم کی برآمدات 60.7 ملین ڈالرز ہے۔ محمد علی جناح یونیورسٹی (MAJU) کے بزنس پروفیسر ڈاکٹر رضوان الحسن نے اپنی رپورٹ میں نشاندہی کی ہے کہ کچھ منافع بخش منڈیوں سے مخصوص معیارات کی وجہ سے اب تک فائدہ نہیں اٹھایا جاسکا ہے۔ (دی نیوز، 24 مئی، صفحہ 19)

31 مئی: عالمی منڈی میں پاکستانی آم اپنی خوشبو، ذائقے اور غذائیت کے اعتبار سے جانا جاتا ہے۔ پاکستان میں سالانہ 1.8 ملین ٹن آم پیدا ہوتا ہے جس میں پنجاب کا حصہ 64 فیصد، سندھ کا 35 فیصد اور خیبر پختون خواہ کا ایک فیصد ہے۔ حکومت اس سال 120,000 ٹن آم برآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو پچھلے سال کے مقابلے 30 فیصد زیادہ ہے۔ (ہارون اکرم گل، دی نیوز، 31 مئی، صفحہ III)

26 جون: وزارت تجارت کے اعلیٰ حکام کے مطابق حال ہی میں وزارت اور امریکی حکام کے درمیان آم کی امریکہ برآمد کے حوالے سے جنرلائزڈ سسٹم آف پریفرنس (GSP) پر بات چیت ہوئی ہے اور امکان ہے کہ امریکہ آم کی درآمد پر عائد 10 فیصد محصول ختم کردے گا۔ اب تک تقریباً 200 ٹن آم امریکہ برآمد کیے جاچکے ہیں جو وہاں مختلف شہروں میں 3.5 ڈالرز فی کلو پر دستیاب ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 27 جون، صفحہ 11)

4 جولائی: پاکستان فروٹ اینڈ ویجیٹبل ایکسپورٹرز امپورٹرز اینڈ مرچنٹز ایسوسی ایشن (PFVA) کے چیئرمین

وحید احمد کے مطابق پنجاب میں موسمی تبدیلی کی وجہ سے تقریباً 70 فیصد آم کی فصل متاثر ہوئی ہے جس کے نتیجے میں اس سال کے ایک ملین ٹن کے برآمدی ہدف کا حصول بھی خطرے میں ہے۔ (ڈان، 5 جولائی، صفحہ 10)

6 جولائی: وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق اور ایف پی سی سی آئی نے اس خدشے کو رد کردیا ہے کہ آم کی کم پیداوار سے اس کی برآمد پر کوئی فرق پڑے گا جیسا کہ برآمد کنندگان دعوی کررہے ہیں۔ برآمدی ہدف کل پیداوار کے ایک فیصد پر مشتمل ہے، پیداوار میں کمی سے اس پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 7 جولائی، صفحہ 10)

9 جولائی: آسٹریلیا نے پاکستان سے آم کی درآمد پر گزشتہ سال عائد کی گئی پابندی اٹھالی ہے۔ اب آم بھاپ سے عملکاری (ہاٹ واٹر ٹریٹمنٹ) اور شعاع ریزی (اریڈی ایشن) کے عمل سے گزرنے کے بعد آسٹریلیا برآمد کیے جاسکیں گے۔ (ڈان، 10 جولائی، صفحہ 10)

24 جولائی: ڈپارٹمنٹ آف پلانٹ پروٹیکشن (DPP) نے کہا ہے کہ آم کی تین کھیپ روک لیے جانے کے باوجود یورپی یونین پاکستانی آم کی درآمد پر پابندی عائد نہیں کرے گا۔ یورپی یونین نے حکومتی اداروں اور برآمد کنندگان سے مزاکرات کے بعد پابندی میں نرمی کردی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 25 جولائی، صفحہ 11)

- حلال اشیاء

10 اگست: حکومت نے زیر التواء پاکستان حلال اتھارٹی کا بل قومی اسمبلی میں پیش کردیا ہے۔ مجوزہ اتھارٹی وفاقی سطح پر پہلا قانونی ادارہ ہوگا جو حلال شعبے کے معاملات دیکھے گا۔ مشترکہ مفادات کونسل نے 18 مارچ کے اجلاس میں اس اتھارٹی کے قیام کی منظوری دی تھی۔ اس وقت پنجاب واحد صوبہ ہے جس

کے پاس اپنی پنجاب حلال ڈیولپمنٹ ایجنسی (PHDA) موجود ہے۔ (اشفاق بخاری، ڈان، 10 اگست، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

- گھی تیل

10 جولائی: فیڈرل بورڈ آف ریونیو (FBR) نے افغانستان اور وسط ایشیا کے لیے گھی اور خوردنی تیل کے برآمدی کوٹے میں اضافہ کرکے 1,000 ٹن ماہانہ کردیا ہے۔ کوٹے میں یہ اضافہ محصولات میں چھوٹ کی اسکیم کے تحت کیا گیا۔ (ڈان، 11 جولائی، صفحہ 11)

درآمدات

3 جون: ملک میں گندم، چاول اور دیگر زرعی اجناس کے اضافی ذخائر کی موجودگی کی وجہ سے امکان ہے کہ حکومت بجٹ 16-2015 میں ان اشیاء کی درآمد پر 15 سے 30 فیصد محصول عائد کرے۔ (ڈان، 4 جون، صفحہ 10)

- گندم

22 جون: وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے ملک میں گندم کے اضافی ذخائر کی موجودگی میں اس کی درآمد کی حوصلہ شکنی کے لیے 50 فیصد درآمدی محصول عائد کرنے کی سفارش کی ہے۔ اس سے پہلے گندم کی درآمد پر 25 فیصد محصول عائد تھا جسے حال ہی میں بڑھا کر 40 فیصد کردیا گیا تھا۔ وزارت کی جانب سے اب مزید اضافے کے لیے تجویز باضابطہ طور پر کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی کو بھیجی گئی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 23 جون، صفحہ 11)

- خشک دودھ

21 مئی: پاکستان ڈیری ایسوی ایشن (PDA) نے سیکریٹری قومی غذائی تحفظ و تحقیق سیرت اصغر کو لکھے

گئے ایک خط میں خشک دودھ کی درآمد پر اضافی محصول عائد کرنے کی مخالفت کی ہے۔حکومت اگلے بجٹ میں درآمدی خشک دودھ پر محصول میں اضافے کی منصوبہ بندی کررہی ہے تاکہ ملکی ڈیری شعبے کو استحکام دیا جاسکے۔ (دی نیوز، 22 مئی، صفحہ 15)

3 مئی: دنیا میں سب سے زیادہ دودھ پیدا کرنے والے ممالک میں شامل پاکستان میں گزشتہ دس سالوں میں خشک دودھ کی درآمد بہت بڑھ گئی ہے جس کی وجہ سے ملکی ڈیری شعبہ متاثر ہورہا ہے۔ پاکستان نے 2013 میں تقریباً 70.7 ملین ڈالرز کا 22 ملین کلوگرام خشک دودھ درآمد کیا۔ بھارت نے خشک دودھ کی درآمد پر 68 فیصد اور ترکی نے 180 فیصد محصول عائد کررکھا ہے جبکہ پاکستان میں درآمدی محصول کی شرح ساؤتھ ایشین ایسوسی ایشن فار ریجنل کوپریشن (SAARC) ممالک کے لیے 20 فیصد اور باقی ممالک کے لیے 25 فیصد ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 4 مئی، صفحہ 11)

2 جون: پی کے آئی نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت ہر قسم کے خشک دودھ کی درآمد پر بھاری محصول عائد کرے۔ درآمدی خشک دودھ کی وجہ سے تجارتی صارفین کسانوں کو دودھ کی جائز قیمت نہیں دے رہے۔ مال مویشیوں کا ملکی زراعت میں 55 فیصد حصہ ہے اور لاکھوں بے زمین کسانوں کی آمدنی کا دارومدار دودھ پر ہے۔ (ڈان، 3 جون، صفحہ 2)

18 جون: وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ و تحقیق سکندر حیات بوسن اور وفاقی وزیر دفاعی پیداوار رعنا تنویر حسین نے وزیر خزانہ سے ملاقات میں زور دیا ہے کہ خشک دودھ کی درآمد پر موجودہ 20 فیصد محصول میں اضافہ کرکے 60 فیصد کیا جائے جس پر وزیر خزانہ نے ہچکچاہٹ کا مظاہر کرتے ہوئے کوئی رائے نہیں دی۔ سکندر حیات بوسن نے معاملے کو وزیر اعظم کے سامنے اٹھانے کا عندیہ دیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 19 جون، صفحہ 11)

- چینی

23 جون: وزارت صنعت و پیداوار کے حکام کے مطابق چینی کی ملوں نے نہ صرف مقامی منڈی میں چینی کی قیمت میں اضافہ کیا بلکہ حکومت کو بھی قائل کرلیا کہ وہ چینی کی درآمد پر محصولات میں اضافہ کرے جس سے درآمدی چینی کے علاوہ ملک میں تیار ہونے والی چینی کی قیمت میں بھی اضافہ ہوا۔ یاد رہے کہ رمضان کے آغاز سے ہی چینی کی قیمت 55 تا 58 روپے فی کلو سے بڑھ کر 61.57 روپے فی کلو تک پہنچ گئی تھی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 24 جون، صفحہ 10)

15 جولائی: کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری (KCCI) کے صدر افتخار احمد وہرہ نے حکومت سے درخواست کی ہے کہ چینی کی درآمد پر عائد محصول میں کیا گیا 100 فیصد اضافہ فوری واپس لیا جائے۔ اقتصادی رابطہ کمیٹی کا چینی پر درآمدی محصول 20 فیصد سے 40 فیصد کرنے کا غیر منصفانہ فیصلہ عالمی منڈی میں چینی کی قیمت کم ہونے کے باوجود کیا گیا جبکہ پاکستان میں چینی کی قیمت زیادہ ہے۔ (ڈان، 16 جولائی، صفحہ 10)

- دالیں

9 مئی: ادارہ شماریات پاکستان کے اعداد و شمار کے مطابق جولائی 2014 سے مارچ 2015 کے دوران مجموعی طور پر دالوں کی درآمد 37 فیصد اضافے سے 479,063 ٹن ہوگئی ہے جس کی مالیت 284 ملین ڈالرز بنتی ہے۔ (ڈان، 10 مئی، صفحہ 11)

- چائے

5 مئی: پاکستان ٹی ایسوسی ایشن (PTA) کے چیئرمین خالد پوری کے مطابق افغانستان پاکستان ٹرانزٹ ٹریڈ ایگریمنٹ (APTTA) کے ذریعے چائے کی اسمگلنگ سے خزانے کو 12 بلین روپے کا نقصان ہوتا ہے۔ چائے کی اسمگلنگ روکنے اور اسے قانونی طریقے سے درآمد کرنے کے لیے درآمد اور فروخت پر

عائد محصولات میں کمی کی جائے۔ (دی نیوز، 6 مئی، صفحہ 17)

اگری بزنس

13 مئی: آسٹریلین سینٹر فار انٹرنیشنل اگری کلچرل ریسرچ (ACIAR) کے پاکستان میں جنرل منیجر ڈاکٹر پیٹر ہارن (Peter Horne) نے زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے وائس چانسلر ڈاکٹر اقرار احمد خان سے ملاقات میں اگری ویلیو چین (یعنی اشیاء یا خدمات کی پیداوار اور تیاری کے لیے دیگر کاروائیاں) میں تحقیق پر تعاون کے منصوبے پر بات چیت کے دوران بنیادی زرعی شعبوں میں آسٹریلوی علم اور مہارت فراہم کرنے کی پیش کش کی ہے۔ (ڈان، 14 مئی، صفحہ 10)

20 مئی: محکمہ منصوبہ بندی و ترقی بلوچستان نے زیارت اور قلات اضلاع میں سیب کی درجہ بندی اور اسے پیک کرنے کے 50 ملین روپے مالیت کے منصوبے کا اعلان کیا ہے۔ اس کے علاوہ 50 ملین روپے مالیت کے ٹماٹر کے گودے کا پلانٹ اور 70 ملین روپے سے زیتون کی پیداوار کو فروغ دینے کے منصوبے کا بھی اعلان کیا۔ (ڈان، 21 مئی، صفحہ 10)

2 جون: لاہور میں محکمہ زراعت پنجاب اور ترکی کی کونیا سیکر (Konya Seker) کمپنی نے زراعت میں سرمایہ کاری اور تعاون کے لیے پانچ شعبوں کی نشاندہی کی ہے جن میں قطرہ قطرہ آبپاشی، تصدیق شدہ معیاری بیجوں کی دستیابی، آم، امرود اور آلو کی ویلیو ایڈیشن (قدر میں اضافے) کے علاوہ زراعت میں شمسی توانائی اور بایوگیس کا فروغ شامل ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 3 جون، صفحہ 11)

VI۔ کارپوریٹ شعبہ

غذائی کمپنیاں

12 اگست: پنجاب حکومت نے فوڈ اتھارٹی ترمیمی آرڈننس 2015 نافذ کردیا ہے جس میں غیر معیاری غذائی اشیاء کی تیاری اور فروخت پر سخت سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔ قانون کے تحت حکومت ہوٹلوں کو ان کے معیار کے مطابق سند جاری کرے گی جسے نمایاں جگہ پر آویزاں کرنا لازم ہوگا۔ (ڈان، 13 اگست، صفحہ 2)

- نیسلے

22 مئی: نیسلے کے مینجنگ ڈائریکٹر مگدی بتاتو (Magdi Batato) نے لاہور میں نیشنل بینک کے صدر احمد اشرف کے ساتھ وزیر اعظم یوتھ بزنس لون (PMYBL) پروگرام میں اشتراک کے لیے مفاہمت کی یادداشت پر دستخط کیے ہیں۔ معاہدے کے تحت نیسلے کو دودھ فروخت کرنے والے جن کی عمر 21 سے 45 سال کے درمیان ہوں اور قرض ادا کرنے کے معاملے میں قابل اعتماد ہوں نیشنل بینک کو قرض کے لیے درخواست دے سکتے ہیں۔ ان ڈیری فارمرز کو نیسلے کمپنی دودھ کی زیادہ پیداوار حاصل کرنے اور معیار برقرار رکھنے پر تربیت دے گی۔ (دی نیوز، 23 مئی، صفحہ 17)

26 جون: نیسلے پاکستان نے کراچی میں گرمی سے متاثرہ افراد کے لیے قائم طبی مراکز میں تقسیم کرنے کے لیے 80,000 لیٹر پانی نیشنل ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (NDMA) کو فراہم کیا ہے۔ شہر میں ایسے چار مراکز پاکستان فوج اور دس پاکستان رینجرز نے قائم کیے ہیں۔ (ڈان، 27 جون، صفحہ 11)

26 اگست: ایک خبر کے مطابق رواں سال کے ابتدائی چھ ماہ میں نیسلے پاکستان کے منافع میں 28.6 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ (ڈان، 27 اگست، صفحہ 11)

خوردہ فروش کمپنیاں

- میٹ ون

3 جون: کراچی میں گزشتہ کچھ سالوں میں بہترین کاروبار حاصل کرنے کے بعد گوشت کی خوردہ فروش کمپنی میٹ ون نے ملک بھر میں گوشت کی منڈی میں قدم جمانے کے لیے کراچی اسٹاک ایکسچینج (KSE) میں کمپنیوں کی فہرست میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 4 جون، صفحہ 11)

- میٹرو حبیب کیش اینڈ کیری

25 جون: میٹرو حبیب کیش اینڈ کیری، جو جرمن تھوک فروش کمپنی کیش اینڈ کیری کی ذیلی کمپنی ہے، نے پاکستان کے چھوٹے شہروں میں (سیٹلائٹ) اسٹورز کھولنے کا آغاز کردیا ہے تاکہ کمپنی 42 بلین ڈالرز سالانہ کی ملکی منڈی میں قدم جما سکے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 26 جون، صفحہ 11)

کھاد کمپنیاں

16 اگست: NDFC (این ڈی ایف سی) کی ایک رپورٹ کے مطابق رواں سال ابتدائی چھ ماہ میں ملک میں کھاد کی پیداوار 13 فیصد اضافے کے بعد 3.5 ملین ٹن ہوگئی ہے۔ (ڈان، 17 اگست، صفحہ 3، امیجز)

- اینگرو فرٹیلائزر

10 اگست: ایک خبر کے مطابق رواں سال کے ابتدائی چھ ماہ میں اینگرو فرٹیلائزر کی آمدنی 7.1 بلین ہوگئی جو گزشتہ سال کے مقابلے 111 فیصد زیادہ ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 11 اگست، صفحہ 11)

- فاطمہ فرٹیلائزر

30 اپریل: ایک خبر کے مطابق 2015 کے ابتدائی چار ماہ میں یوریا کی قیمتوں میں اضافے اور سود کی شرح میں کمی کی وجہ سے فاطمہ فرٹیلائزر کے منافع میں 50 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 1

مئی، صفحہ 11)

- فوجی فرٹیلائزر

4 مئی: ایک مضمون کے مطابق فوجی فرٹیلائزر بن قاسم ملک میں ڈی اے پی بنانے والی واحد کمپنی ہے جو ڈی اے پی کی 46 فیصد طلب کو پورا کرتی ہے۔ کمپنی نے اب فیصلہ کیا ہے کہ وہ گوشت سے لے کر ڈیری مصنوعات تک نئے شعبوں میں سرمائے کاری کرے گی۔ گیس کی کمی کی وجہ سے کمپنی کو نقصان سے بچانے کے لیے نئے شعبوں کا انتخاب کیا گیا ہے۔ (دلاور حسین، ڈان، 4 مئی، صفحہ 3، بزنس اینڈ فنانس)

- تمباکو کی کمپنیاں

15 مئی: وفاقی وزیر برائے نیشنل ہیلتھ سروسز سائرہ افضل تارڑ سے ملاقات کے دوران تمباکو کاشت کرنے والوں، صنعت کاروں اور متعلقہ دیگر افراد نے سگریٹ کے ڈبے پر تمباکو نوشی کے خلاف تصویر شائع کرنے پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ وزارت صحت نے 11 فروری، 2015 کو اعلان کیا تھا کہ سگریٹ کے ڈبے پر تمباکو نوشی کے خلاف تصویر کو ڈبے کے 40 فیصد حصے سے بڑھا کر 85 فیصد حصے تک کردیا جائے۔ (ڈان، 16 مئی، صفحہ 4)

30 مئی: تمباکو نوشی کے خلاف عالمی دن کے موقع پر اسلام آباد پریس کلب پر شہریوں کی بڑی تعداد جمع ہوئی اور وزارت صحت کی جانب سے سگریٹ کمپنیوں کو سگریٹ کے ڈبے پر تصویری انتباہ کو بڑا کرکے ڈبے کے 80 فیصد حصے پر چھاپنے کے لیے مزید مہلت دینے پر احتجاج کیا۔ (ڈان، 31 مئی، صفحہ 4)

VII۔ مال مویشی، ماہی گیری اور مرغبانی

مال مویشی

26 مئی: ڈائریکٹر جنرل سندھ بورڈ آف انوسٹمنٹ (SBI) محمد ریاض الدین نے کہا ہے کہ وہ لائیو

اسٹاک، ڈیری، فشری ایگریکلچر (Livestock, Dairy, Fishery Agriculture) نمائش 2015 منعقد کرانے جارہے ہیں جس میں بین الاقوامی کمپنیاں اور ماہرین ان شعبوں میں جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کے بارے میں آگاہ کرینگے۔ انھوں نے مزید کہا کہ ملک کی معیشت کا بڑا حصہ بالواسطہ یا بلاواسطہ زراعت پر منحصر ہے۔ ملک کی 45 فیصد افرادی قوت زراعت سے جڑی ہوئی ہے جس کا مجموعی قومی پیداوار میں 21 فیصد حصہ ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 27 مئی، صفحہ 10)

27 مئی: ایک خبر کے مطابق پاکستان بھر میں کسان شدید بارشوں اور سردی کے طویل موسمی اثرات سے پریشان ہیں۔ بھاری قرضوں اور موسمی تبدیلی سے فصلوں کی تباہی نے کسانوں کو مجبور کردیا ہے کہ وہ اب مال مویشی اور مرغبانی کی طرف توجہ دیں۔ (ڈان، 28 مئی، صفحہ 11)

4 جون: محکمہ لائیو اسٹاک اینڈ ڈیری ڈیولپمنٹ پنجاب نے غیر قانونی مذبح خانے سے 3,200 کلوگرام گوشت ضبط کر کے مذبح خانے کو سیل کردیا اور تین ملزمان کو گرفتار کرلیا ہے۔ محکمہ کا کہنا ہے کہ غیر قانونی مذبح خانے سے مردہ اور بیمار جانوروں کا گوشت فروخت کیا جاتا تھا۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 5 جون، صفحہ 5)

16 اگست: ایک حالیہ تحقیق کے مطابق صوبہ پنجاب میں مال مویشوں کی تعداد میں 40 فیصد کمی آئی ہے اور کچھ علاقوں میں یہ شرح 50 فیصد ہے۔ اس مسئلے کے پیش نظر پنجاب حکومت نے ضلعی سطح پر ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو مادہ جانوروں کے ذبح کی ممانعت کے بارے میں کسانوں اور مذبح خانوں کے منتظمین کو آگاہ کرے گی۔ (ڈان، 17 اگست، صفحہ 4، امیجز)

ڈیری:

30 اپریل: FBR (ایف بی آر) نے مالی سال 16-2015 کے لیے مجوزہ ٹیکس پالیسی میں ڈیری کی صنعت کو ٹیکس سے مستثنٰی صنعتوں کی فہرست سے نکال دیا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اس اقدام سے دودھ

کی قیمت چھ روپے فی لیٹر بڑھے گی اور فروخت میں 20 فیصد کمی واقع ہوگی اور ملک میں اس صنعت سے وابستہ 600,000 افراد متاثر ہونگے۔ (دی نیوز، 1 مئی، صفحہ 15)

11 مئی: ایک مضمون کے مطابق سرکاری اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ ملک میں ڈیری فارموں کی تعداد میں تیزی سے کمی ہوتی جارہی ہے۔ سال 1996 میں ڈیری فارموں کی تعداد 11.5 ملین تھی جو 3.5 ملین کم ہوکراب صرف آٹھ ملین رہ گئی ہے۔ (پرویز اشفاق رانا، ڈان، 11 مئی، صفحہ 3، بزنس اینڈ فنانس)

8 جون: ایک مضمون میں رائٹرز کی رپورٹ کے حوالے سے لکھا ہے کہ خیبر پختون خواہ اور پنجاب میں شہروں کے گرد مویشیوں کے باڑوں میں اضافہ اس بات کا ثبوت ہے کہ کسان کاشتکاری سے اپنا گزر بسر نہیں کر پارہے ہیں۔ بڑھتے ہوئے قرضوں کی ادائیگی اور ہر سال موسمی تبدیلی کے اثرات سے متاثرہ کسان کاشتکاری چھوڑ کر دوسرے قابل اعتماد ذرائع آمدنی کی طرف متوجہ ہورہے ہیں۔ (اشفاق بخاری، 8 جون، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

23 جون: حیدرآباد میں دودھ فروشان ویلفیئر ایسوسی ایشن نے پریس کانفرنس کے دوران کہا ہے کہ ضلعی انتظامیہ نے 15 جون کو خوردہ فروشوں کو اعتماد میں لیے بغیر دودھ اور دہی کی قیمت بل ترتیب 74 روپے اور 85 روپے فی لیٹر مقرر کردی۔ دودھ فروشوں کا کہنا ہے کہ ایک لیٹر دودھ کی تھوک قیمت 74 روپے فی لیٹر ہے، یہ ناممکن ہے کہ دکاندار مقرر کی گئی قیمت پر دودھ فروخت کریں لیکن ضلعی انتظامیہ نئی قیمت پر دودھ فروخت کرنے پر مجبور کررہی ہے اور خلاف ورزی پر جرمانہ اور حراساں کیا جارہا ہے۔ (ڈان، 24 جون، صفحہ 19)

ماہی گیری

8 جون: جامعہ کراچی کے شعبہ میرین بیالوجی میں منعقد پروگرام میں مقررین نے کہا کہ 90 کی دہائی

میں 350,000 ٹن مچھلی کا شکار ہوتا تھا جو سال 14-2013 تک کم ہوکر 150,000 ٹن ہوگیا ہے۔ اس کے باوجود مچھلی کی برآمد میں اضافہ ہوا ہے۔ مچھلی کی برآمدات سال 2-2001 میں 100,000 ڈالرز تھی جو 14-2013 میں بڑھ کر 360,000 ڈالرز ہوگئی ہے۔ (ڈان، 9 جون، صفحہ 18)

18 جون: ورلڈ وائڈ فنڈ فار نیچر پاکستان (WWF-P) کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستانی مچھیرے مسلسل ممنوعہ جال (Gill nets) کا استعمال کررہے ہیں۔ یہ جال اقوام متحدہ کی طرف سے کافی عرصے پہلے ہی ممنوع قرار دے دیے گئے ہیں۔ اس جال کے استعمال سے ہر سال تقریباً بارہ ہزار ڈولفن مچھلیاں مرجاتی ہیں۔ اگر یہ ہی حالات رہے تو جلد ہی ڈولفن کی نسل ناپید ہوجائے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 19 جون، صفحہ 6)

7 اگست: ایک خبر کے مطابق بھارت نے نو پاکستانی ماہی گیروں کو رہا کردیا جو گزشتہ دو سالوں سے بھارتی جیلوں میں قید تھے جبکہ پاکستان نے 163 بھارتی ماہی گیروں کو رہا کیا۔ (ڈان، 8 اگست، صفحہ 5)

VIII۔ ماحول

27 مئی: سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان (SECP) نے Pak-EPA (پاک۔ ای پی اے) کو کلین ڈیولپمنٹ فنڈ (CDF) قائم کرنے کا لائسنس جاری کیا ہے۔ حکومت نے CDF (سی ڈی ایف) کے لیے ابتدائی طور پر پانچ ملین روپے فراہم کیے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 28 مئی، صفحہ 4)

7 جون: پاکستان نے انٹرنیشنل یونین فار کنزرویشن آف نیچر (IUCN) کو یقین دہانی کرائی ہے کہ پاکستان چین اقتصادی راہداری میں پائیدار معاشی اور ماحولیاتی قوانین کو مدنظر رکھا جائے گا۔ (ڈان، 8 جون، صفحہ 4)

19 جون: سندھ انوائرمنٹل پروٹیکشن ایجنسی (SEPA) نے کراچی کے ساحل پر دو ایٹمی بجلی گھر بنانے کی منظوری دے دی ہے۔ یہ بجلی گھر پاکستان اٹامک انرجی کمیشن (PAEC) چینی کمپنی کے اشتراک سے تعمیر کررہی ہے۔ (ڈان، 20 جون، صفحہ 16)

20 اگست: ایک خبر کے مطابق سول سوسائٹی نے کراچی میں دو ایٹمی بجلی گھروں کی تعمیر کو شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا ہے کہ وہ اس کے خلاف عدالت سے رجوع کریں گے۔ ایٹمی بجلی گھروں کی تعمیر سے ماحولیات پر منفی اثرات مرتب ہونگے۔ (ڈان، 21 اگست، صفحہ 17)

زمین

- دلدلی زمین

9 اگست: ایک مضمون کے مطابق پاکستان کی دلدلی زمین (Wet Land) رہائشی کالونیوں، زرعی زمین کی وسعت اور بڑھتی آبادی کی وجہ سے ختم ہوتی جارہی ہے۔ پاکستان میں 225 مقامات پر دلدلی زمین موجود ہے ان میں 19 رامسر کنونشن (Ramsar Convention) کی نامزد کردہ ہیں۔ دلدلی زمین سیلاب سے ہونے والی تباہی کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ایسی زمین سیلابی پانی کو اپنے اندر جذب کر کے بہاؤ اور زمینی کٹاؤ کو کم کرتی ہے۔ (رینا سعید خان، ڈان، 9 اگست، صفحہ 4، امیجز)

- فضلہ

8 مئی: پاک۔ ای پی اے کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر محمد خورشید خان نے کہا ہے کہ ادارہ ہسپتالوں اور صنعتوں کے فضلے کو جدید طریقے سے ٹھکانے لگانے کے لیے کام کر رہا ہے۔ اس حوالے سے مالی مدد کے لیے جرمن کمپنی سے بات چیت جاری ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 9 مئی، صفحہ 4)

30 مئی: پاک-ای پی اے نے اسلام آباد میں ہسپتال کے مضر صحت فضلے کو عام کچرے کے ساتھ جمع کرنے پر فضلہ جمع کرنے والی دو کمپنیوں کے لائسنس منسوخ کردئے ہیں اور دیگر دو کمپنیوں کو تنبیہ کی گئی ہے۔ (ڈان، 31 مئی، صفحہ 4)

1 جون: اسلام آباد ہائی کورٹ دارالحکومت میں فضلہ ٹھکانے لگانے کے نظام سے مطمئن نہیں ہے۔ ماحولیات کے ماہر وکیل ڈاکٹر پرویز حسن کی سربراہی میں ہائی کورٹ کی ہدایت پر بنائی گئی 15 رکنی ٹیم نے ماحولیاتی صورت حال کا اندازہ لگانے کے لیے اسلام آباد کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 2 جون، صفحہ 4)

15 جون: ایک خبر کے مطابق سندھ سالڈ ویسٹ مینجمنٹ بورڈ (SSWMB) کے مینجنگ ڈائرکٹر روشن علی شیخ نے کہا ہے کہ کوڑا کرکٹ سے بجلی بنانے کی منصوبہ بندی جارہی ہے۔ کراچی میں کوڑا کرکٹ کو جمع کرنے کے لیے سات مراکز قائم کیے جائیں گے اور اس منصوبے کے لیے حکومت نے 1.7 بلین روپے کی منظوری دے دی ہے۔ اگلے ماہ دلچسپی رکھنے والی کمپنیوں کو ٹینڈر کی دعوت دی جائے گی۔ یہ منصوبہ بجلی کے بحران پر قابو پانے میں سود مند ثابت ہوسکتا ہے۔ (دی نیوز، 16 جون، صفحہ 14)

جنگلات:

5 مئی: ایک خبر کے مطابق مینگروز کے جنگلات کے حوالے سے ایک زمانے میں پاکستان دنیا کے 92 ممالک میں سے چھٹا بڑا ملک تھا۔ ملک میں 26,000 مربع کلومیٹر پر پھیلے جنگلات اب صرف 2,600 مربع کلومیٹر پر رہ گئے ہیں۔ حکومت اب انڈس ڈیلٹا پر مینگروز کے جنگلات کی تحفظ کے لیے اقدامات کررہی ہے۔ (دی نیوز، 6 مئی، صفحہ 3)

11 مئی: وفاقی وزارت موسمی تبدیلی جنگلات میں اضافے کے لیے صوبائی محکمہ جنگلات کی مدد کرے گی۔

18 ویں ترمیم کے بعد یہ معاملہ صوبائی حکومت کے سپرد کردیا گیا تھا لیکن جنگلات کی اہمیت کے پیش نظر وفاقی وزارت صوبوں کو مدد فراہم کرے گی۔ محکمے کے ایک اہلکار کا کہنا ہے کہ کمیونٹی اور نجی شعبے کے تعاون سے جنگلات کی حفاظت کی جاسکتی ہے اور اس کے رقبے میں اضافہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ (دی نیوز، 12 مئی، صفحہ 4)

27 مئی: WWF-P (ڈبلیو ڈبلیو ایف۔ پی) نے اسکول کے طالب علموں کو ماحولیاتی آلودگی اور مینگروز کے جنگلات کی اہمیت سے روشناس کرانے کے لیے ایک مہم کا آغاز کیا جس میں 350 طلبا نے 400 مینگروز کے پودے بھی لگائے۔ (دی نیوز، 28 مئی، صفحہ 19)

5 جون: ڈبلیو ڈبلیو ایف۔ پی کے ریجنل ڈائریکٹر رب نواز نے ماحول کے عالمی دن کے موقع پر کراچی میں منعقد پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے جہاں موسمی تبدیلیوں کی وجہ سے بڑے پیمانے پر تباہی ہورہی ہے اور اگلے پانچ سے سات سالوں میں مزید تباہی کا خدشہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ ڈبلیو ڈبلیو ایف۔ پاکستان نے ہاکس بے پر 300 ہیکٹر زمین پر مینگروز کے پودے لگائے ہیں۔ (دی نیوز، 6 جون، صفحہ 20)

7 جون: ایک خبر کے مطابق ایوبیہ نیشنل پارک، نتھیاگلی جنگلات کی غیر قانونی کٹائی اور صفائی کے فقدان جیسے مسائل سے دوچار ہے۔ ایک طرف گیس کی عدم دستیابی کی وجہ سے علاقہ مکین ایندھن کے لیے جنگلات کی کٹائی کرتے ہیں دوسری جانب حکومت وہاں رہائشی کالونیاں بنانے جارہی ہے جو ماہرین ماحولیات کے مطابق قدرتی ماحول کے لیے تباہ کن ہے۔ (ڈان، 8 جون، صفحہ 2)

15 جون: سندھ کے بجٹ 16-2015 کے تحت ماحولیات، جنگلی حیات اور جنگلات کے محکمے کے لیے صرف 900 ملین روپے مختص کیے گئے ہیں جو پچھلے سال کے مقابلے 59 فیصد کم ہیں۔ محکمہ جنگلات کے

لیے 650 ملین روپے، جنگلی حیات کے لیے 105 ملین روپے اور ماحولیات کے لیے 145 ملین روپے مختص کیے گئے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 16 جون، صفحہ 14)

21 جون: موسمی تبدیلی کی وزارت ماحول اور حیاتیاتی تنوع کے تحفظ کے منصوبے کو فروغ دینے کے لیے منڈی پر مبنی جدید طریقہ کار اپنا رہی ہے۔ خیبر پختون خواہ اور گلگت بلتستان کے پہاڑی علاقوں میں منصوبے کا مقصد درختوں کی کٹائی اور ناپید ہوتے ہوئے جانوروں کے شکار کو روکنا اور متبادل ماحول دوست اشیاء متعارف کروانا ہے تاکہ منڈی میں ان اشیاء کی طلب بڑھائی جاسکے۔ (ڈان، 22 جون، صفحہ 5)

8 اگست: وزارت موسمی تبدیلی نے گلگت بلتستان، فاٹا اور آزاد جموں وکشمیر کے جنگلات کے انتظامی امور وفاقی حکومت کو منتقل کرنے کے لیے باضابطہ طور پر وزیر اعظم سیکریٹریٹ سمری بھیجی ہے۔ اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل فورسٹ اورنگزیب اعوان نے کہا ہے کہ آئین وقانون میں اس کی اجازت موجود ہے۔ گلگت بلتستان عدالتی کونسل کی جانب سے چھ اپریل 2011 کو دیے جانے والا فیصلہ واضح طور پر وفاقی حکومت کو جنگلات میں کردار فراہم کرتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 9 اگست، صفحہ 4)

19 اگست: ایک اداریے کے مطابق جنگلات کی زمین پر تین رہائشی منصوبوں کی تعمیر عوامی مفاد اور جنگلات کے تحفظ میں ریاستی کمزوری کی عکاسی کرتی ہے۔ تواتر کے ساتھ خبریں آرہی ہیں کہ جنگلات کی زمین تقسیم کی گئی ہے۔ حال ہی میں سندھ کے ضلع شکارپور میں 9,000 ایکڑ جنگلات کی زمین شہید فوجیوں کے لواحقین کو دی گئی۔ تازہ ترین واقعہ راولپنڈی میں ہوا جہاں 600 ایکڑ جنگلات کی زمین پر رہائشی اسکیموں نے قبضہ کرلیا ہے۔ (ڈان، 19 اگست، صفحہ 8، اداریہ)

25 اگست: پیپلز پارٹی کی سینٹر سسی پلیجو نے سینٹ کی قائمہ کمیٹی کی ایک رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ اگر دریائے سندھ کے بہاؤ کو برقرار رکھنے لے لیے اقدامات نہیں کیے گئے تو 2050 تک صوبہ

سندھ کے ساحلی اضلاع ٹھٹھہ، سجاول اور بدین زیرآب آجائیں گے اور مٹ جائیں گے۔ پانی سے کٹاؤ کو کم کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ مینگروز کے جنگلات اگانے چاہیے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 26 اگست، صفحہ 19)

30 اگست: ماہر موسمیات اور جامعہ کراچی کے پروفیسر ظفر اقبال شمس نے کہا ہے کہ 1993 میں کراچی میں ٹاور سے سہراب گوٹھ تک 67 اقسام کے پودے موجود تھے جو اب کم ہوکر 53 رہ گئے ہیں۔ ایک ہی قسم کے پودے لگانا خطرے سے خالی نہیں کیونکہ کوئی ایک بیماری تمام پودوں کو تباہ کرسکتی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 31 اگست، صفحہ 14)

- جنگلی حیات

27 مئی: وفاقی وزیر برائے موسمی تبدیلی مشاہد اللہ خان نے کہا ہے کہ ملک میں جنگلی حیات خصوصاً کچھوؤں کی غیر قانونی اسمگلنگ کا رجحان بڑھتا جارہا ہے جو ماحول اور معیشت پر گہرے منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔ انھوں نے محکمہ جنگلی حیات کے صوبائی حکام کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس جرم کو قابو میں لانے کی کوشش کریں۔ (ڈان، 28 مئی، صفحہ 4)

11 اگست: حکومت بلوچستان نے سپریم کورٹ سے درخواست کی ہے کہ غیر ملکیوں کو تلور (Houbara Bustard) کے شکار کی اجازت دی جائے۔ شکار کے لیے آنے والے سالانہ 50 تلور شکار کرنے کے عوض 10 ملین روپے ادا کرتے ہیں جس سے پاکستان سالانہ دو بلین روپے کماتا ہے۔ (ڈان، 12 اگست، صفحہ 3)

16 اگست: پنجاب حکومت نے دریائے سندھ کے کنارے آباد شہروں میں دریا کے ذریعے آمد و رفت کو ترقی دینے کا فیصلہ کیا ہے جس پر وزارت موسمی تبدیلی نے تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ وزارت کا کہنا ہے کہ

کشتیوں سے پانی میں تیل کا اخراج تنوع حیات کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 17 اگست، صفحہ 4)

19 اگست: ایک خبر کے مطابق سپریم کورٹ نے تلور کے شکار پر پابندی عائد کردی ہے اور جاری شدہ تمام اجازت ناموں کو منسوخ کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان میں وہ خصوصی اجازت نامے بھی شامل ہیں جو وفاقی حکومت نے عرب ممالک کے شہزادوں کو دیے تھے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 20 اگست، صفحہ 12)

پانی

17 جون: SEPA (سیپا) نے محکمہ آبپاشی سندھ کے تحت جاری ملیر بند کی تعمیر کو ماحولیاتی قوانین کی خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے روکنے کا حکم دے دیا۔ یہ بند ملیر دریا کے شمال کی جانب تعمیر کیا جارہا ہے۔ ماحولیاتی ماہر ڈاکٹر ارشد علی بیگ کے مطابق مسئلہ دریا کے بجائے شہر کے نکاسی آب میں ہے۔ شہر کے تمام نالے بند پڑے ہیں اور ٹنوں کے حساب سے زہریلا صنعتی مواد براہ راست سمندر میں جارہا ہے۔ جامعہ کراچی کے انسٹی ٹیوٹ آف انوائرمنٹل اسٹڈیز کے ڈاکٹر وقار احمد نے اس خدشے کا اظہار کیا کہ مجوزہ تعمیر کی وجہ سے ندی کے تنگ ہوجانے کے باعث ملحقہ آبادیاں متاثر ہوں گی۔ اس کے علاوہ یہ علاقہ مینگروز کی موجودگی اور موسمی پرندوں کی سالانہ آمد و رفت کے باعث ماحولیاتی لحاظ سے حساس ہے۔ اس منصوبے کی وجہ سے مینگروز تباہ ہوجائیں گے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ موجودہ بند کو ہی مضبوط بنائے۔ (ڈان، 18 جون، صفحہ 17)

- آلودگی

25 جون: محکمہ آبپاشی سندھ نے ملیر ندی سے متعلق سیپا کی ہدایات کے برخلاف منصوبے پر کام جاری رکھا ہوا ہے۔ ذرائع کے مطابق منصوبے کو انوائرمنٹل امپیکٹ اسسمنٹ ایجنسی (EIA) نے ماحولیاتی

قانون کے تحت جرمانہ عائد کرتے ہوئے فوراً کام بند کرنے کا حکم دیا ہے۔ (ڈان، 26 جون، صفحہ 17)

9 جون: وزیراعظم نواز شریف نے تاجکستان میں پانی پر ہونے والی بین الاقوامی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ملینیم ڈیولپمنٹ گولز کے پانی کے حوالے سے اہداف کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ پینے اور صفائی کے لیے پانی سے محروم افراد کی آدھی تعداد تک صاف پانی کی رسائی کا ہدف پاکستان نے وقت سے پہلے حاصل کرلیا ہے۔ انہوں نے آبی وسائل کے پائیدار انتظام اور پانی کا بنیادی ڈھانچہ بنانے میں سرمایہ کاری اور سرحد پار تعاون پر پیش رفت سے بھی کانفرنس کو آگاہ کیا۔ (ڈان، 10 جون، صفحہ 3)

10 جون: سپریم کورٹ نے سیکریٹری خزانہ، ایڈیشنل چیف سیکریٹری اور وزارت پانی و بجلی کو نوٹس جاری کرتے ہوئے ہدایت کی ہے کہ وہ کینجھر جھیل کی صفائی کے منصوبے کو موخر کرنے کے حوالے سے تفصیلی رپورٹ جمع کروائیں۔ (دی نیوز، 11 جون، صفحہ 14)

22 جون: وزیراعلیٰ بلوچستان ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ نے چیف سیکریٹری کو ہدایت کی ہے کہ وہ کوئٹہ میں پینے کے پانی میں نکاسی آب کی آمیزش اور پائپ لائنوں میں آلودگی کا جائزہ لیں۔ (ڈان، 23 جون، صفحہ 3)

28 جون: دریائے راوی کا پانی مختلف شہروں کے لیے زندگی اور خوشحالی کی ضمانت سمجھا جاتا تھا مگر اب یہ ہی پانی خطرناک محلول میں تبدیل ہوگیا ہے جو انسانوں، جانوروں اور پرندوں کے لیے بہت بڑا خطرہ ہے۔ 2008-9 میں کی گئی تحقیق کے مطابق ہر سال تقریباً 500,000 ٹن فضلہ راوی میں پھینکا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دریا کے ساتھ زمینوں پر زرعی ادویات اور کیمیائی کھاد کا استعمال بھی اسے آلودہ بنا رہا ہے جس کا واحد حل یہ نظر آتا ہے کہ نکاسی کا پانی خصوصاً صنعتوں سے خارج ہونے والے مواد کو دریا میں پہنچنے سے پہلے صاف کیا جائے۔ (عدنان عادل، ڈان، 28 جون، صفحہ 9)

نگلیریا:

15 مئی: کراچی میں کلفٹن کے نجی اسپتال میں نگلیریا سے ایک اور موت کی تصدیق ہوئی ہے۔ پچھلے سال اس بیماری سے شہر میں 14 اموات واقع ہوئی تھیں جبکہ اس سال اب تک تین لوگ جاں بحق ہو چکے ہیں۔ پانی میں کلورین کی کمی اس بیماری کی بنیادی وجہ ہے۔ (ڈان، 16 مئی، صفحہ 7)

9 جون: کراچی کے مختلف علاقوں سے اکٹھے کیے جانے والے پانی کے نمونوں میں سے 40 فیصد میں کلورین نہیں پائی گئی۔ گزشتہ 15 دنوں میں صوبائی محکمہ صحت اور دیگر اداروں نے یہ نمونے جمع کیے۔ سرکاری ذرائع کے مطابق اس حوالے سے صورتحال گزشتہ سالوں سے بھی خراب ہے۔ (ڈان، 10 جون، صفحہ 18)

9 جولائی: وزیر اعلیٰ سندھ قائم علی شاہ نے کراچی کے متعدد علاقوں میں بغیر کلورین ملے پانی کی فراہمی پر برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کے ڈبلیو ایس بی کو اپنی کارکردگی بہتر کرنے کی ہدایت کی ہے۔ (ڈان، 10 جولائی، صفحہ 18)

23 جولائی: محکمہ صحت سندھ نے تصدیق کی ہے کہ رواں سال صوبے بھر میں نگلیریا سے مرنے والوں کی تعداد 10 ہوگئی ہے۔ ماہرین کے مطابق اب تک دنیا بھر میں اس بیماری سے متاثرہ 100 میں سے صرف دو لوگ ہی بچ پائے ہیں۔ (ڈان، 24 جولائی، صفحہ 17)

3 اگست: جامعہ کراچی کے انسٹی ٹیوٹ آف انوائرمنٹل اسٹڈیز کی جانب سے کی گئی تحقیق کے مطابق ملیر ٹاؤن کو ترسیل کیے جانے والے پانی میں انسانی فضلہ شامل ہے۔ یہ پانی انسانی استعمال کے قابل نہیں۔ 42 مختلف مقامات سے نلوں سے پانی کے نمونے لیے گئے ہیں جن میں سے کسی میں بھی کلورین نہیں پائی گئی جو جراثیم سے تحفظ فراہم کرتی ہے خاص کر نگلیریا کے جراثیم سے جس کی وجہ سے اس سال درجن

کے قریب اموات ہو چکی ہیں۔ (ڈان، 4 اگست، صفحہ 18)

4 اگست: محکمہ صحت سندھ کی جانب سے تین ماہ پہلے نگلیریا کے بڑھتے ہوئے خطرے پر نظر رکھنے کے لیے قائم کی گئی کمیٹی کو موثر طریقے سے کام کرنے کے لیے درکار رقم اور سہولیات اب تک فراہم نہیں کی گئی ہیں۔ کمیٹی اپنے طور پر کام کرتی ہے اور ذرائع ابلاغ کو اپنی ابتدائی رپورٹ بھیجتی ہے جس میں انکشاف کیا گیا تھا کہ شہر کے زیادہ تر علاقوں میں بغیر کلورین ملا پانی ترسیل ہو رہا ہے۔ (ڈان، 5 اگست، صفحہ 18)

- آبی حیات

21 اگست: آئی ایس پی آر (ISPR) کی جانب سے جاری کردہ رپورٹ کے مطابق آبی حیات کے تحفظ کے لیے بحری فوج نے کراچی میں اپنی نوعیت کا پہلا (سیوریج کے) پانی سے فضلہ صاف کرنے والا پلانٹ (Sewage Plant) قائم کیا ہے جو سمندری آلودگی کو قابو میں رکھنے کے لیے اپنا کردار ادا کرے گا۔ اس پلانٹ کے بننے سے نہ صرف آلودگی میں کمی آئے گی بلکہ اردگرد کا علاقہ سرسبز ہوگا کیونکہ صاف کیا گیا پانی مضافاتی علاقے کو فراہم کیا جائے گا۔ (ڈان، 22 اگست، صفحہ 6)

28 اگست: جنگلی و آبی حیات خصوصاً نایاب انواع کی غیر قانونی تجارت کی روک تھام کے پیش نظر پاکستان نے ڈی این اے بارکوڈنگ (DNA Barcoding) کے نظام سے فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس نظام کے استعمال سے جنگلی و آبی حیات کی شناخت کی جاتی ہے۔ واضح رہے کہ گزشتہ چند سالوں میں ایسے متعدد واقعات رونما ہوئے مثلاً پچھلے سال مچھلی کے گوشت کے نام پر 2,000 کلوگرام میٹھے پانی کے کچھوے کا گوشت غیر قانونی طور پر ملک سے باہر لے جایا جا رہا تھا۔ جس کی مالیت 60 ملین ڈالرز تھی۔
(ڈان، 29 اگست، صفحہ 4)

فضاء

- آلودگی

6 مئی: ایک خبر کے مطابق پاکستان کے تقریباً تمام بڑے شہر ماحولیاتی آلودگی کے حوالے سے عالمی ادارہ صحت کے مقررہ معیار پر پورا نہیں اترتے۔ شہروں میں آلودگی کی شرح زیادہ ہونے کی وجہ سے ملک کی آبادی کا 15 فیصد دمہ کی بیماری میں مبتلا ہے جن میں 10 فیصد بچے بھی شامل ہیں۔ (دی نیوز، 7 مئی، صفحہ 14)

8 جون: سپریم کورٹ میں جسٹس جواد ایس خواجہ کی سربراہی میں قائم تین رکنی بینچ کو پتھر توڑنے کے کارخانوں میں مزدوروں کو مٹی دھول سانس کی نالی میں جانے سے ہونے والی بیماری سلی کوسس (silicosis) کے حوالے سے رپورٹ پیش کی گئی جس میں کہا گیا ہے کہ دس سال سے پتھر توڑنے والے کارخانوں میں ہر قسم کے معائنے پر پابندی عائد تھی جو فروری 2012 میں اٹھائی گئی ہے۔ پابندی کے دوران پنجاب میں صرف ایک کارخانے میں سینکڑوں مزدور اس بیماری سے ہلاک ہوئے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 8 جون، صفحہ 3)

2 جولائی: لاہور ہائیکورٹ نے چار شہریوں کی جانب سے رہائشی علاقے میں کوئلے سے چلنے والے بجلی گھر کی تعمیر کے خلاف درخواست پر حکم امتناعی جاری کرکے پنجاب پاور ڈیولپمنٹ بورڈ (PPDB) کو زمین کے حصول سے روک دیا۔ درخواست گزاروں کا کہنا ہے کہ بجلی گھر کے قیام سے فضاء اور پانی میں آلودگی پیدا ہوگی۔ (ڈان، 3 جولائی، صفحہ 2)

IX۔ موسمی تبدیلی

3 مئی: وفاقی وزیر برائے ماحولیاتی تبدیلی مشاہد اللہ خان نے کہا ہے کہ امیر ممالک موسمی تبدیلی سے متاثر ہونے والے غریب ممالک کو 10 بلین ڈالرز کی امداد فراہم کریں جس کا وعدہ ایک سال قبل جرمنی کے شہر

برلن میں گرین کلائمٹ فنڈ (GCF) کے اجلاس میں کیا تھا۔ (دی نیوز، 4 مئی، صفحہ 3)

4 مئی: شیخوپورہ کی اناج منڈی میں تاجروں کا کہنا ہے کہ گزشتہ سال کے مقابلے اس سال گندم کی آمد کم ہے۔ اپریل تک سرد موسم کی وجہ سے گندم مقدار اور معیار دونوں حوالوں سے متاثر ہوئی۔ ڈبلیو ڈبلیو ایف پاکستان کے فرخ زمان کے مطابق موسمی تبدیلیوں نے سندھ اور پنجاب میں زرعی پیداوار پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ خدشہ ہے کہ پاکستان کو 2040 تک تمام فصلوں کی پیداوار پر 10 فیصد نقصان اٹھانا پڑے گا۔ (ڈان، 5 مئی، صفحہ 16)

17 مئی: گلوبل کلائمٹ رسک انڈیکس 2015 (Global Climate Risk Index) کے مطابق 1994 سے 2013 تک موسمی تبدیلی سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والے 10 ممالک ایشیا پیسیفک میں واقع ہیں۔ موسمی تبدیلی کے وزیر مشاہد اللہ خان نے کہا ہے کہ ایشیا پیسیفک کے ممالک بالخصوص پاکستان، بنگلہ دیش، بھوٹان، نیپال، سری لنکا، بھارت، افغانستان اور فلپائن موسمی تبدیلیوں کے حوالے سے انتہائی غیر محفوظ ممالک ہیں۔ (ڈان، 18 مئی، صفحہ 3)

5 جون: وفاقی وزیر برائے موسمی تبدیلی مشاہد اللہ خان نے کہا ہے کہ وفاقی دارلحکومت اسلام آباد کو شدید موسمی حالات سے نمٹنے اور اس کے نقصانات سے بچانے کے لیے منصوبہ بندی کی جارہی ہے جسے دیگر شہروں تک بھی پھیلایا جائے گا۔ (ڈان، 6 جون، صفحہ 4)

10 جون: کراچی میں سیپا اور ڈبلیو ڈبلیو ایف۔ پاکستان کے زیر اہتمام منعقد کیے گئے پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا ہے کہ صوبہ سندھ موسمی تبدیلیوں سے متاثر ہورہا ہے۔ جنگلات کی غیر قانونی کٹائی، بڑھتی آبادی، رہائشی کالونیوں میں اضافہ ہونا اور کارخانوں سے فضلے کا سمندر میں اخراج اس کی اہم وجوہات ہیں۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے اقدامات کرے۔ پروگرام

کے شرکاء نے مطالبہ پیش کیا کہ صوبے کی ترقیاتی پالیسی میں موسمی تبدیلی کو بھی شامل کیا جائے۔ (ڈان، 11 جون، صفحہ 18)

19 جون: ''کلائمنٹ چینج ڈپلومیسی ڈے'' کے موقع پر یورپی سفارتکاروں سے خطاب کرتے ہوئے وفاقی وزیر سینٹر مشاہداللہ خان نے موسمی تبدیلیوں کے حوالے سے قابل عمل معاہدوں تک پہنچنے کے لیے امیر اور غریب ممالک کے مابین مزید بہتر تعاون اور سفارتکاری کی ضرورت پر زور دیا اور کہا ہے کہ موسمی تبدیلی کے خطرات سے لڑنے کے لیے اسے خارجہ پالیسی کا لازمی حصہ ہونا چاہیے۔ جاپان، جرمنی، کینڈا، برطانیہ، روس، امریکہ، چین، جنوبی کوریا، بھارت اور ایران دنیا میں آلودگی پھیلانے والے ممالک میں سرفہرست ہیں۔ پاکستان 0.8 فیصد کاربن خارج کرتا ہے اور 135 ویں نمبر پر ہے۔ تاہم ہم موسمی تبدیلی کے بدترین اثرات کا سامنا کررہے ہیں اور آنے والے وقت میں اوسط عالمی حدت میں اضافے کے باعث پاکستان کو پانی، غذا اور توانائی کے حوالے سے بدترین خطرات لاحق ہیں۔ لہذا انہوں نے کہا کہ ترقی یافتہ اور ترقی پزیر ممالک دونوں کو اس خطرے سے نمٹنے کے لیے اشتراک کی ضرورت ہے۔ (ڈان، 20 جون، صفحہ 4)

20 جون: وفاقی وزیر مشاہداللہ خان نے پیرس میں موسمی تبدیلیوں پر ہونے والی کانفرنس میں پاکستان کی شرکت کے لیے تیاری اور گزشتہ ڈھائی ماہ کے دوران موسمی تبدیلی پر قومی پالیسی نیشنل کلائمٹ چینج پالیسی (NCCP) پر عمل درآمد کی رفتار کا جائزہ لینے کے لیے وزارت کے تمام محکموں کا اجلاس 23 جون کو طلب کرلیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 21 جون، صفحہ 17)

21 جون: موسمی تبدیلی کے وزیر مشاہداللہ نے G-7 (جی سیون) صنعتی ممالک کی جانب سے معدنی تیل کے استعمال کو ترک کرنے اور صدی کے آخر تک عالمی معیشت کو کاربن سے پاک کرنے کے عزم کو سراہا ہے۔ G-7 نے کوپن ہیگن میں ہونے والی اقوام متحدہ کی کانفرنس میں GCF (جی سی ایف) میں سرمایہ

کاری کے لیے 2020 تک نجی عوامی شعبے سے 100 بلین ڈالرز اکھٹے کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے۔ (ڈان، 22 جون، صفحہ 3)

23 اگست: ایک مضمون کے مطابق بڑھتے عالمی درجہ حرارت سے نمٹنے کے لیے فرانس میں دنیا کے تمام ممالک کے نمائندے اگلے ماہ ہونے والی دو روزہ کانفرنس میں فضاء میں کاربن گیسوں کے اخراج کو کم کرنے کے لیے ایک معاہدہ طے کریں گے۔ فرانس میں چھ ستمبر کو دو روزہ وزراء کانفرنس میں سابق وفاقی وزیر مشاہد اللہ خان بھی مدعو تھے۔ اس کانفرنس میں شرکت کے لیے مشاہد اللہ خان کے استعفیٰ کے بعد اب تک یہ وزارت کسی کو نہیں سونپی گئی ہے۔ (رینا سعید خان، ڈان، 23 اگست، صفحہ 4، امیجز)

29 جون: یورپی یونین (EU) نے 17 جون کو ہونے والے ''ورلڈ کلائمیٹ چینج ڈے'' کے موقع پر پاکستان پر زور دیا ہے کہ وہ موسمی تبدیلی کے مسئلے کو سنجیدگی سے لے۔ یورپی سفارتکاروں کا کہنا تھا کہ اگر ابھی اقدامات نہ کیے گئے تو بڑھتا ہوا درجہ حرارت، انتہائی سخت موسم اور بڑھتی ہوئی سطح سمندر مزید سیلاب، طوفان اور تباہی پھیلائے گی۔ یورپی ممالک پاکستان سے چھوٹے موٹے حل کے بجائے بڑے اور پائیدار حل چاہتے ہیں۔ (ڈان، 29 جون، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

29 اگست: وزارت موسمی تبدیلی کے اہلکار کے مطابق صوبائی محکمہ ماحولیات کی جانب سے جمع کرائے جانے والے 60 منصوبوں کی درخواستوں میں سے 50 درخواستیں محکمہ موسمی تبدیلی نے مسترد کردیں کیونکہ منصوبے اقوام متحدہ کے جی سی ایف کے معیار کے مطابق نہیں تھے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 30 اگست، صفحہ 4)

30 اگست: سیکریٹری وزارت موسمی تبدیلی عارف احمد نے سویڈن میں ہونے والے عالمی ہفتہ پانی کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ موسمی تبدیلی آج کا ایک سنگین مسئلہ ہے جو ہماری بقاء، پائیداری،

سماجی اقتصادی شعبے اور خصوصاً زراعت، پانی اور صحت کے لیے خطرہ ہے۔ اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے عالمی سطح پر کوشش کرنی چاہیے۔ (ڈان، 31 اگست، صفحہ 3)

X۔ قدرتی بحران

30 اپریل: وزیر اعظم نواز شریف نے بھارتی ہم منصب نریندر مودی سے فون پر زلزلے سے بھارتی شہریوں کی ہلاکت پر تعزیت کی اور قدرتی بحران سے نمٹنے کے لیے ہر سال علاقائی سطح پر امدادی مشقیں کرانے کی تجویز پیش کی۔ (ڈان، 1 مئی، صفحہ 16)

گرمی کی لہر

27 جون: محکمہ صحت سندھ کے مطابق گرمی کی لہر سے مرنے والوں کی تعداد 1,276 ہوگئی ہے جن میں سے صرف کراچی میں 1,186 اموات ہوئیں۔ ایدھی فاؤنڈیشن نے گرمی کی لہر سے ہلاک ہونے والے 300 شناخت نہ ہونے والے افراد کی تدفین کردی۔ (ڈان، 28 جون، صفحہ 17)

29 جون: پاکستان میں حالیہ گرمی کی لہر سے ہونے والی اموات سے یہ بات سامنے آئی کہ ہسپتالوں کے پاس ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لیے انتظامات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ کیپٹل ایڈمنسٹریشن اینڈ ڈیولپمنٹ ڈویژن (CADD) کے ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ ڈاکٹر منہاج السراج نے اخباری نمائندے سے بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ 2004 میں وزارت صحت نے ہنگامی حالات میں ہسپتالوں کی کارکردگی سے متعلق منصوبہ بنایا تھا مگر اس پر عمل نہ ہوسکا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 30 جون، صفحہ 9)

سیلاب

19 مئی: ایک خبر کے مطابق وفاقی حکومت نے سیلاب سے نمٹنے کے لیے چار ترقیاتی منصوبوں کا اعلان

کیا ہے جن کی مالیت 37 بلین روپے ہے۔ سال 2014 میں آنے والے سیلاب کی وجہ سے 2.5 ملین افراد متاثر ہوئے تھے اور پنجاب، آزاد جموں وکشمیر اور گلگت بلتستان میں ایک ملین ایکڑ زمین پر کھڑی فصلیں تباہ ہوگئی تھیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 20 مئی، صفحہ 3)

7 اگست: راجن پور میں سیلاب سے 148 گاؤں زیرآب آگئے جس کے نتیجے میں سات افراد ہلاک اور 30,000 بے گھر ہو گئے ہیں جبکہ 14,940 افراد محفوظ مقامات پر منتقل ہوگئے ہیں۔ وزارت خزانہ کی جانب سے سیلاب متاثرین کے لیے 100 ملین روپے کی امداد کا اعلان کیا گیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 8 اگست، صفحہ 5)

8 اگست: وزیراعظم نواز شریف نے عیسیٰ خیل، میانوالی کے سیلاب متاثرین کے لیے 1.3 بلین روپے کی امداد کا اعلان کیا ہے۔ اس کے علاوہ 200 ملین روپے پینے کے صاف پانی اور دیگر ترقیاتی منصوبوں کے لیے فراہم کیے جائیں گے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 9 اگست، صفحہ 3)

10 اگست: گلگت بلتستان کی قانون ساز اسمبلی کے تیسرے اجلاس میں ارکان نے گلگت بلتستان میں سیلاب متاثرین کے لیے فراہم کی جانے والی امدادی کاروائیوں پر عدم اعتماد کا اظہار کیا اور کہا کہ وزیر اعظم کے اعلان بعد ملنے والی امداد ناکافی ہے۔ واضح رہے کہ وزیراعظم نے اس حوالے سے 50 ملین روپے کی امداد کا اعلان کیا تھا۔ (ڈان، 11 اگست، صفحہ 7)

11 اگست: NDMA (این ڈی ایم اے) کے اعداد و شمار کے مطابق ملک میں سیلاب سے 156 عورتوں سمیت 191 ہلاکتیں ہوئی ہیں اور 1,336,544 افراد متاثر ہوئے ہیں۔ صوبائی اتھارٹیوں کے مطابق خیبر پختون خواہ میں 87، پنجاب میں 52، آزاد جموں وکشمیر میں نو، بلوچستان میں چار اور گلگت بلتستان اور فاٹا میں ایک ایک خاتون جاں بحق ہوئیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 12 اگست، صفحہ 9)

12 اگست: نیشنل ہیلتھ ایمرجنسی پری پیڈنس اینڈ رسپونس نیٹ ورک (NHEPRN) کی رپورٹ کے مطابق چترال میں حالیہ سیلاب سے متاثرہ 380,000 افراد میں چار فیصد حاملہ عورتیں بھی شامل ہیں۔ NHEPRN (این ایچ ای پی آر این) کے ڈپٹی ڈائریکٹر آپریشن ڈاکٹر سینہ درانی نے کہا ہے کہ علاقے میں ادویات کی شدید قلت ہے۔ کتے کے کاٹنے اور سانپ کے ڈسنے کی ویکسین موجود نہیں ہیں۔ پینے کے صاف پانی کی عدم دستیابی کے باعث ہیپا ٹائٹس اے، ہیپا ٹائٹس ای، دست اور پیٹ کے امراض پھیلنے کا خطرہ ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 13 اگست، صفحہ 9)

12 اگست: ایک خبر کے مطابق حالیہ سیلاب سے دریائے سندھ میں پانی کی سطح میں اضافہ ہونے سے حیدرآباد کے آٹھ گاؤں زیرِآب آگئے جس سے 800 گھر متاثر ہوئے اور 3,000 ایکڑ پر کھڑی فصلیں تباہ ہوگئی ہیں۔ متاثرین کا کہنا ہے کہ حکومت کی جانب سے ابھی تک کوئی امداد فراہم نہیں کی گئی ہے۔ (ڈان، 13 اگست، صفحہ 19)

15 اگست: سیلاب کے خطرے کے پیش نظر ٹھٹھہ کے کچے کے علاقے سے تقریباً 100,000 افراد اپنا گھر بار چھوڑ کر اپنی مدد آپ کے تحت محفوظ مقامات پر منتقل ہوگئے ہیں۔ متاثرین کا کہنا ہے کہ انھیں خوراک، رہائش کے لیے خیمے، پانی اور زندگی کی بنیادی ضروریات کی اشد ضرورت ہے۔ صوبائی حکومت اور محکموں نے اب تک انہیں کوئی مدد فراہم نہیں کی ہے۔ (ڈان، 16 اگست، صفحہ 19)

12 اگست: پنجاب میں سیلاب سے آٹھ اضلاع میں تقریباً 348,244 ایکڑ زمین پر فصلیں زیرِآب آگئیں۔ ان اضلاع میں لیہ اور راجن پور سب سے زیادہ متاثر ہیں جہاں بل ترتیب 100,000 اور 73,282 ایکڑ زمین پانی میں ڈوبی ہوئی ہے۔ سیلاب سے تباہ ہونے والی فصلوں میں گنا، کپاس، مونگ اور چارے کی فصلیں شامل ہیں۔ (ڈان، 13 اگست، صفحہ 2)

18 اگست: رواں ماہ کے آغاز میں محکمہ صحت کی جانب سے جاری کردہ رپورٹ کے مطابق چترال کے سیلاب متاثرین کو پروونشیل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (PDMA) نے ابھی تک ادویات اور مالی امداد فراہم نہیں کی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ سیلاب کے بعد ادویات کی شدید قلت کا سامنا تھا اس لیے ادارے سے جلد طبی امداد فراہم کرنے کی اپیل کی تھی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 19 اگست، صفحہ 2)

21 اگست: ملک میں ہونے والی حالیہ بارشوں کی وجہ سے 216 افراد ہلاک اور 350,000 متاثر ہوئے ہیں۔ چترال میں 35 ہلاکتیں ہوئیں اور 1,000 گھر تباہ ہوگئے ہیں۔ خیبر پختون خواہ حکومت کے مطابق پینے کے پانی کی بحالی اور دیگر امدادی کاموں کے لیے 730 ملین روپے، سڑکوں کی مرمت کے لیے 300 ملین روپے اور صحت کے مراکز کی تعمیرِ نو کے لیے 900 ملین روپے درکار ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 22 اگست، صفحہ 3)

27 اگست: وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے سندھ زکواۃ کونسل اور PDMA (پی ڈی ایم اے) کو حکم دیا ہے کہ وہ سیلاب سے متاثرہ 58,000 افراد کی ہر ممکن مدد کریں۔ انھوں نے کہا ہے کہ اتھارٹی کے سالانہ بجٹ 500 ملین روپے استعمال ہوجانے کے بعد مزید 284 ملین روپے فراہم کیے گئے ہیں۔ (ڈان، 28 اگست، صفحہ 18)

خشک سالی

1 مئی: تھرپارکر میں خشک سالی سے متاثرہ علاقوں میں گندم کی فراہمی معطل ہونے کا نوٹس لیتے ہوئے سندھ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس فیصل عرب نے معاملے پر صوبائی حکام کو رپورٹ جمع کرانے کا حکم دیا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق خشک سالی سے متاثرہ خاندانوں کے لیے جاری کی گئی گندم کی 55,000 بوریاں غیر قانونی طور پر اب تک گودام میں رکھی ہوئی ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 2 مئی، صفحہ 14)

22 مئی: سندھ ہائی کورٹ کی جانب سے تھرپارکر کی صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے بنائی گئی ٹیم کے معائنہ کاروں نے امدادی سرگرمیوں کو تسلی بخش قرار دیا ہے اور انھیں کسی قسم کی بے قائدگیاں نظر نہیں آئیں۔ فروری 2014 سے اب تک چھ مراحل میں گندم تقسیم کی جاچکی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 23 مئی، صفحہ 15)

14 جون: ساوتھ ایشین کلائمٹ آؤٹ لک فورم (SASCOF) نے اپنی سالانہ رپورٹ میں پیشن گوئی کی ہے کہ پاکستان کو اس سال پچھلے سال کی نسبت زیادہ خشک سالی جیسی صورتحال کا سامنا ہوسکتا ہے۔ محکمہ موسمیات کے سربراہ ڈاکٹر غلام رسول کا کہنا ہے کہ وہ ملک کے جنوبی حصے میں کم بارشوں کی توقع کررہے ہیں۔ پاکستان میں رواں سال 30 سے 60 فیصد مون سون کی بارشیں ہوں گی۔ تھرپارکر، چولستان اور بلوچستان کے کچھ علاقوں میں صورت حال بدتر ہوسکتی ہے۔ (ڈان، 15 جون، صفحہ 4)

27 جون: تھرپارکر میں امدادی کاموں کی نگرانی پر مامور جج میاں فیاض ربانی نے کہا ہے کہ تھر 2014 سے شدید غذائی قلت کا شکار ہے جس سے سینکڑوں افراد ہلاک ہوچکے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق یہاں اوسطاً روزانہ پانچ سے دس افراد بھوک سے مرجاتے ہیں۔ بارشیں نہ ہونے سے اس سال بھی تھر کو خشک سالی کا سامنا ہوسکتا ہے۔ (ڈان، 28 جون، صفحہ 19)

طوفان

27 جون: پشاور میں طوفان کی پیشن گوئی نہ ہونے کی وجہ سے چند گھنٹوں میں 49 افراد جاں بحق ہوگئے۔ محکمہ موسمیات کا دعویٰ ہے کہ اس قسم کی انتہائی موسمی تبدیلی کی پیشگی اطلاع کرنا ترقی یافتہ ممالک میں بھی کافی مشکل ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 28 جون، صفحہ 2)

27 جون: خیبر پختون خواہ علاقے میں طوفان سے متاثرہ افراد کی مدد کے لیے وزیر اعلی پرویز خٹک نے بالائی دیر کی ضلعی انتظامیہ سے اچانک ہونے والی تیز بارشوں اور طوفان سے ہونے والے نقصانات کی رپورٹ طلب کی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 28 جون، صفحہ 2)

XI۔ مزاحمت

گندم خریداری

7 مئی: درجنوں کسانوں نے ملکوال میں نواز شریف پارک کے نزدیک موٹر وے لنک روڈ پر ٹریکٹر ٹرالیاں کھڑی کر کے گھنٹوں محکمہ خوراک کے افسران کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا۔ کسانوں کے مطابق حکومت نے انہیں گندم خریدنے کے لیے باردانہ تو فراہم کردیا ہے لیکن محکمہ خوراک گندم خریدنے سے انکار کررہا ہے۔ مظاہرین نے وزیر اعلیٰ پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ متعلقہ افسران کو کسانوں سے گندم خریدنے کا حکم دیں۔ (دی نیوز، 8 مئی، صفحہ 3)

4 جون: ٹیوب ویلوں کی بجلی منقطع کیے جانے، کسانوں کے خلاف مقدمے قائم کرنے اور پنجاب حکومت کی طرف سے گندم خریداری کی مہم جلد ختم کرنے کے خلاف تقریباً ایک ہزار کسانوں نے پی کے آئی کی سربراہی میں لاہور سے باہر ملتان روڈ کو نو گھنٹوں کے لیے بند کر کے احتجاج کیا۔ کسانوں نے پنجاب کے وزیر قانون رانا ثناء اللہ کے ساتھ کسانوں کا معاہدہ ہوجانے کے بعد احتجاج ختم کیا۔ (ڈان، 5 جون، صفحہ 2)

خشک دودھ کی درآمد

21 جون: حکومت کی ڈیری شعبے سے متعلق پالیسیوں کے خلاف کسانوں نے پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے کئی من دودھ سڑک پر بہا کر خشک دودھ کی درآمد اور چارے پر درآمدی محصول میں اضافے کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا۔ کسان اس سے پہلے نچلی سطح پر شہروں اور دیہات میں احتجاج کرتے رہے ہیں لیکن

بڑے پیمانے پر پاکستان بھر سے کسانوں کا اسلام آباد میں احتجاج پہلی بار ہوا ہے۔ کسانوں کو شکایت ہے کہ انہیں دودھ کی مناسب قیمت نہیں مل رہی ہے۔ (شہزاد عرفان، 21 جون، دی نیوز، صفحہ 1، پولیٹکل اکنامی)

جنگلات کی زمین

24 جون: حیدرآباد میں جامشورو کے کسانوں اور دریائے سندھ کے دائیں کنارے رہنے والے مقامی لوگوں نے سندھ حکومت کی طرف سے 9,000 ایکڑ جنگلات کی زمین فوج کو الاٹ کرنے کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرین کا کہنا تھا کہ سرکاری زمین بے زمین کسانوں میں تقسیم ہونی چاہیے۔ (ڈان، 25 جون، صفحہ 19)

کچی آبادی کے مکین

1 اگست: عوامی ورکرز پارٹی (AWP) کے تین اراکین اور اسلام آباد سیکٹر آئی گیارہ کی کچی آبادی کے مکینوں کی طرف سے ایڈووکیٹ عابد حسن منٹو اور بلال منٹو نے سپریم کورٹ میں درخواست دائر کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ریاست دستور پاکستان کے تحت شہریوں کو رہائش اور دیگر ضروریات فراہم کرنے کی پابند ہے۔ ریاست میٹرو بس اور بارہ لین کی شاہراہیں تو بنا رہی ہے لیکن بے گھر لوگوں کو نظر انداز کر رہی ہے۔ درخواست گزاروں کو سی ڈی اے کی طرف سے کچی آبادی کے مکینوں کو ہٹائے جانے کی طریقے پر سخت تحفظات ہیں۔ (ڈان، 2 اگست، صفحہ 4)

پانی کی عدم فراہمی

10 جولائی: سندھ آبادگار تنظیم کی جانب سے بدین میں بااثر زمینداروں کی جانب سے نہری پانی چوری کرنے اور مظاہرین کے کیمپ پر حملہ کر کے آگ لگانے کے خلاف ہڑتال کی گئی اور سینکڑوں چھوٹے کسانوں نے احتجاجی ریلی نکالی اور دھرنا دیا۔ مظاہرین کا کہنا تھا کہ بڑی تعداد میں کسان بااثر

زمینداروں اور محکمہ آبپاشی حکام کی مصنوعی طور پر پیدا کی گئی پانی کی قلت سے متاثر ہورہے ہیں۔ (ڈان، 11 جولائی، صفحہ 19)

13 جولائی: چیف سیکریٹری سندھ نے بدین میں کسانوں کے احتجاج کا نوٹس لیتے ہوئے چیف انجینئر سکھر بیراج کو ہدایت کی ہے کہ نصیر کنال کے آخری سرے کے علاقوں کو سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق پانی فراہم کریں۔ سپریم کورٹ نے اپنے 3 دسمبر 2013 کے فیصلے میں سکھر بیراج کے حکام کو حکم دیا تھا کہ پانی کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنائیں اور نصیر کنال سے پانی کی چوری پر سخت کارروائی کریں۔ بدین میں بااثر زمینداروں کی طرف سے پانی کی چوری کے خلاف کسانوں کا احتجاج جاری ہے۔ (ڈان، 14 جولائی، صفحہ 19)

16 جولائی: محکمہ آبپاشی بدین کے ملازمین اور کسانوں کے درمیان پانی کی فراہمی اور آبپاشی ملازمین کی جانب سے معافی مانگے جانے کے بعد کسانوں نے اپنا احتجاج ختم کردیا۔ کسان گزشتہ ایک ہفتے سے بااثر زمینداروں کی جانب سے پانی کی چوری کے خلاف احتجاج کررہے تھے۔ اسی دوران کسانوں کے احتجاجی کیمپ پر حملہ کرکے آگ لگادی گئی تھی جس کا الزام کسانوں نے محکمہ آبپاشی کے ملازمین پر عائد کیا تھا۔ (ڈان، 17 جولائی، صفحہ 19)

23 اگست: ضلع بدین میں ملکانی شریف کے کسانوں نے پانی کی قلت کے خلاف پنگریو جھڈو شاہراہ پر دھرنا دے کر ایک بار پھر احتجاج شروع کردیا اور علامتی بھوک ہڑتال کی۔ سندھ آبادگار تنظیم کے رہنماؤں کا کہنا تھا کہ سندھ کے متعدد علاقوں کو سیلاب جیسی صورتحال کا سامنا ہے اس کے باوجود محکمہ آبپاشی سکھر بیراج کے حکام نے پانی کی فراہمی روکی ہوئی ہے۔ کئی بار احتجاج کے بعد چیف سیکریٹری کے نوٹس لینے پر کچھ ہفتوں پہلے انہیں پانی فراہم کیا گیا تھا لیکن اس کے بعد حکام نے نصیر کنال سے پانی کی فراہمی مکمل طور پر بند کردی۔ (ڈان، 24 اگست، صفحہ 17)

مداخل کی قیمتوں میں اضافہ اور امدادی قیمت

1 جون: ملتان میں کسان بورڈ کے ضلعی صدر محمد ابراہیم کی قیادت میں سینکڑوں کسانوں نے پریس کلب سے کمشنر آفس تک ریلی نکالی۔ کسانوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ کپاس کی امدادی قیمت 4,000 روپے فی من، چاول کی 2,200 روپے فی من اور گنے کی امدادی قیمت 280 روپے فی من مقرر کی جائے۔ مظاہرین کا کہنا تھا کہ اگر حکومت نے مداخل اور بجلی پر سے محصولات واپس نہیں لیے تو وہ لاہور تک ریلی نکالیں گے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 2 جون، صفحہ 5)

22 جون: کسانوں کی طرف سے مداخل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے خلاف گزشتہ تین چار ماہ سے جاری احتجاج کے حوالے سے ایک مضمون میں کہا گیا ہے کہ مداخل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کی دو وجوہات ہیں۔ ایک جی ایس ٹی اور دوسری قیمتوں پر حکومتی اختیار کا نہ ہونا۔ مداخل پر عائد محصولات کی وجہ سے یوریا کی قیمت میں 150 فیصد، ڈی اے پی کی قیمت میں 100 فیصد اور زرعی ادویات کی قیمتوں میں 50 فیصد اضافہ ہوا۔ دوسری طرف حکومت مداخل کی ذخیرہ اندوزی روک نہیں پاتی یا روکنا نہیں چاہتی جس کی وجہ سے جس وقت مداخل کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے ان کی ترسیل میں کمی ہونے سے قیمتیں اور زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ زیادہ تر مداخل قرض پر حاصل کیے جاتے ہیں جس پر فروخت کنندہ قسطوں میں ادائیگی کی صورت میں شرح سود مزید بڑھا دیتے ہیں۔ جب تک اجناس کی عالمی قیمتیں بلند تھیں کسان محصولات اور حکومتی کمزوریوں کو برداشت کرلیتے تھے لیکن اب کسان پیداواری لاگت میں جاری اضافے اور زرعی پیداوار کی قیمتوں میں کمی جیسی دو حقیقتوں کے درمیان پھنس گئے ہیں۔ (احمد فراز خان، ڈان، 22 جون، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

11 جولائی: پی کے آئی نے خبردار کیا ہے کہ اگر حکومت نے پیداواری لاگت میں کمی اور چاول اور کپاس کی امدادی قیمت کا اعلان نہیں کیا تو وہ احتجاجی ریلی نکالیں گے اور پنجاب اسمبلی کے سامنے دھرنا دینگے۔

(ڈان، 12 جولائی، صفحہ 2)

20 اگست: پنجاب بھر سے آئے ہوئے کسانوں نے پنجاب اسمبلی کے سامنے مداخل کی قیمتوں میں اضافے اور فصلوں کی قیمتوں میں کمی کے خلاف مظاہرہ کیا اور دھرنا دیا۔ پی کے آئی نے 23 اگست کو قومی اسمبلی کے سامنے احتجاج کا اعلان کیا تھا لیکن آخری دنوں میں گرفتاریوں سے بچنے کے لیے مقام تبدیل کرکے لاہور کو احتجاج کا مرکز بنایا گیا۔ (ڈان، 21 اگست، صفحہ 2)

21 اگست: لاہور میں کسانوں کا احتجاج بارش کے باوجود جاری رہا۔ پنجاب حکومت کی جانب سے وزیر قانون رانا ثناء اللہ، وزیر زراعت فرخ جاوید اور ایڈیشنل چیف سیکریٹری نے کسانوں کے سات رکنی وفد سے ملاقات کی لیکن مظاہرین وزیر اعظم نہیں تو کم از کم وزیر اعلی پنجاب سے بات کرنا چاہتے تھے۔ اتحاد کے چیئرمین خالد کھوکھر نے مزاکرات میں ناکامی کے بعد ذرائع ابلاغ سے بات کرتے ہوئے کہا کہ اگر پنجاب حکومت کی طرف سے شنوائی نہیں ہوئی تو کسان جلد اسلام آباد کی طرف پیش قدمی کریں گے۔
(ڈان، 22 اگست، صفحہ 2)

22 اگست: لاہور میں کسانوں نے وزیر اعلی پنجاب شہباز شریف سے ملاقات کے بعد اپنا احتجاج ختم کرنے کا اعلان کیا ہے لیکن ساتھ ہی خبردار کیا ہے کہ اگر ان سے کیے گئے وعدے 15 دن میں پورے نہیں ہوئے تو وہ واپس آئیں گے۔ پی کے آئی کے چیئرمین خالد کھوکھر نے بتایا کہ وزیر اعلی نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ اگلے اجلاس میں وزیر خزانہ اسحاق ڈار کو لے کر آئینگے اور وفاقی حکومت چاول اور کپاس کی امدادی قیمت کا اعلان کرے گی۔ کسانوں کے مطالبے کے مطابق TCP (ٹی سی پی) کسانوں سے کپاس خریدے گی اور چاول کی خریداری میں پاسکو بھی شامل ہوگی۔ (ڈان، 23 اگست، صفحہ 2)

XII۔ بیرونی امداد

آئی ایف سی

9 جون: IFC (آئی ایف سی) نے گل پور پن بجلی منصوبے میں 50 ملین ڈالرز کی سرمایہ کاری کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ادارہ مزید 72 ملین ڈالرز اس منصوبے کے لیے اکھٹا کرے گا۔ (ڈان، 10 جون، صفحہ 10)

عالمی بینک

11 مئی: ایک مضمون میں پاکستان کے آبپاشی کے وسیع نظام کا تذکرہ کرتے ہوئے ایشین ڈیولپمنٹ بینک (ADB) کے ساتھ کیے گئے حالیہ معاہدے کا ذکر ہے جس کے تحت قبائلی علاقوں میں آبپاشی نظام کو بہتر بنانے کے لیے بینک پاکستان کو 42.9 ملین ڈالرز قرضہ دے گا۔ عالمی بینک بھی سندھ میں آبپاشی نظام کی بہتری اور بحالی کے منصوبے کے لیے سرمایہ فراہم کرے گا۔ اس منصوبے میں 30 فیصد نہروں اور شاخوں کو پختہ کرنے کے علاوہ سیلاب سے دیہی آبادی اور مویشیوں کے بچاؤ کے انتظام کے علاوہ ہائی ایفیشنسی اریگیشن سسٹم (HEIS) کو متعارف اور بڑھانے کا منصوبہ بھی شامل ہے جس سے زیادہ قدر والی فصلیں اور کچن گارڈننگ کو فروغ دیا جائے گا۔ مضمون کے مطابق ہماری پالیسی سازی میں دریاؤں اور نہروں میں جمع شدہ مٹی کو نکالنے اور انہیں گہرا اور چوڑا کرنے کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ 1974 میں بننے والی پٹ فیڈر کنال سے کبھی مٹی نہیں نکالی گئی جس کی وجہ سے 18 سے 20 فٹ کی گہرائی 10 فٹ رہ گئی ہے۔

(واجد جاوید، ڈان، 11 مئی، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

1 جون: عالمی بینک نے انڈس ایکو ریجن کمیونٹی لائیولی ہڈ پروجیکٹ کی منظوری دے دی ہے۔ منصوبہ ڈبلیو ڈبلیو ایف۔ پی نے سندھ میں مقامی لوگوں کے روزگار کو بہتر بنانے کے لیے شروع کیا ہے۔ پاکستان کے پانچ ایکو سسٹم یعنی ماحولیاتی نظاموں میں سے انڈس ایکو سسٹم زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اس منصوبے میں ٹھٹھہ کی کینجھر جھیل، چھوٹیاری ضلع سانگھڑ کا آبی ذخیرہ، ضلع خیرپور میں نارا کنال کا علاقہ اور ضلع جامشورو

میں منچھر جھیل کے اردگرد کی مقامی بستیوں کے کسانوں کو منڈی سے جوڑ کر ویلیو چین کو مضبوط بنانا (یعنی ان کی بنائی گئی اشیاء کی تیاری کے دیگر مراحل سے گزار کر ان کی قدر میں اضافے کرنا)، دیہی آبادی کی زراعت کے علاوہ آمدنی کو بڑھانا اور صنفی امتیاز کم کرنا شامل ہے۔ (ڈان، 2 جون، صفحہ 10)

7 جون: حیدرآباد میں عالمی بینک کے وفد نے ایس سی اے کے افسران اور اراکین سے ملاقات کے دوران بینک کی امداد سے چلنے والے منصوبے سندھ ایگریکلچرل گروتھ پرجیکٹ (SAGP) پر تبادلہ خیال کیا۔ اس موقع پر ایس سی اے کے صدر ڈاکٹر سید ندیم قمر نے کہا کہ ضروری ہے کہ منصوبے کے لیے آٹھ بلین روپے کی منتقلی میں شفافیت ہو۔ (ڈان، 8 جون، صفحہ 17)

20 جون: عالمی بینک نے سندھ بیراجز امپرومنٹ پروجیکٹ (SBIP) کے تحت گڈو بیراج کی مرمت و بحالی کے کام کے لیے 188 ملین ڈالرز کی منظوری دے دی ہے۔ (دی نیوز، 21 جون، صفحہ 1)

امریکی امداد

21 مئی: امریکی محکمہ زراعت کے بلوچستان میں پانچ سالہ فوڈ فار پیس (Food for Peace) پروگرام کے تحت 21,000 میٹرک ٹن امریکی سویابین تیل کی پاکستان میں فروخت سے حاصل آمدنی کو بلوچستان میں 78 سرد خانے اور کیلے پکانے کے یونٹس تعمیر کرنے کے لیے استعمال کیا جائے گا تاکہ علاقے میں پیدا ہونے والی اشیاء کو خراب ہونے سے بچایا جاسکے۔ (ڈان، 22 مئی، صفحہ 11)

ب۔ عالمی زرعی خبریں

ا۔ زرعی مواد

زمین

- زمینی قبضہ

2 اگست: لائبیریا کے علاقے کباڈا (Kabada) میں گزشتہ سال جب ایبولا وائرس اپنی انتہا پر تھا انڈونیشیا کی کمپنی گولڈن ویرولیم لائبیریا نے مقامی کسانوں سے بڑی بڑی زمینیں حاصل کرنے کے لیے معاہدے کیے۔ یہ معاہدے ستمبر میں کیے گئے اور کچھ ہی مہینوں میں پام آئل کے پودوں کی کاشت کے لیے بڑے پیمانے پر زمین کو صاف کردیا گیا۔ کمپنی کے متعلق کہا جارہا ہے کہ اس نے ایبولا وائرس پھیلنے کے دوران اپنے زیرکاشت رقبے کو دگنا کرلیا۔ کمپنی نے بڑے پیمانے پر دیہاتیوں کو معاہدے کرنے پر اکسایا ایسے وقت میں جب ملک بحران میں تھا۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 3 اگست، صفحہ 1)

25 جولائی: 1,200 چھوٹے جزائر پر مشتمل مالدیپ نے غیر ملکیوں کو ایک بلین ڈالرز کی سرمایہ کاری سے مشروط زمین فروخت کرنے کا قانون پاس کیا ہے جس پر بھارت خطے میں چین کے بڑھتے اثر و رسوخ سے خوفزدہ ہے۔ (ڈان، 26 جولائی، صفحہ 13)

اا۔ زرعی مداخل

قدرتی یا صنعتی زراعت

1 جون: ایک مضمون میں پیسفک انسٹی ٹیوٹ اور نیشنل جیوگرافک کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ صنعتی غذائی نظام میں ناصرف کیمیائی ادویات اور جراثیم کش ادویات (اینٹی بائیوٹک) کا بے تحاشہ استعمال ہوتا ہے بلکہ جانوروں کے ساتھ خاص کر مرغبانی میں بہت ظلم ہوتا ہے۔ اس طریقہ پیداوار میں پانی کا استعمال

بھی بہت زیادہ ہے۔ مثلاً برگر میں استعمال ہونے والے گائے کے گوشت کے کباب (patty) کی تیاری میں میں 450 گیلن پانی ضائع ہوتا ہے۔ مضمون نگار کے مطابق امریکہ میں اب غذا کے حوالے سے ایک انقلاب آرہا ہے۔ مثلاً لوگ نامیاتی (آرگینک) غذا اور جانوروں کے حقوق کو زیادہ اہمیت دے رہے ہیں۔ اس ہی طرح کیلیفورنیا میں خشک سالی لوگوں کو مجبور کررہی ہے کہ وہ پانی کے استعمال میں بہتر اور عمدہ طریقوں کو اپنا کر پانی کو بچائیں۔ (نکولس کرسٹوف، انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 1 جون، صفحہ 7)

10 جون: ایک مضمون کے مطابق امریکہ اور دیگر مغربی ممالک میں عوام کی جانب سے جینیاتی اجزاء سے پاک غذا کی طلب میں اضافہ ہورہا ہے اور ساتھ ہی مطالبہ کیا جارہا ہے کہ جینیاتی اجزاء کی حامل غذا پر لیبل چسپاں کرنا لازمی قرار دیا جائے۔ 64 ممالک میں لیبل لگانا لازمی قرار دیا جاچکا ہے جن میں یورپی یونین کے ممالک، برازیل اور کچھ افریقی ممالک بھی شامل ہیں۔ کئی ممالک میں ایسی غذا کی درآمد کو روکا جارہا ہے۔ (جین ای بروڈی، انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 10 جون، صفحہ 7)

11 جون: ایک مضمون نگار نے امریکہ میں کسانوں کی تعداد بڑھانے پر زور دیتے ہوئے لکھا ہے کہ امریکہ کے 30 فیصد کسان 65 سال سے زیادہ عمر کے ہیں جبکہ 10 فیصد سے کم کی عمر 35 سال سے کم ہے۔ ٹیکنالوجی میں بڑھتی ہوئی ترقی اور وسیع اراضی پر کاشتکاری کے رجحان میں کسانوں کی تعداد مزید کم ہونے کے قوی امکانات ہیں۔ زراعت کو ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو اپنے چھوٹے کھیتوں میں لوگوں کے لیے صحت بخش غذا اگاسکیں بجائے اس غذا کے جو بیماری میں مبتلا کرتی ہے یا وہ غذا جو جانوروں اور موٹر گاڑیوں کے لیے ہو۔ (مارک بٹ مین، انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 11 جون، صفحہ 9)

20 اگست: امریکہ میں نامیاتی خوراک (آرگینک فوڈ) کی فروخت 2012 سے اب تک تقریباً 25 فیصد بڑھ گئی ہے اور جیسے جیسے منڈی میں نامیاتی خوراک کی طلب بڑھ رہی ہے نامیاتی مصنوعات بھی بڑھتی جارہی ہیں۔ تصدیق شدہ مصنوعات کی فروخت گزشتہ سال 39 بلین ڈالرز تک پہنچ گئی جو 2013 کے

مقابلے 11.3 فیصد زیادہ ہے۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 21 اگست، صفحہ 13)

III۔ غربت اور غذائی تحفظ

7 مئی: ایک مضمون کے مطابق ممتاز ماہر معاشات جوزف ای اسٹگلز (Joseph E Stiglits) نے اپنی حال ہی میں عدم مساوات پر شائع ہونے والے کتاب میں کہا ہے کہ اداروں اور معیشت میں ہونے والی تبدیلیاں عام مزدوروں کے کردار کو کمزور کررہی ہیں جو معاشرے میں اسیر وں کے لیے کام کرکے انہیں فائدہ پہنچاتے ہیں۔ اوبامہ انتظامیہ ایشیاء اور افریقی ممالک سے اب جو تجارتی معاہدے کررہی ہے جن میں سرمایہ کاری کے معاہدے بھی شامل کیے گئے ہیں ان میں ملٹی نیشنل کمپنیوں کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ حکومتوں پر زرتلافی کے لیے مقدمہ دائر کرسکتی ہیں اگر وہاں کے قوانین ان کے منافع میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ (ایڈورڈو پورٹر، انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 7 مئی، صفحہ 12)

22 جون: لاطینی امریکہ کی آبادی 690 ملین ہے جن میں سے 15,000 بے تحاشہ امیر لوگ کم از کم 30 ملین ڈالرز کے اثاثوں کے مالک ہیں۔ گزشتہ سال ان افراد کی تعداد میں پانچ فیصد اضافہ ہوا تھا اور اس سال یہ اضافہ 38 فیصد ہے جو دنیا کے کسی بھی خطے میں سب سے تیزی سے ہونے والا اضافہ ہے۔ (دی نیوز، 23 جون، صفحہ 15)

23 جون: غربت کو ناپنے اور دنیا بھر میں اس کی نگرانی کے بہترین طریقوں کی نشاندہی کرنے کے لیے عالمی بینک نے ایک نئے کمیشن کے قیام کا اعلان کیا ہے جو اپریل 2016 تک ایک رپورٹ تیار کرے گا۔ اس کمیشن میں دنیا بھر سے 24 چوٹی کے اقتصادی ماہرین شامل ہیں جن کی صدارت غربت اور عدم مساوات کو ناپنے کے ماہر انتھونی ایٹکنسن (Anthony Atkinson) کررہے ہیں۔ (ڈان، 24 جون، صفحہ 10)

IV۔ غذائی اور نقد آور فصلیں

1 جولائی: اقوام متحدہ کے ادارے ایف اے او کے مطابق عالمی طلب میں کمی کا رجحان اور فصلوں کی بہتر اور اضافی پیداوار کی وجہ سے اہم زرعی اشیاء کی قیمتوں میں رواں دہائی کی کا رجحان رہے گا جبکہ ترقی پذیر ممالک میں چینی کی قیمت میں اضافے کا رجحان رہے گا جس میں منڈی قیمت کا تعین کرے گی۔ (ڈان، 2 جولائی، صفحہ 11)

غذائی فصلیں

- زیتون

12 مئی: اٹلی میں صدیوں سے زیتون کے درخت پائے جاتے ہیں جو اعلیٰ قسم کا زیتون کا تیل فراہم کرتے ہیں مگر اب یہ درخت مر رہے ہیں۔ اٹلی میں زیتون کے حوالے سے مشہور علاقے میں درختوں کو لگنے والی بیماری سے نسلوں سے زیتون کا تیل بنانے والے خاندان بربادی کے خوف کا شکار ہیں۔ سائنسدانوں کے اندازے کے مطابق ایک ملین زیتون کے درخت بیماری کا شکار ہیں اور یہ تعداد تیزی سے بڑھ سکتی ہے۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 13 مئی، صفحہ 1)

نقد آور فصلیں

- تمباکو

8 جولائی: عالمی ادارہ صحت نے دنیا بھر کی حکومتوں سے کہا ہے کہ وہ تمباکو کی مصنوعات پر بھاری محصول عائد کریں تاکہ تمباکو کے استعمال میں کمی لائی جاسکے جس سے ہر چھٹے سیکنڈ ایک موت واقع ہوجاتی ہے جو سالانہ تقریباً 6 ملین بنتی ہے۔ (ڈان، 9 جولائی، صفحہ 14)

۷۔ تجارت

برآمدات

- پستہ

9 مئی: تیل کے ساتھ ساتھ ایرانی پستہ بھی یورپ اور امریکہ میں پابندیوں سے متاثر ہے جو ملک کی دوسری بڑی برآمدی پیداوار ہے۔ تہران اور واشنگٹن میں جوہری تنازعے پر معاہدے کی حتمی تاریخ 30 جون ہے۔ ایران کی اس تجارت میں واپسی سے کیلی فورنیا کے کسان متاثر ہونگے جو وہاں خشک سالی کے باوجود پہلے سے دگنے رقبے پر پستے کی پیداوار حاصل کررہے ہیں۔ امریکہ میں اس وقت ایرانی پستے کی درآمد پر پابندی عائد ہے۔ (ڈان، 10 مئی، صفحہ 11)

درآمدات

22 جون: روس مغرب سے غذائی اشیاء کی درآمد پر پابندی کو توسیع دینے کی تیاری کررہا ہے۔ روسی وزیر اعظم نے صدر کو باضابطہ طور پر پابندی کی مدت میں توسیع کی سفارش کردی ہے۔ روسی وزارت خارجہ نے یورپی یونین کی جانب سے روس کے خلاف عائد کی گئی معاشی پابندیوں کو جنوری 2016 تک وسعت دینے پر مایوسی کا اظہار کیا ہے۔ (ڈان، 23 جون، صفحہ 11)

13 اگست: روس نے مزید چار ممالک البانیہ، مونٹی نیگرو، لچسٹن (Liechtenstein) اور آئس لینڈ کو ان ممالک کی فہرست میں شامل کرلیا ہے جن سے غذائی اشیاء کی درآمد پر پابندی عائد کی گئی ہے۔ (ڈان، 14 اگست، صفحہ 12)

- گندم

22 جولائی: ایران نے ملک میں گندم اور جو کی درآمد پر محصول عائد کردیا ہے۔ خبر کے مطابق تقریباً 40

سے 50 ڈالرز فی ٹن محصول عائد کیا گیا ہے۔ یورپی تاجروں کا کہنا ہے کہ درآمدی محصول عائد کیے جانے سے واضع ہوتا ہے کہ ایران درآمد کے لیے دباؤ کا شکار نہیں ہے۔ (ڈان، 23 جولائی، صفحہ 11)

VI۔ کارپوریٹ شعبہ

خوردہ فروش کمپنیاں

- وال مارٹ

20 جون: وال مارٹ بیرون ممالک 76 بلین ڈالرز کے اثاثوں کی مالک ہے یونائیٹڈ فوڈ اینڈ کمرشل ورکرز انٹرنیشنل یونین (UFCW) کی تحقیق کے مطابق وال مارٹ کے چین، وسطی امریکہ، برطانیہ، برازیل، جاپان، جنوبی افریقہ اور چلی میں تقریباً 3,500 اسٹورز لگزمبرگ اور ورجن آئی لینڈ جیسے ٹیکس فری علاقے میں ہیں۔ (ڈان، 21 جون، صفحہ 12)

غذائی کمپنیاں

25 جون: دنیا کی سب سے بڑی غذائی اور مشروبات کی کمپنیوں نے نیویارک میں کنزیومر گڈز فورم (CGF) کے اجلاس میں 2025 تک وہ غذا جو ضائع کردی جاتی ہے، کی مقدار کو آدھا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ (ڈان، 26 جون، صفحہ 11)

- کوفکو انٹرنیشنل ہولڈنگ کمپنی

13 مئی: ایک خبر کے مطابق چین کے اناج کے سب سے بڑے تاجر نے چائنہ انویسٹمنٹ کارپوریشن کے ساتھ مشترکہ سرمایہ کاری کرکے دو ڈچ تجارتی کمپنیوں کو، جس کے حصص کی اکثریت چائنہ انویسٹمنٹ کمپنی کے پاس ہے، ملا کر نئی زرعی کمپنی کوفکو انٹرنیشنل ہولڈنگ کمپنی بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ کمپنی چار دیو ہیکل عالمی غذائی کمپنیوں اے ڈی ایم (ADM)، کارگل (Cargil)، بنج (Bunge) اور لوئس

ڈریائفرسLouis Dreyfus کے مدمقابل پانچویں بڑی اناج کمپنی ہوگی۔ (ڈان، 14 مئی، صفحہ 11)

- نیسلے

3 جون: بھارتی حکومت نے نیسلے میگی نوڈلز پر 15 دنوں کے لیے پابندی عائد کردی ہے۔ فوڈ سیفٹی اینڈ ڈرگ ایڈمنسٹریشن (FSDA) نے نوڈلز میں مونوسوڈیم گلوٹامیٹ (monosodium glutamate) اور سیسے کی کی زیادہ مقدار کا پتہ لگایا تھا جس کے بعد نیسلے انڈیا کے خلاف اتر پردیش کی مقامی عدالت میں مقدمہ درج ہو چکا ہے۔ (دی نیوز، 4 جون، صفحہ 11)

4 جون: بھارتی وزیر صحت بی پی ناڈا نے تمام بھارتی ریاستوں سے میگی نوڈلز کے معیار پر رپورٹ طلب کی ہے۔ تمام دکانوں سے یہ نوڈلز پہلے ہی ہٹائے جا چکے ہیں۔ (دی نیوز، 3 جون، صفحہ 11)

22 جون: دنیا کی سب سے بڑی غذائی اور مشروبات کی کمپنی نیسلے افریقہ میں اپنے ملازمین کی تعداد میں 15 فیصد کمی کر رہی ہے۔ نیسلے کے چیف ایگزیکٹو برائے افریقہ کرنل کرومیناچر (Cornel Krummenacher) نے افریقہ میں متوسط طبقے کے حوالے سے کہا ہے کہ ''ہم سمجھتے تھے کہ یہ ایشیا کے بعد دوسرا بڑا متوسط طبقہ ہوگا، لیکن ہمیں اندازہ ہوا کہ یہ طبقہ یہاں نہ صرف بہت چھوٹا ہے بلکہ یہ بڑھ بھی نہیں رہا ہے''۔ (کترینہ مینسن، ڈان، 22 جون، صفحہ 6، بزنس اینڈ فنانس)

- مکڈونلڈ

4 مئی: امریکی فاسٹ فوڈ کمپنی مکڈونلڈ نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اپنے بین الاقوامی کاروبار کو ازسرنو تشکیل دے گی تاکہ اس کی کم ہوتی ہوئی فروخت کے رجحان کو تبدیل کیا جاسکے۔ (ڈان، 5 مئی، صفحہ 11)

VII۔ مال مویشی، ماہی گیری اور مرغبانی

مال مویشی

7 مئی: یوکرائن کے مسئلے پر مغرب کی جانب سے روس پر عائد کی گئی پابندیوں کے جواب میں روس نے ان ممالک سے غذائی مصنوعات کی درآمد پر پابندی عائد کردی جس کے نتیجے میں مقامی ڈیری کا شعبہ ترقی کررہا ہے۔ روس کے بڑے خوردہ فروش مقامی پنیر فروخت کررہے ہیں۔ فارم مالکان اس پابندی سے خوش ہیں جو اب اپنی موزریلا پنیر ماسکو میں فروخت کرسکتے ہیں جہاں پہلے مسابقت کی وجہ سے انہیں مشکلات درپیش تھیں۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 8 مئی، صفحہ 13)

26 جون: اقوام متحدہ کے ادارے برائے خوراک وزراعت کے مطابق بھارت میں گوشت کے استعمال کی شرح دنیا میں سب سے کم ہے حالانکہ بھارت مویشوں کی تعداد کے حساب سے دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے۔ ملک میں گائے بیل کے گوشت پر پابندی کے بعد سے کسان بھی مشکلات کا شکار ہیں کیونکہ اب ان کے بیل کی کوئی قدر نہیں رہی جسے وہ اکثر اپنا قرض ادا کرنے کے لیے فروخت کیا کرتے تھے۔ اب انہیں کوئی خریدار نہیں ملتا۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 27 جون، صفحہ 1)

9 مئی: افغانستان اون کی پیداوار کے حوالے سے دنیا کا تیسرا بڑا ملک ہے جو سالانہ 30 ملین ڈالرز مالیت کا 1,000 ٹن اون پیدا کرتا ہے۔ افغانستان میں مال مویشی پالنے والے فرد کی سالانہ آمدنی 1,100 ڈالرز سے زیادہ ہوتی ہے۔ (ڈان، 10 مئی، صفحہ 11)

مرغبانی

22 مئی: ایک خبر کے مطابق امریکہ میں 87 فیصد انڈے دینے والی مرغیاں ایوین فلو (avian flu) میں مبتلا ہوگئی ہیں جس کی وجہ سے بڑی غذائی کمپنیوں اور ریسٹورنٹ چینز کو انڈوں کی سپلائی میں دشواری کا

سامنا ہے۔ (نیو یارک ٹائمز، 23 مئی، صفحہ 11)

VIII۔ ماحول

زمین

- آلودگی

اٹیمی تابکاری:

9 اگست: ٹوکیو میں ناگاساکی پر ایٹم بم گرانے کی 70 ویں سالگرہ منائی گئی اور صبح 11 بجکر دو منٹ پر ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی گئی۔ اگست 1945 میں امریکی جہاز سے گرائے جانے والے بم سے 74,000 سے زائد افراد ہلاک ہوگئے تھے۔ (ڈان، 10 اگست، صفحہ 12)

- جنگلات

8 جون: سری لنکا کے ساحلی علاقوں میں مینگروز کے جنگلات کے قریب بسنے والے افراد کا کہنا ہے کہ یہ جنگلات تیز ہواؤں اور شدید بارشوں سے ہونے والے نقصانات کے سامنے رکاوٹ بن جاتے ہیں اور شدت کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سری لنکا کی حکومت نے پورے ملک میں مینگروز کے تحفظ کے لیے منصوبہ بندی کی ہے۔ بڑے پیمانے پر شروع کیا جانے والا یہ منصوبہ اپنے نوعیت کا منفرد منصوبہ ہے۔ (ڈان، 9 جون، صفحہ 13)

- جنگلی حیات

26 اگست: ایک خبر کے مطابق بینکاک میں دوٹن ہاتھی دانت کو تباہ کیا گیا۔ اس کا مقصد ہاتھی دانت کے غیر قانونی کاروبار کو ختم کرنا اور جنگلی حیات کو تحفظ فراہم کرنا ہے۔ تھائی حکومت نے غیر قانونی طور پر ہاتھی دانت کی اسمگلنگ کی روک تھام کے سلسلے میں اقدامات کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ واضح رہے کہ تھائی

لینڈ کو اس کاروبار کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔ (ڈان، 27 اگست، صفحہ 15)

پانی

- آلودگی

13 جولائی: آئی ایم ایف کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق دنیا میں ہر منٹ میں ایک بچہ پانی سے ہونے والی بیماریوں سے مرتا ہے اور ہر چھ میں سے ایک فرد ایسے علاقے میں رہتا ہے جہاں پانی ناکافی ہے اور تقریباً نو میں سے ایک فرد کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے۔ (ڈان، 14 جولائی، صفحہ 5)

فضاء

- آلودگی

4 مئی: ماہرین کے مطابق فضائی آلودگی کی وجہ سے دمے کے مریضوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔ سرگنگا رام ہسپتال نئی دہلی کے ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ وہ افراد بھی اب دمے کے علاج کے لیے ہسپتال آتے ہیں جنہیں پہلے اس بیماری کا کوئی خدشہ ہی نہیں تھا جو ایک تشویشناک بات ہے۔ (ڈان، 5 مئی، صفحہ 10)

14 اگست: ایک مضمون کے مطابق چین میں فضائی آلودگی کی وجہ سے سالانہ 1.6 ملین افراد ہلاک ہوتے ہیں جو ملک کی شرح اموات کا 17 فیصد حصہ ہے۔ (ڈین لیون، انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 15 اگست، صفحہ 3)

IX۔ موسمی تبدیلی

22 مئی: امریکی صدر اوباما نے نیویارک میں کوسٹ گارڈز اکیڈمی سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ موسمی تبدیلی نہ صرف امریکی قومی سلامتی کے لیے خطرے کا باعث ہے بلکہ عالمی سالمیت کے لیے بھی شدید خطرہ ہے۔ سائنسی حقائق کسی شبے سے بالاتر ہو کر ثابت کر رہے ہیں کہ کرہ ارض گرم ہو رہی ہے اس

ہی کی وجہ سے نائیجریا میں خشک سالی نے بوکوحرام جیسے دہشت گرد گروہ کو متحرک کیا۔ اسی طرح خشک سالی اور فصلوں کی خرابی نے غذائی قیمتوں میں اضافہ کرکے شام کے حالات میں بگاڑ پیدا کیا۔ (جولی ڈیوس، انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 22 مئی، صفحہ 5)

26 مئی: ایک مضمون میں آسٹریلیا کے سابق وزیراعظم کیون رڈ (Kevin Rudd) نے کہا ہے کہ اقوام متحدہ کی اس سال پیرس میں موسمی تبدیلی پر ہونے والی عالمی سربراہی کانفرنس میں دنیا کی سب سے بڑی معیشتوں کے سربراہوں کو حقیقی قیادت کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ امریکہ اور چین، جو دنیا میں سب سے زیادہ آلودگی پھیلانے والے ہیں، نے پچھلے سال نومبر میں کاربن کے اخراج کے حوالے سے معاہدے کا اعلان کردیا تھا۔ امریکہ نے وعدہ کیا تھا کہ وہ 2025 تک فضاء میں کاربن کا اخراج 2005 کی سطح سے 26 فیصد کم کردے گا۔ چین نے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ یہ ہدف 2030 تک مکمل کرپائے گا۔ چین اور بھارت نے اس اس مہینے کے شروع میں ایک مشترکہ اعلامیہ جاری کیا تھا جس میں انھوں نے پیرس کانفرنس سے پہلے اپنے کاربن کے اخراج میں کمی کے اہداف کا منصوبہ پیش کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ 1850 سے 2012 تک امریکہ اور یورپ نے فضاء میں موجود گرین ہاؤس گیسوں کا 45 فیصد اخراج کیا جبکہ بھارت اور چین اس دوران 18 فیصد گرین ہاؤس گیسیں پیدا کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ اگلے پانچ سالوں میں چین 24 فیصد، بھارت سات فیصد، امریکہ 13 فیصد اور یورپ آٹھ فیصد گرین ہاؤس گیسوں کا اخراج کریں گے۔ (کیون رڈ، انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 26 مئی، صفحہ 6)

12 جون: انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن (ILO) کے ڈائرکٹر جنرل گائے رائیڈر (Guy Ryder) نے جنیوا میں ایک سربراہی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ موسمی تبدیلی سے نمٹنے اور سبز معیشت کو فروغ دینے کے لیے صحیح پالیسیوں کو اپنایا گیا تو 60 ملین روزگار کے مواقع پیدا ہوسکتے ہیں۔ اگر موسمی تبدیلی سے نمٹنے کے لیے مناسب کاروائی نہیں کی گئی تو مستقبل میں ہم سب کو اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔

(ڈان، 13 جون، صفحہ 15)

20 جون: یونیورسٹی آف کیلیفورنیا، پرنسٹن اور سٹان فورڈ یونیورسٹی کے ماہرین کی تحقیق کے مطابق موجودہ موسمی تبدیلیوں کے پیشِ نظر اس بات کا اندازہ لگایا جا رہا ہے کہ بہت جلد ایک بار پھر نسل انسانی معدومیت سے دوچار ہونے جا رہی ہے۔ اگر اس صورتحال کو نہ روکا گیا تو زمین پر موجود حیات کو ہونے والے اس نقصان کو قدرتی طریقے سے پورا کرنے میں لاکھوں سال لگ جائیں گے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 21 جون، صفحہ 12)

1 جون: دنیا کی سب سے بڑی تیل اور گیس کی کمپنیوں نے اقوام متحدہ کے فریم ورک کنونشن آن کلائمیٹ چینج (UNFCCC) اور پیرس کانفرنس کے سربراہ کے نام مشترکہ خط میں حکومتوں سے کہا ہے کہ وہ کاربن اخراج پر قیمت (carbon pricing) کے نظام کو اپنے ملک میں نافذ کریں کیونکہ گرین ہاوس گیسوں کے اخراج کو کم کرنے کا یہی سب سے کارگر طریقہ ہے۔ (ڈان، 2 جون، صفحہ 11)

25 جون: ایک مضمون میں کہا گیا ہے کہ امریکی صدر اوبامہ کا کاربن اخراج میں 2005 کی سطح سے 28 فیصد کمی کا ہدف پٹڑی سے اترتا دکھائی دے رہا ہے۔ ماحولیاتی ماہرین کا کہنا ہے کہ ہدف حاصل کرنے کا طریقہ نہ صرف وقت اور پیسے کا زیاں ہے بلکہ یہ امریکہ کو بالکل غلط سمت کی طرف لے جا رہا ہے۔ (ایڈورڈو پورٹر، انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 25 جون، صفحہ 17)

11 اگست: آسٹریلوی وزیراعظم ٹونی ایبٹ (Tony Abbot) نے فضاء میں گرین ہاوس گیسوں کے اخراج میں کمی کرنے کے لیے ہدف کا اعلان کیا ہے۔ سال 2030 تک کاربن کے اخراج میں 26 سے 28 فیصد کمی کرکے 2005 کی سطح پر لایا جائے گا۔ اگر یہ اقدامات نہیں کیے گئے تو شمالی مشرقی حصے میں موجود چھوٹے جزائر زیر آب آجائیں گے۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 12 اگست، صفحہ 4)

26 اگست: برازیل میں موسمی تبدیلی اور فضاء میں کاربن کے اخراج کی پیمائش کے لیے ایک ٹاور قائم کیا

گیا ہے جس کی اونچائی 1,066 فٹ ہے۔ یہ ٹاور اپنے اردگرد 1,000 مربع میل رقبے کی نگرانی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس ٹاور پر 7.4 ملین ڈالرز خرچ ہوئے ہیں۔ (ڈان، 27 اگست، صفحہ 13)

عالمی حدت

27 مئی: ماہرین کا کہنا ہے موسمی تبدیلی کی وجہ سے اس صدی کے آخر میں ایورسٹ کے خطے میں موجود 70 فیصد گلیشیر پگھل جائیں گے۔ (دی نیوز، 28 مئی، صفحہ 11)

10 جون: ایک مضمون کے مطابق باواریا (Bavaria) جرمنی میں منعقد ہونے والے معروف عالمی اقتصادی قوتوں کے سربراہی اجلاس (G-7 Summit) میں جاری مشترکہ بیان میں کہا گیا ہے کہ سال 2050 تک عالمی حدت میں 2010 کے مقابلے میں دو ڈگری سینٹی گریڈ کمی اور کاربن گیسوں کے اخراج میں 40 سے 70 فیصد کمی کی جائے گی۔ اس اجلاس میں امریکہ، برطانیہ، جاپان، فرانس، کینیڈا، اٹلی اور جرمنی کے نمائندگان نے شرکت کی۔ (دی نیوز، 10 جون، صفحہ 7)

X۔ قدرتی بحران

زلزلہ

16 جون: بیجنگ، چین کی ایک رپورٹ کے مطابق نیپال میں اپریل میں آنے والے زلزلے کی وجہ سے ماونٹ ایوریسٹ اپنی جگہ سے تقریباً ایک انچ جنوب مغرب کی طرف سرک گیا ہے۔ (ڈان، 17 جون، صفحہ 15)

18 جون: امریکی یونیورسٹی آف کالیراڈو کی زلزلوں کے حوالے سے کی گئی تحقیق کے مطابق وسطی امریکہ میں آنے والے زلزلوں میں ہونے والے غیر معمولی اضافے کی وجہ یہ ہے کہ کنوؤں میں ایسی ڈرل

استعمال کی جارہی ہے (سوپر چارجڈ) جس کی وجہ سے زمین ہل جاتی ہے۔ کئی ریاستوں میں زلزلوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے، جس کی ایک مثال اوکلاہامہ ریاست ہے جس میں ایک سال میں آنے والے زلزلوں کی تعداد تین یا چار سے بڑھ کر 100 ہوگئی ہے۔ (ڈان، 19 جون، صفحہ 15)

- نیپال

30 اپریل: نیپال میں آنے والے زلزلے کی وجہ سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد 5,844 ہوگئی ہے اور 11,175 افراد زخمی ہوگئے ہیں۔ اقوام متحدہ کے مطابق زلزلے کے متاثرین کے لیے 415 ملین ڈالرز درکار ہیں۔ (ڈان، 1 مئی، صفحہ 8)

3 مئی: نیپالی فوج کے سربراہ جنرل گوروَ رانا (Gaurav Rana) نے کہا ہے کہ زلزلے کے بعد پاکستان کی جانب سے دی گئی امداد کو کھٹمنڈو کے عوام کبھی بھی نہیں بھولیں گے۔ پاکستان کے فوجی ڈاکٹر دن رات متاثرین کی خدمت میں مصروف رہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 4 مئی، صفحہ 1)

12 مئی: نیپال میں ایک مرتبہ پھر زلزلے کے شدید جھٹکے محسوس کیے گئے ہیں۔ زلزلے کی شدت 7.3 تھی جس میں مزید 48 افراد ہلاک ہوگئے۔ (ڈان، 13 مئی، صفحہ 16)

25 جون: نیپال میں آنے والے حالیہ زلزلہ سے بہت بڑی تباہی کے علاوہ 8,800 سے زائد افراد ہلاک ہوئے تھے تعمیر نو کے لیے نیپال کو تقریباً 6.7 بلین ڈالرز درکار ہیں۔ اس موقع پر بھارت نے ایک بلین ڈالرز، ADB (اے ڈی بی) نے 600 ملین ڈالرز، ورلڈ بینک نے 500 ملین ڈالرز اور جاپان نے 260 ملین ڈالرز عطیہ دینے کا اعلان کیا ہے۔ (دی انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 26 جون، صفحہ 4)

سیلاب

30 مئی: امریکہ میں ہونے والی شدید بارشوں اور طوفان کی وجہ سے 28 افراد ہلاک اور 11 لاپتہ ہوگئے ہیں۔ ہلاک شدگان میں 24 کا تعلق ٹیکساس سے ہے۔ محکمہ موسمیات کے مطابق مئی کے مہینے میں ریکارڈ 16.07 انچ بارش ہوئی ہے۔ (ڈان، 31 مئی، صفحہ 14)

9 اگست: چین میں ہونے والی حالیہ بارشیں اس صدی کی شدید ترین بارشیں قرار دی جارہی ہیں۔ ملک کے مشرقی حصے میں سمندری طوفان کی وجہ سے 12 افراد ہلاک اور 1.36 ملین متاثر ہوئے ہیں۔ اس سمندری طوفان کی وجہ سے ملک کو 617 ملین ڈالرز کا معاشی نقصان ہوا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 10 اگست، صفحہ 8)

- گرمی کی لہر

30 مئی: بھارت کے جنوبی حصے میں شدید گرمی سے تقریباً 2,000 افراد ہلاک ہوگئے ہیں۔ (ڈان، 31 مئی، صفحہ 1)

8 اگست: ایک خبر کے مطابق ہانگ کانگ میں 1885 سے اب تک پہلی بار انتہائی 36.3 ڈگری سینٹی گریڈ گرمی ریکارڈ کی گئی ہے۔ اس سے قبل 1990 میں درجہ حرارت 36.1 ڈگری سینٹی گریڈ ریکارڈ کیا گیا تھا۔ (ڈان، 9 اگست، صفحہ 15)

جنگلی آگ

24 مئی: کینیڈا کے شہر البرٹا میں جنگل میں لگنے والی آگ کی وجہ سے ہزاروں لوگوں کے انخلاء کا حکم جاری ہوا ہے۔ آگ کے نتیجے تقریباً 30,000 ہیکٹرز پر جنگلات جل گئے۔ (ڈان، 28 مئی، صفحہ 15)

9 اگست: پرتگال کے شمالی علاقوں میں جنگل میں لگی آگ بجھانے کے لیے 500 افراد پر مشتمل آگ بجھانے کا عملہ، آٹھ ہوائی جہاز اور چار ہیلی کاپٹرز تعینات کر دیے گئے ہیں۔ (ڈان، 10 اگست، صفحہ 13)

خشک سالی

3 جون: مغربی امریکہ میں خشک سالی کی وجہ سے کیلی فورنیا میں پچھلے سال کے مقابلے میں اس سال اپریل کے مہینے میں پانی کا استعمال 13.5 فیصد کم ہوگیا ہے۔ (ڈان، 4 جون، صفحہ 14)

22 اگست: ایک خبر کے مطابق امریکی ریاست کیلفورنیا میں جاری خشک سالی کے حوالے سے کولمبیا یونیورسٹی کے موسمیات کے سائنسدان اے پارک نے کہا یہ ثابت کیا ہے کہ عالمی حدت کی وجہ سے خشک سالی کی شدت میں بھی 15 سے 20 فیصد اضافہ ہوا ہے اور آئندہ سالوں میں صورت حال اس سے زیادہ خراب ہوسکتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ عام حالات میں موسم میں قدرتی فرق سے پیدا ہونے والی خشک سالی کو انسانوں کی پیدا کردہ موسمی تبدیلی نے سنگین تر بنا دیا ہے۔ (جسٹن گلیز، انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 22 اگست، صفحہ 4)

XI۔ مزاحمت

- زرعی اشیاء کی قیمتوں میں اضافے کا مطالبہ

20 جولائی: فرانس میں سینکڑوں بھپرے ہوئے کسانوں نے شمالی قصبے کین (Caen) جانے والی سڑک احتجاجاً بند کردی۔ حکام کے مطابق 330 ٹریکٹر اور دیگر زرعی مشینری کے ساتھ مٹی اور گوبر سے بھری بالٹیاں لیے کسان دودھ اور گوشت کی قیمتوں میں اضافے کا مطالبہ کررہے تھے۔ گزشتہ ماہ خوردہ فروشوں اور غذائی کمپنیوں کے سربراہوں نے کسانوں سے مزاکرات میں قیمت بڑھانے کا وعدہ کیا تھا جو پورا نہیں کیا گیا۔ (دی ایکسپریس ٹریبون، 21 جولائی، صفحہ 11)

1 اگست: اخباری اداریے کے مطابق فرانس میں کسانوں کے احتجاج کو کچلنے کے لیے ہولاندے کی حکومت نے 22 جولائی کو کسانوں کو 600 ملین یورو کے امدادی پیکج کی پیشکش کی تھی لیکن کسانوں کا کہنا ہے کہ نہ مدد، قرض اور محصولات میں چھوٹ انہیں تحفظ فراہم کرے گی اور نہ ہی حکومت کا 24 جولائی کو دودھ خریدنے والی کمپنیوں سے معاہدہ جس میں قیمت میں عارضی اور معمولی اضافہ کیا گیا ہے۔فرانس کے کسان جرمنی اور دیگر یورپی ممالک کے بڑے فارموں کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔فرانس کے شہری واضع طور پر چاہتے ہیں کہ کسان خاندان اپنے پیشے سے وابستہ رہیں۔کسانوں کے احتجاج کی حمایت کرنے والے 90 فیصد لوگوں میں سے 80 ملکی دودھ اور گوشت کی زیادہ قیمت ادا کرنے کے لیے تیار ہیں۔ (اداریہ، انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 1 اگست، صفحہ 8)

10 اگست: فرانس کے مقامی ایوان زراعت کے صدر سیبسٹن ونڈسر (Subestien Windsor) نے کہا ہے کہ مال مویشی پالنے والے کسان مشکل وقت میں ہیں۔گرتی ہوئی قیمتیں کسانوں کے لیے عدم استحکام کا باعث ہیں۔دودھ کی قیمت 2014 سے 1,000 لیٹر پر 300 یورو (25 فیصد) کم ہوگئی ہے جو پیداواری لاگت سے 40 یورو کم ہے۔گوشت کی قیمت 2013 کے مقابلے 20 فیصد کم ہوگئی ہے جس کی وجہ روس کی طرف سے یورپ سے غذائی درآمدات پر عائد کی جانے والی جوابی پابندی ہے۔حکومت کا 600 ملین یورو کا امدادی منصوبہ جس میں محصولات اور قرضہ جات میں چھوٹ شامل ہے، ان لوگوں کو راحت پہنچائے گا جو زیادہ متاثر ہیں لیکن اس سے مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 11 اگست، صفحہ 2)

XII۔ بیرونی امداد

ایشیائی ترقیاتی بینک

1 مئی: اے ڈی بی کی انتظامیہ اور نئے ابھرنے والے ایشین انفرا اسٹرکچر انوسٹمنٹ بینک (AIIB) میں بنیادی ڈھانچے کی تعمیر کے منصوبوں میں تعاون اور اقتصادی طور سے مل کر کام کرنے پر اتفاق ہوا ہے۔ یہ

منصوبے ایشیاء بھر میں غربت دور کرنے اور پائیدار ترقی کے لیے بنیادی ڈھانچوں کی تعمیر سے متعلق ہیں۔
(ڈان، 2 مئی، صفحہ 3)

4 مئی: اے ڈی بی کے صدر ٹاکی ہیکو نکاؤ (Takehiko Nakao) کے مطابق ایشیاء کے 40 فیصد عوام یا 1.4 بلین آبادی انتہائی غریب ہیں۔ انہوں نے بنیادی ڈھانچے کی ترقی کی ضروریات کا اندازہ آٹھ ٹریلین ڈالرز لگاتے ہوئے کہا کہ بینک بنیادی ڈھانچے کی پائیدار ترقی اور غربت میں کمی کے لیے ایشیاء میں اپنے سالانہ کاموں کی رقم کو 50 فیصد یا 20 ملین ڈالرز تک بڑھا رہا ہے۔ (ڈان، 5 مئی، صفحہ 10)

اسلامک ڈیولپمنٹ بینک

23 جون: IDB (آئی ڈی بی) اور بل اینڈ میلنڈا گیٹس فاؤنڈیشن نے 500 ملین ڈالرز سے لائیوز اینڈ لائیولی ہوڈز فنڈ قائم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ یہ فنڈ آئی ڈی بی کے رکن ممالک میں غربت اور بیماریوں کا مقابلہ کرے گا۔ (ڈان، 24 جون، صفحہ 10)

جاپانی امداد

23 مئی: جاپان کے شہر اواکی میں بحرالکاہل کے 14 جزائر کے تحت ہونے والے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جاپان کے وزیر اعظم شنزو ابے (Shinzo Abe) نے موسمی تبدیلی سے نمٹنے کے لیے اگلے تین سالوں میں 453 ملین ڈالرز امداد فراہم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ (دی نیوز، 24 مئی، صفحہ 9)

روٹس فار ا یکوٹی کا تعارف

روٹس فار ا یکوٹی استحصال کی شکار اور پسماندہ آبادیوں کے مسائل کو سامنے لانے میں سرگرداں ہے۔ ان میں شہری اور دیہی علاقوں میں بسنے والی مذہبی اقلیتیں، عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں۔ ان مسائل کے حل کے لیے روٹس ایسی راہ ہموار کرنے پر یقین رکھتی ہے، جس سے آبادیاں اپنے معاشی، سماجی، اور سیاسی حقوق کو سمجھتے ہوئے بین الاقوامی انسانی حقوق کے معاہدوں کے مطابق بہتر معیار کا مطالبہ کرسکیں۔

روٹس فار ا یکوٹی نے ابتداء ہی سے اپنی توجہ اسٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ پروگرام، ڈبلیو ٹی او اور دوسرے آزاد منڈی کے نیولبرل معاہدوں سے دیہی آبادیوں پر مرتب ہونے والے اثرات کو سمجھنے پر مرکوز کی ہے۔ اس پس منظر میں ادارہ بنیادی طور پر تین سطحوں پر کام کرتا ہے۔

1۔ عالمگیریت کے اثرات اور مسائل پر عملی تحقیق۔
2۔ مقامی، قومی اور عالمی سطح پر باشعور مزاحمت کے لیے مختلف طرح کے لائحہ عمل مثلاً تحقیق، تصانیف اور بین الاقوامی رابطہ کاری سے مقامی آبادیوں کو متحرک کرنا اور اس کے ذریعے مزاحمت کو بڑھانا۔
3۔ وہ آبادیاں جو جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کی معاشی، سیاسی اور سماجی تلخیاں جھیل رہی ہیں ان کو براہ راست مدد فراہم کرنا۔

ان تین طریقوں سے کام کرتے ہوئے روٹس فار ا یکوٹی نے کامیابی کے ساتھ مقامی آبادیوں کے ساتھ صحت مندانہ روابط قائم کیے ہیں۔

پاکستان میں تبدیلی کے لیے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ ملک کی معاشی و معاشرتی ترقی عوام کے گرد ہو۔ یہ بنیادی تبدیلی آبادیوں کو متحرک کیے بغیر ممکن نہیں۔ روٹس فار ا یکوٹی یہ پختہ یقین رکھتی ہے کہ سماجی شعور اور سیاسی طور پر بیدار آبادیاں ہی اپنے لیے سماجی اور معاشی انصاف حاصل کرسکتی ہیں۔ روٹس مقامی آبادیوں کے ساتھ مل کر سیاسی، معاشرتی اور معاشی انصاف کی جدوجہد پر پختہ یقین رکھتی ہے۔

اشاعت: روٹس فار ا یکوٹی
تعاون: میزریور